قیمت : -/10 روپے

فروری 2008

ماہ نامہ

اردو دنیا

نئی دہلی

گوہاٹی (آسام) میں منعقد ''اردو میلہ'' (12 تا 18 جنوری) کا شمع روشن کر کے افتتاح کرتے ہوئے وزیراعلیٰ آسام ترون گوگوئی۔
ساتھ کھڑے ہوئے ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ڈاکٹر علی جاوید۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

گوہاٹی ''اردو میلہ'' کی تقریب میں آسام کے وزیر تعلیم رپن بورا، ڈاکٹر علی جاوید، ڈاکٹر ابوبکر عباد، جناب بیرکمار (ڈائرکٹر، اعلیٰ وثانوی محکمہ تعلیم، آسام) ودیگر۔

گوہاٹی اردو میلے میں ڈراما'' آپ کی سونیا'' پیش کرنے کے بعد سونالی جیندرے، فاروق شیخ اور'' آپ کی سونیا'' کے ڈائرکٹر سلیم عارف،
ساتھ میں، ڈاکٹر علی جاوید (ڈائرکٹر قومی اردو کونسل) ڈاکٹر ابوبکر عباد (پرنسپل پبلی کیشن آفیسر قومی اردو کونسل)

ماہنامہ

اردو دنیا نئی دہلی

جلد۔10، شمارہ۔2، فروری 2008

مدیر: ڈاکٹر علی جاوید

اعزازی مدیر: مخمور سعیدی

ناشر اور طابع:
ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، محکمۂ اعلیٰ تعلیم، حکومت ہند

کمپوزنگ: شہناز اختر

مطبع: ایس نارائن اینڈ سنز، بی۔88، اوکھلا انڈسٹریل ایریا،
فیز-II، نئی دہلی-110020

مقام اشاعت: دفتر قومی اردو کونسل

قیمت-/10 روپے، سالانہ -/100 روپے

ڈرافٹ NCPUL, New Delhi کے نام ارسال کریں۔

صدر دفتر:
ویسٹ بلاک۔1، ونگ-6
آر۔کے۔ پورم، نئی دہلی- 066 110
فون: 26103938, 26103381
فیکس: 26108159, 26179657
ویب سائٹ:
http://www.urducouncil.nic.in
email: urduduniyancpul@yahoo.co.in
urducoun@ndf.vsnl.net.in

شعبۂ فروخت:
ویسٹ بلاک-8، ونگ-7،
آر۔کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066
فون: 26169416, 26109746

شاخ: 22-7-110، قمر دفتر، ساجد یار جنگ کمپلکس،
بلاک نمبر 8-1، پتھرگٹی، حیدرآباد-500002
فون: 24415194 - 040

اس شمارے میں

آپ کی بات .... قارئین کے خطوط 2
ہماری بات .... ادارہ 6

زبان و تعلیم
● اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف .... شمس الرحمن فاروقی 8
● اردو نصاب .... محمد حسن 10
● مہاتما گاندھی کا اردو سے لگاؤ .... عبدالستار دلوی 11
● درسی کتابوں میں املا کے مسائل .... سلیم شہزاد 15
● غیر اردو علاقوں میں اردو قلم کاروں کے مسائل .... کے۔ پی۔ شمس الدین 17

ادب و ثقافت
● پولو اور پولیو .... یوسف ناظم 19
● تقابلی مطالعہ اور طریقۂ کار .... شاہد پرویز 21
● غالب: فکر، فلسفہ، فن .... رعنا سیّد 24
● عالمی وراثتیں، لال قلعہ اور رگ وید .... شیو بیہ دویدی 29

صحت و سائنس
● ایڈز کے خلاف عالمی جنگ .... فروغ صباجامی 31

کیریئر
● بی۔ پی۔ او۔ اور کے۔ پی۔ او۔ میں روزگار کے مواقع .... او۔ پی۔ شرما/ ڈی۔ کے۔ شرما 33

ہماری مطبوعات سے
● اقتصادی زندگی میں عورتوں کے لیے مواقع .... صغریٰ مہدی 35
● اولین غبارے .... سکیف اور سکیف 38

اردو خبرنامہ .... ادارہ 42

تبصرہ و تعارف
● کلیات پریم چند (جلد 1 تا 24) .... سلیمان اطہر جاوید 72
● خالدہ ادیب خانم اور ہندوستان .... جاوید رحمانی ....
● ناٹک ساگر .... ابوبکر عباد ....
● سہ ماہی ''فکر و تحقیق'' .... رئیس احمد ....
● حریر و رنگ .... شہاب ظفر اعظمی ....
● نقد و اثر .... حیات عامر ....

بچوں کا گوشہ
● جاپانی انجینئروں کے حیرت انگیز کارنامے .... انور ادیب 79

آپ کی بات

■ عابد سہیل، 22-S P سیکٹر سی، علی گنج، لکھنؤ-226024

جنوری کے شمارے میں ڈاکٹر عبدالعلیم پر رفعت سروش صاحب کا مضمون بہت اچھا ہے، لیکن دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

(1) علیم صاحب کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا موضوع ''عقیدۂ اعجاز القرآن کی تاریخ'' تھا، نہ کہ ''قران شریف کلام الٰہی ہے یا نہیں۔'' آخرالذکر موضوع سے اس کا کوئی تعلق نہیں، (2) مجھے نہیں معلوم کہ ڈاکٹر اشرف کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے علاوہ ان کی کوئی کتاب شائع ہوئی یا نہیں لیکن علیم صاحب نے متعدد عربی کتب و رسائل کی تصحیح و تدوین کی، ان کے دو طویل مقالے کتابچوں کی صورت میں شائع ہوئے اور ان کی کتاب ''سیرۃ نبوی اور مستشرقین'' کی قسط وار اشاعت ماہنامہ ''جامعہ'' میں غالباً 1927 یا 1928 میں شروع ہوئی۔ بعد میں اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

■ حبیب الرحمٰن چغانی، حریم، تعمیر ملت روڈ، دودھ پور، سول لائنز، علی گڑھ

شمس الرحمٰن فاروقی نے ایک بہت ہی مفید کالم ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' شروع کیا ہے۔ اس سے نہ صرف مبتدی بلکہ وہ لوگ بھی استفادہ کرتے ہیں جنھیں اردو زبان پر خاصی دسترس ہے۔ برسوں سے مجھے ایک لفظ کی تلاش تھی۔ اس کا کوئی سرپیر نہیں ملتا تھا۔ ایک دن اچانک اسی کالم میں اپنے مطلوبہ لفظ ''کانجی ہاؤس'' کی تشریح و توضیح مل گئی اور یوں میری جستجو تمام ہوئی۔

''اردو دنیا'' کے تازہ شمارے (جنوری 2008) میں فاروقی صاحب نے ''جز'' اور ''جزو'' کے معنی اور استعمال پر روشنی ڈالی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ''جزو'' صرف ''لاینفک'' کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں بھی ''جز'' اضافت کے ساتھ آئے گا وہاں ''جزو'' ہی کا استعمال ہوگا، مثلاً جزوحیات، جزوکائنات، جزوتماشا وغیرہ فاروقی صاحب کی رائے مطلوب ہے۔

اسی شمارے میں رفعت سروش کا مضمون ''عبدالعلیم کی یاد میں'' نظر نواز ہوا۔ انھوں نے ان کے تحقیقی مقالے ''قرآن کی الٰہیات'' کا ذکر کیا ہے۔ میں اسی سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالعلیم صاحب نے اپنے تحقیقی مقالے پر برلن یونیورسٹی، برلن، جرمنی سے 1931 میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ یہ مقالہ ان کی واپسی کے فوراً ہی بعد 1932 میں سہ ماہی ''جامعہ'' میں طبع ہوا۔ پہلی بار 1935 میں یہ مقالہ کتابی شکل میں عابد حسین کے مختصر سے دیباچے کے ساتھ بعنوان ''عقیدۂ اعجاز القرآن کی تاریخ'' مکتبہ جامعہ اسلامیہ نے شائع کیا۔ جرمن زبان سے اس کا انگریزی ترجمہ بقول پروفیسر مختارالدین احمد مشہور مترجم قرآن محمد پکتھال نے کیا تھا۔ خود علیم صاحب نے بھی اس کا انگریزی ترجمہ کیا جو شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے 1936 میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس کا چوتھا ایڈیشن عابد سہیل نے لکھنؤ سے پروفیسر کبیر احمد جائسی کے 42 صفحات پر محیط تجزیاتی مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے اس کا آخری پیراگراف میں قارئین کی نذر کرتا ہوں:

''پروفیسر عبدالعلیم صاحب کے بارے میں یہ ''افواہ'' ''تاریخی واقعے'' کا درجہ اختیار کر چکی ہے کہ انھوں نے اپنے تحقیقی مقالے میں قرآن کے منزل من اللہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ میں جرمن زبان سے یکسر نابلد ہوں اس لیے ان کے تحقیقی مقالے پر تو کوئی رائے زنی نہیں کرسکتا مگر ''عقیدۂ اعجاز القرآن کی تاریخ'' کے بارے میں جواب دہی کے احساس کے ساتھ پوری ذمے داری سے واضح الفاظ میں یہ عرض کرنے کے قابل ضرور ہوں کہ اس کتاب کے کسی بھی لفظ سے نہ تو اسلامی عقائد کی کوئی اہانت ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں قرآن کو انسانی کلام ثابت کرنے کی ادنیٰ سی کوشش نظر آتی ہے۔ اس کتاب میں صرف ''عقیدۂ اعجاز القرآن کی تاریخ'' انتہائی تحقیقی اور مدلل انداز سے قلم بند کی گئی ہے اور بطور ضمیمہ ان معارضین قرآن کا بھی ذکر کردیا گیا ہے جو بزعم خود قرآن کے مقابل آئے مگر کوئی ایسا کلام بھی پیش نہ کرسکے جو قرآن کا پاسنگ ہوتا۔''

یہ افواہ غالباً ان کے نظریات کی وجہ سے پھیلی۔ حالانکہ انھوں نے اپنے خیالات کسی پر تھوپنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے برخلاف ان لوگوں کو جو مشرع اور عرف عام میں ''دین دار'' کہے جاتے ہیں ابھرنے کے مواقع فراہم کیے جو ان کی فراخ دلی اور وسیع النظری کے معترف ہیں۔

● کالم کی پسندیدگی کے لیے میں جناب حبیب الرحمٰن چغانی کا ممنون ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ وہ اسے دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ جہاں تک لفظ "جزو" کا تعلق ہے، میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ صرف "لاینفک" کے ساتھ ہی آئے گا، جیسی کہ چغانی صاحب نے مثالیں دی ہیں یہ دوسرے لفظوں کے ساتھ بھی آسکتا ہے، انحصار محل استعمال پر ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی

■ **یوسف ناظم، 19 الہلال، 13 باندرہ، ریکلیمشن، ممبئی-400050**

یوں تو ''اردو دنیا'' کا ہر شمارہ دستاویزی نوعیت کا ہوتا ہے اور پر مغز ہونے کے علاوہ انکشافات کا گنجِ گراں مایہ ہوتا ہے لیکن سال 2007 کا یہ آخری شمارہ تقریباً حرفِ آخر معلوم ہوتا ہے۔ بشریٰ اعجاز صاحبہ کے لاجواب اور بے مثال جذبات سے بھرپور اور معلومات سے معمور مضمون میں صرف ایک خوبی کی کمی ہے جو خود موصوفہ کی نہیں بلکہ غالباً حضرت مخمور سعیدی کی پردہ داری کے باعث ہے کہ بشریٰ اعجاز صاحبہ کا پتہ درج نہیں ہے۔ میں انھیں مبارکباد دینے میں اس لیے ہچکچا رہا ہوں کہ یہ ان کے کس کام آئے گی وہ ہر تحسین اور ہر توصیف سے بالا ہیں۔

اب میں ایک اور رشحۂ قلم کی تعریف کروں گا تو آپ کو گمان ہوگا کہ میں تانیثی ادب کا سپاس گزار ہو گیا ہوں۔ یہ مضمون ہے یا رپورتاژ یا ٹیلی ویژن پر پیش کیا جانے والا کوئی سیریل ہو، اشارہ محترمہ نکہت پروین کی دل خوش کن تحریر ''ناقابلِ فراموش چار دن'' کی طرف ہے۔ میں سچ عرض کرتا ہوں میں نے محسوس کیا کہ میں اس کاروانِ ذی احتشام کا شریکِ سفر ہوں۔ دلچسپ اور تحیر خیز سیر و سیاحت کا ناظر بھی ہوں اور سامع بھی۔ انھیں اس خوشبودار مضمون کی مبارکباد ضرور پہنچایئے ان کا پتہ آپ کے پاس محفوظ ہے۔

ایک بات ذرا مختلف قسم کی۔ زیرِ نظر شمارے میں ''مدھیہ پردیش اردو اکادمی کی طرف سے ادبا و شعرا کا اعزاز'' کے عنوان کے تحت ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کی زبان کو صحیح یا غلط میں تو نہیں کہہ سکتا لیکن یہ اجنبی، نامانوس اور ضرر رساں۔ اس رپورٹ میں ''فلاں صاحب کا اعزاز کیا گیا'' لرزہ براندام کردینے والا محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ ''ندیم بھوپال'' کے مدیرِ محترم بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

■ **لئیق صلاح، 354۔ محمود باغ، آصف نگر، حیدرآباد (اے پی)**

آپ کی مصروفیات کا علم ''اردو دنیا'' کے ذریعے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ اس جریدے کے معیار کو باقی رکھنے کے لیے آپ کی اور آپ کے رفیق کار کی مساعی قابلِ تحسین ہیں۔ ہر شمارہ اردو ادب، زبان و بیان، علمی، سماجی و سیاسی موضوعات پر محیط ہوتا ہے۔ تشنگانِ علم و ادب مختلف معلومات سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصاً ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' کی اشاعت سے زبان و بیان کے تعلق سے شک و شبہ کا ازالہ ہوتا ہے۔ اکثر افراد نے اس کی ستائش کی ہے۔ میری ناچیز رائے یہ ہے کہ ''لغات روزمرہ'' مصنف شمس الرحمٰن فاروقی سے اگر آپ کے پرچے میں گنجائش نکل سکتی ہو تو ایک دو صفحے شائع کردیجیے۔ جن کو یہ کتاب میسر نہیں وہ آپ کے موقر جریدے کے ذریعے فیض یاب ہوں گے اور نتیجتاً ان کے بیانات اغلاط سے پاک ہوں گے۔

■ **جمیل ظہیر، ملان، 7/418، نیو کالونی، نیو کریم گنج، گیا**

''اردو دنیا'' کا اولیں نشانہ تو لسانی ترویج و ترقی ہے لیکن ماہ دسمبر 2007 کے شمارے کے مشمولات میں جناب شمس الرحمٰن فاروقی کا مضمون ''منظر کاظمی کے افسانے'' اور بشریٰ اعجاز کا قرۃ العین حیدر کے متعلق تاثراتی مضمون اس کی ادبی حیثیت کو بلند و بالا کرتے ہیں۔ اس طرح آپ کا یہ جریدہ ''اردو دنیا'' اپنے وسیع تر معنی میں اپنی نمائندگی کر رہا ہے۔

''شاعری کا ترجمہ: چند عملی مسائل''، میں جناب ف.س.اعجاز نے اپنے ذاتی تجربے کے حوالے سے کسی کلیے کو پانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انگریزی سانیٹ کا وہ بھی اردو سانیٹ میں ترجمہ محال ہے۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے، مترجم کو دونوں زبانوں کی مخصوص اصناف کا تقابلی جائزہ لینا ضروری ہے۔ ہر زبان کا اپنا مزاج ہوتا ہے اور اسی مزاج کے مطابق اس کی مختلف اصناف وجود میں آتی ہیں۔ لہٰذا زبان کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ صنف کی مطابقت پر بھی دھیان دینا ضروری ہے۔ پچھلی صدی کی تیسری دہائی سے پانچویں دہائی تک اردو میں بہت سارے سانیٹ لکھے جا چکے ہیں۔ اردو زبان کے مزاج سے اس کی مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ ادبی سفر زیادہ دور تک جاری نہ رہ سکا۔ لہٰذا ف.س.اعجاز کو جس دقت اور کٹھنائی کا تجربہ ہوا ہے، وہ زبان کی دقت اور کٹھنائی نہیں ہے۔ دو زبانوں میں اس صنف کی عدم مطابقت کا معاملہ ہے۔ اسی پس منظر میں خیام کی رباعیوں کا ترجمہ جو جیرالڈ نے انگریزی میں کیا ہے وہ دیکھا جا سکتا ہے جسے طبع زاد تخلیقات کی نوع میں رکھا جاتا ہے ان رباعیوں کی بین الاقوامی شہرت کی وجہ خیام اور جیرالڈ کے خیالات کی ہم آہنگی کے ساتھ صنف رباعی اور انگریزی Quatrain کی مطابقت ہے۔

جناب ف.س.اعجاز نے ایک جگہ لکھا ہے کہ شیکسپیئر جیسا بڑا شاعر بھی عام شاعروں کی طرح بیچ بیچ میں کچھ بے ربط یا اول فول کہہ جاتا ہے لیکن اس کی صراحت نہیں کی ہے۔

■ **عادل جاوید، 679۔ حسن منزل، الہ آباد**

''اردو دنیا'' دسمبر 2007 کا شمارہ نظر سے گزرا۔ آپ نے رسالے کا جو معیار قائم کیا ہے، وہ قابلِ ستائش ہے لیکن اس میں شائع ہونے والے مضامین کے معیار کو اور بھی بہتر بنانے کی گنجائش ہے۔ مثلاً ف.س.اعجاز کے مضمون کے تعلق سے چند باتوں کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ شاعری کے ترجمے کے سلسلے میں مضمون نگار یہ تسلیم کرتا ہے کہ ''ویسے بھی میں انگریزی

ادب کا طالب علم کبھی نہیں رہا۔ بس یہ زبان کالج اور یونیورسٹی میں میرا میڈیم تھی۔ چنانچہ اس سلسلے میں اپنی کم علمی کا اعتراف میرا فرض ہے۔''

اس اعتراف کے بعد کیا مضمون نگار کو اس بات کا حق ہے کہ وہ یہ کہے:

''چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی لیکن ایسا محسوس ہوا کہ شیکسپیئر جیسا بڑا شاعر بھی عام شاعروں کی طرح بیچ بیچ میں کچھ بے ربط یا اول فول کہہ جاتا ہے جس سے صرف نظر کرنا مترجم کے لیے بہرحال جائز نہیں لیکن جس صنف سخن میں ترجمہ کیا جارہا ہے، اس کی پابندی اور خود ترجمے کی اثر پذیری کا خیال مترجم کو قدرے ردوکد پر مجبور کرتا ہے۔''

اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے کے بعد کیا مناسب ہے کہ شیکسپیئر جیسے شاعر کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ ''اول فول'' کہہ جاتا ہے؟ — کیا ادبی تنقید میں اس حد تک آزادی ممکن ہے کہ ہم چرب زبانی پر اتر آئیں اور اپنی حیثیت بھول جائیں؟

آگے چل کر ترجمہ نگار نے اپنی کم علمی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ ایلیٹ کی نظم کے ترجمے میں صفحہ 24 پر یہ سطریں ملاحظہ ہوں:

"Here we go round the prickly pear"

''ناشپاتیاں دینے والا خاردار اک پیڑ''

موصوف کی لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ "Prickly Pear" کا ترجمہ ناشپاتیاں دینے والا خاردار پیڑ کرتے ہیں جبکہ "Prickly Pear" ایک طرح کی ناگ پھنی ہوتی ہے۔

آگے اسی صفحے پر

"I'm freezing here since morning"

کے ترجمے کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ ''تیسرے مصرعے کا ترجمہ دراصل یوں کرنا چاہیے تھا: صبح سے منجمد کھڑی ہوں یہاں۔''

انگریزی سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی کہہ سکتا ہے کہ یہاں freezing کا ترجمہ منجمد نہیں بلکہ ٹھٹھرنا ہوگا اور کہا جاسکتا ہے: ''صبح سے کھڑی ٹھٹھر رہی ہوں یہاں۔''

بہرحال آپ کے ذریعے قابل مضمون نگار سے گذارش ہے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں۔ ادب کے میدان میں احتیاط لازم ہے اور بقول سودا:

سنبھل کے رکھیو قدم دشتِ خار میں مجنوں

■ ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری، رحمت علی بلڈنگ، دیوان بازار، کٹک-1

پروفیسر گوپی چند نارنگ کے خط کے جواب میں آپ کا مکتوب ''سبق اردو'' میں شائع ہوا تھا، پڑھ کر طبیعت خوش ہوگئی۔ میں آپ کی غیر معمولی دلیری، بے باکی اور جرأت اظہار کا شروع سے ہی قائل رہا ہوں۔

این.سی.پی.یو.ایل. میں سارا ہندوستان سمٹا ہوا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ اڑیسہ کی نمائندگی بھی ہوتی۔

■ **جگدیش راج رانا مشتاق کشتواڑی، 517/18، لاکر منڈی، جانی پور، جموں-180007**

ماہ نومبر ''اردو دنیا'' کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ جناب شمس الرحمن فاروقی کا سلسلہ وار کالم بعنوان ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' صحت زبان کا ضامن ہے۔ مشمولات میں جناب افتخار عالم خاں کا مضمون بعنوان ''سرسید کی جدید لبرل اور سائنسی طرز فکر''، جناب شاہد پرویز کا معلوماتی مضمون ''اردو صحافت کا ابتدائی دور'' تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔ اس طرز کے مضامین زیر تدریس طلبہ کے لیے بہت کارآمد ہوسکتے ہیں۔ علاوہ اس کے جناب راجیش مشرا کا مضمون بعنوان ''اردو درس و تدریس: چند تلخ حقائق'' — اردو کے ارباب اقتدار کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اس مضمون کی روشنی میں ہم اردو والوں کو ہی اردو کی بقا و بہبود کی فکر کرنی چاہیے۔

■ **محمد حیات الدین — 243، برہم پتر ہاسٹل، جے این یو، نئی دہلی-67**

ماہ نامہ ''اردو دنیا'' کا تازہ شمارہ دسمبر 2007 موصول ہوا۔ آپ کا رسالہ ہمیشہ وقت پر مل جاتا ہے اور بڑے شوق سے شروع سے آخر تک مطالعہ کرتا ہوں۔ یہ اردو کا واحد رسالہ ہے جو مطالعے کی مختلف جہتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ ماہ بہ ماہ اس کے معیار میں بلندی آپ کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔

تازہ شمارے میں آپ کا اداریہ بہت توجہ طلب ہے۔ آپ نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ اردو کسی خاص خطے کی زبان نہیں۔ گذشتہ مہینے منی پور کی راجدھانی امپھال میں قومی اردو کونسل نے میرتقی میر پر جو سیمینار منعقد کیا تھا جس کا ذکر آپ نے اپنے اداریے میں اور نکہت پروین نے اپنے رپورتاژ ''ناقابل فراموش چار دن'' میں کیا ہے، میرا بھی ایک ہم سبق اس سیمینار میں شریک تھا اس کی زبانی پروگرام کی کامیابی سے متعلق سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ ایک غیر اردو علاقے میں اردو کی اس درجہ پذیرائی، کہنا پڑتا ہے کہ کوئی زبان کسی خاص قوم اور خطے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اگر کسی زبان میں شیرینی اور دلکشی ہے تو سبھی کو اپنا گرویدہ بنالیتی ہے۔ اس اداریے میں دوسری اہم بات دہلی سے شائع ہونے والے رسائل اور روزناموں سے متعلق ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ دہلی صرف ہندوستان کی ہی نہیں اردو زبان کی بھی راجدھانی ہے لیکن یہ واقعی افسوس کا مقام ہے کہ ان دنوں یہاں سے جو رسالے اور اخبار شائع ہورہے ہیں ان کی زبان پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ اردو کے نوواردین جو اپنی اردو

درست کرنے کے لیے ان اخبارات کا مطالعہ کرتے ہوں گے انھیں معیار طے کرتے وقت کتنی دشواری ہوتی ہوگی۔

ہماری ان اخبارات کے ذمے داران سے گزارش ہے کہ اردو زبان کے مزاج اور اس کی نزاکتوں پر خاطرخواہ توجہ دیں۔ ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' جیسی تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ایسی خامیوں کا ازالہ ہو سکے۔

دیگر مندرجات میں ''منظر کاظمی کے افسانے'' از شمس الرحمٰن فاروقی، ''اردو کی ترویج و ترقی کے لیے عملی اقدام'' از عزیز احمد، ''کس بھول کو اوڑھے سوتی ہو'' از بشریٰ اعجاز، ''اقبال مجید سے بات چیت'' از وسیم اختر، ''کمپیوٹر کمپوزنگ بمقابلہ خطاطی'' از مختار ٹونکی اور ''برصغیر میں فاصلاتی تعلیم کا دائرہ'' از ریاض احمد اچھے لگے۔ جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے مضمون ''منظر کاظمی کے افسانے'' میں منظر کاظمی کی یادوں اور ان کے فن کو ایک سکّہ پر رکھ کر ان کی تخلیقی شخصیت اور ذہانت کی تہیں بہت وضاحت کے ساتھ کھولی ہیں۔ کالم ''اردو خبرنامہ'' میں ڈاکٹر ابوبکر عباد کے بحیثیت پرنسپل پبلی کیشن آفیسر اپنا عہدہ سنبھالنے کی خبر خوش کن ہے۔ موصوف فعال اور سنجیدہ شخصیت کے مالک ہیں یقیناً وہ کونسل کی توقعات پر کھرے ثابت ہوں گے۔

■ مشکور معینی، 224، پیریار ہاسٹل، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی-67

''اردو دنیا'' کا شمارہ، نومبر 2007 موصول ہوا۔ ہر شمارہ اپنے سابقہ شمارے سے معیاری معلوم ہوتا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا سلسلہ وار کالم ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' ہم جیسے طالب علموں کے لیے درِ نایاب ہے۔ افتخار عالم خاں کا مضمون ''سرسید کی جدید، لبرل اور سائنسی طرزِ فکر'' سرسید احمد خاں کے افکار و رجحانات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سرسید احمد خاں پہلے مسلمان تھے جن کی فکر جدید تھی۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ انھوں نے انگریزوں سے مفاہمت کی خاطر مغربی طرزِ زندگی کو اختیار کیا اور زندگی کے ہر شعبے کو مغربی نقطۂ نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ اس شمارے میں ''اردو درس و تدریس: چند تلخ حقائق'' راجیش مشرا، کا مضمون قابلِ غور ہے۔ ہر زبان کا اپنا رسم الخط ہوتا ہے، اردو زبان کا بھی اپنا رسم الخط ہے جس کے بغیر اردو زبان کی شناخت ممکن نہیں۔ اس شمارے میں دوسرے مضامین مثلاً ''گردشِ رنگ چمن — ایک تاثر'' از سلام بن رزّاق اور ''اردو تحقیق و تنقید اور گیان چند'' از عبدالرب بھی اچھے ہیں۔

■ مدثر لطیفی تاثیر، اے ایل بلوان، خلیل لاج، دوڈہ سٹی (جموں کشمیر)

دسمبر کا ''اردو دنیا'' حسبِ معمول بروقت ملا۔ شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کے جوابات کی خاطر پورے ماہ انتظار رہتا ہے۔ نکہت پروین صاحبہ کا رپورتاژ پڑھ کر زیادہ مزہ نہیں آیا۔ اگر نکہت پروین صاحبہ اپنے ساتھ ہمیں بھی منی پور کی سیر کرائیں تو زیادہ لطف آتا۔ تحریر افسانوی انداز میں لکھی گئی ہے۔ اگر قارئین کی دلچسپی کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہوتی تو کچھ مفید معلومات حاصل ہوتیں۔ صرف مقالہ نگاروں کے نام اور مقالوں کے عنوان دینے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ان مقالوں میں کہی گئی خاص خاص باتوں کو بھی لکھا جانا چاہیے تھا۔ اگر امپھال میں طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے اوقات مختلف ہیں تو ان کی وجہ سے وہاں جو تجربہ ہوا اس کے بارے میں بھی جانکاری ملنی چاہیے تھی۔ تارا سنگھ صاحب کا تعارف بھی ادھورا محسوس ہوا۔ ان کی تعریف بھی کسی کہانی کے کردار کی طرح کی گئی ہے۔ کس طرح سے انھوں نے لوگوں پر محویت طاری کی وضاحت ضروری تھی۔ ایک جگہ موصوفہ نے لکھا ہے'' کچھ ایسے جملے جنھیں سن کر حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی'' وہ کچھ جملے لکھنے سے ہماری تشنگی بھی کم ہوجاتی اور رپورتاژ بھی اور خوبصورت ہو جاتا۔

بہرکیف موٹرانگ، لوک ٹاک اور ریڈیل تک پہنچتے پہنچتے پڑھنے میں کچھ مزہ آنے لگا۔ ''کہاں گئے وہ لوگ'' بہت اچھا لگا۔

■ مقصود احمد خان، 500/6، قطب پور، ڈالی گنج، لکھنؤ

پہلی بار ''اردو دنیا'' کا مطالعہ کیا۔ اگرچہ مجھے این.سی.پی.یو.ایل. اور اس کے رسالے ''اردو دنیا'' کی ملک گیر شہرت و مقبولیت کا علم پہلے بھی تھا لیکن کبھی اس کے مطالعے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس سال میں نے A.M.C. Computer Centre N.C.P.U.L. (LKO) میں داخلہ لیا تو اس کے توسط سے یہ موقر رسالہ نظرنواز ہوا۔ یہ ایک معلومات افزا اور قابلِ ستائش ماہنامہ ہے لیکن خاص طور سے جس چیز نے مجھے متاثر کیا وہ جناب شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کا کالم ''اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف'' ہے۔ یہ کالم ہم متلاشیانِ علم کے لیے مفید ترین اور اردو زبان و ادب کی باریکیوں سے متعارف ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جو باتیں ہم اس کالم سے سیکھ سکتے ہیں وہ عموماً کسی رسالے، کتاب یا ڈکشنری میں دستیاب نہیں ہوتیں۔

■ محمد ناظم علی، نظام آباد،

''اردو دنیا'' اب کی بار 4 دسمبر کو وصول ہوا۔ ادبی رسائل میں اس کا کردار سب سے الگ ہے۔ اس کے مزاج و منہاج کا اندازہ اس کے مشمولات سے ہوجاتا ہے کہ اس نے اردو کے عصری ماحول کو عوام کے سامنے پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس کے مستقل کالم دانشورانہ پہلو لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ کی بات، زبان و تعلیم، ادب و صحافت، صحت، ماحولیات، سائنس اور کیریئر، قاری کو وہ سب کچھ مل رہا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

□□□

ہماری بات

دسمبر کے شمارے میں ہم نے ان علاقائی لسانی اثرات کا ذکر کیا تھا جو ان دنوں اردو اخبارات و رسائل بالخصوص اخبارات کی زبان میں تیزی سے سرایت کرتے جارہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے کہا تھا جب کوئی زبان پھیلتی ہے اور نئے علاقوں تک اس کی رسائی ہوتی ہے تو وہاں کے علاقائی اثرات کو قبول کرنا اس کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ دلی اور لکھنؤ کی جداگانہ لسانی ترجیحات اسی عمل کی پیداوار ہیں۔ اس سلسلے میں رامپور اور عظیم آباد جیسے اردو مراکز کے نام بھی ذہن میں آتے ہیں لیکن ان ترجیحات کا تعین شعوری طور پر ہوا اور اس کا پورا خیال رکھا گیا کہ ان سے اردو کے نحوی اور صرفی قواعد کی خلاف ورزی نہ ہو اور املا اور تلفظ کے ضابطے بھی متاثر نہ ہوں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب جو بدعتیں رواج پارہی ہیں وہ کم علمی اور بے خبری کا نتیجہ ہیں۔ اب سے پچاس سال پہلے تک بھی اردو معاشرے میں ایسے لوگ موجود تھے جو ایسی بدعتوں اور بے راہرویوں پر ٹوک سکتے تھے اور اس طرح ان کا سلسلہ رک سکتا تھا لیکن اب اردو دانوں کی وہ نسل عدم آباد کو سدھاری۔ نئی نسل کے اردو داں زیادہ تر مذہبی مدرسوں سے پڑھ کر نکل رہے ہیں جہاں اردو ذریعۂ تعلیم تو ہے لیکن اس سے صرف مدرسوں میں مروج مذہبی نصاب پڑھانے کا کام لیا جاتا ہے نتیجتاً طلبہ زبان و بیان کی ان نزاکتوں سے واقف نہیں ہو پاتے جو ادب و صحافت کے شعبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ مدرسوں کے جو فارغ التحصیل آگے چل کر اردو زبان و ادب میں کسی راستے سے ایم. اے. اور پی. ایچ. ڈی. وغیرہ کر لیتے ہیں، وہ بھی ان کمزوریوں سے جو اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں، پوری طرح دامن نہیں چھڑا پاتے۔ دوسری نارسائیوں سے قطع نظر وہ فعل لازم اور فعل متعدی میں فرق کرنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں اور ''ہم نے کھایا'' کی جگہ ''ہم کھائے'' اور ''ہم لائے'' کی جگہ ''ہم نے لایا'' بے تکلفی سے بولتے اور لکھتے ہیں۔ اردو اداروں میں ان کا خیر مقدم تو ہونا چاہیے مگر خود انھیں بھی یہ سوچنا چاہیے کہ جو زبان انھیں عزت مندانہ روزگار فراہم کر رہی ہے، وہ اس کی لطافتوں کا خون نہ کریں۔

اخبارات و رسائل میں پروف ریڈنگ کی طرف بھی توجہ کم ہوگئی ہے نتیجتاً عبارت میں ایسی ایسی غلطیاں راہ پا جاتی ہیں کہ مفہوم ہی خبط ہو کر رہ جاتا ہے۔ عبارت میں تو اکثر و بیشتر لیکن کبھی کبھی سرخیوں میں بھی افسوسناک غلطیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ہم ذیل میں دلی کے دو اردو روزناموں کی چند سرخیاں اور کچھ عبارتیں نقل کر رہے ہیں۔ ان میں ایک روزنامہ بہت پرانا ہے جس سے کسی زمانے میں اردو کے بڑے بڑے صحافی وابستہ رہ چکے ہیں اور جس میں چھپنے والے آرٹیکل اور خبریں صحت زبان و بیان کے لیے مثالی حیثیت رکھتی تھیں۔ دوسرا اخبار نیا ہے مگر بہ یک وقت ملک کے کئی بڑے شہروں سے شائع ہو رہا ہے اور قارئین کے بہت بڑے حلقے تک پہنچتا ہے اس لیے جو غلطیاں اس کے ذریعے عام ہوں گی، وہ بہت دور دور تک پہنچیں گی:

''جموں و کشمیر شاہراہ پر ٹریفک نظام پھر شروع''— سرخی

''ٹریفک نظام پھر شروع'' کی جگہ ''ٹریفک بحال'' کافی تھا

''جلد ہی میل اور ایکسپریس گاڑیوں کے ٹکٹ حاصل کیے جاسکتے ہیں''— سرخی

''کیے جاسکیں گے'' کا محل ہے—۔

''شال پولوک...... کھیلنے کے بعد اپنے مستقبل کے متعلق فیصلے کریں گے''— سرخی

''فیصلے'' کی جگہ ''فیصلہ'' ہونا چاہیے۔

''ہم اپنی تمام تر توجہ صرف کھیل پر مرکوز کھیل پر مرکوز رکھنا چاہتے ہیں''— سرخی

''کھیل پر مرکوز'' کی تکرار غلط ہے۔

''دوسرے کی منسوخی''— سرخی

''دورے کی منسوخی'' کو ''دوسرے کی منسوخی'' کر دیا گیا ہے—۔

''تاجر کے قتل کا کوئی سراغ نہیں''— سرخی

''قتل'' کی جگہ ''قاتل'' ہونا چاہیے۔

یہ سرخیاں ایک ہی تاریخ (13 جنوری 2008) کے شمارے میں موجود ہیں—۔

''سیلاب سے تباہ گھر پختہ مکانات میں ہوگی تبدیل ہوں گے''— سرخی

یہاں ''ہوگی'' کا کیا محل ہے؟

''چلتی ٹرین سے دو مسافروں کو بدمعاشوں نے باہر پھینک کر اس کے تین ہزار روپئے اور سامان لوٹ کر فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔''

خط کشیدہ الفاظ کا بے قاعدہ استعمال دیدنی ہے۔

''ایک خاندان کے گھر کے اندر پانچ کی تعداد میں محلے کے ہی چند بدمعاش رات میں اچانک داخل ہو کر پستول کا خوف دکھا کر اس کی تین جوان لڑکیوں کی عصمت لوٹنے کی ناکام کوشش کی''—

''پانچ کی تعداد میں... چند بدمعاش'' کی عجوبگی سے قطع نظر پوری عبارت ژولیدہ بیانی کا شاہکار ہے۔

...''غائب ہونے کی شکایت کی رپورٹ تھانہ میں درج کرائی''

''شکایت کی رپورٹ''؟''تھانہ'' کی جگہ بھی تھانے ہونا چاہیے۔

''زمین کے معاوضہ میں اضافہ کے اعلان''— سرخی

محل''معاوضے'' اور''اضافے'' کا ہے۔''کے اعلان'' کی جگہ''کا اعلان'' ہونا چاہیے۔

''الیکشن مقررہ پروگرام کے تحت کرائے جائیں''— سرخی

''تحت'' کی جگہ''مطابق'' ہونا چاہیے۔

''اردو میلہ میں ٹیگور کے ڈرامہ''راج رکت' 'اسٹیج''— سرخی

''ٹیگور کے ڈرامہ''نہیں''ٹیگور کا ڈراما''۔''راج رکت' متعدد ڈراموں کا مجموعہ نہیں، ایک ہی ڈراما ہے۔

یہ سرخیاں اور عبارتیں اخبار کے دو شماروں سے ماخوذ ہیں۔

بظاہر ان غلطیوں کو معمولی کہا جا سکتا ہے لیکن یہ تسلسل سے جاری رہیں تو اردو کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گی، اس لیے ان کے تدارک پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

□□□

فورٹ ولیم کالج کے نسخۂ کلیات میر (مطبوعہ 1811) کے بعد کلام میر کا صحیح ترین اور مکمل ترین نسخہ

کلیات میر (دو جلدوں میں)

جلد اول (مکمل چھ دیوان غزلیات) صفحات: 870● قیمت 402 روپے مجلد، 336 روپے غیر مجلد ● سائز: 20X26X8

مرتب: ظل عباس عباسی ● بہ تصحیح و اضافہ: احمد محفوظ ● زیر نگرانی: شمس الرحمٰن فاروقی

جلد دوم (قصیدہ، مثنوی، مرثیہ وغیرہ) صفحات: 632● قیمت 430 روپے مجلد، 410 روپے غیر مجلد

تحقیق و ترتیب: احمد محفوظ ● زیر نگرانی: شمس الرحمٰن فاروقی

- اس نسخے کو تمام اہم اور قابل ذکر مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے اور بقدر ضرورت قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔
- کلام میر میں مستعمل بے شمار نادر اور نامانوس الفاظ کی صحت و درستی کو بڑی حد تک یقینی بنایا گیا ہے۔
- نسخۂ عباسی جو صرف غزلیات پر مشتمل تھا اس میں نسخۂ محمود آباد سے بہت سارا کلام لے کر اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اب جلد اول میں غزلیات کی کل تعداد 1916 ہے جو ابھی تک کے تمام مطبوعہ نسخوں سے زیادہ ہے۔ غزلیات میں اشعار کی کل تعداد 13908 ہے۔
- جلد دوم میں میر کے تمام مرثیوں کو پہلی بار پوری صحت کے ساتھ مکمل صورت میں سامنے لایا گیا ہے۔
- جلد دوم میں منظومات کو پہلی بار بالکل نئی، مناسب اور با اصول ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ اس طرح نسخے میں شامل کسی بھی منظومے کو تلاش کر لینا آسان ہو گیا ہے۔
- دونوں جلدوں میں متن کی تصحیح کے دوران مختلف مستند اور بعض نادر لغات اور فرہنگوں کا سہارا لیا گیا ہے۔
- جلد دوم میں دو تفصیلی دیباچے شامل ہیں۔ احمد محفوظ کے دیباچے میں کلام میر کی تدوین و تصحیح متن سے متعلق نہایت اہم امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی کے دیباچے میں مثنویات میر اور میر کے عمومی کلام پر ایک بالکل نئے پہلو سے گفتگو کی گئی ہے۔
- جلد اول میں دیگر مضامین کے علاوہ شمس الرحمٰن فاروقی کا دیباچہ نما ایک نیا مضمون''تمہید'' کے عنوان سے شامل ہے۔
- ان دونوں جلدوں کو بڑے سائز پر سفید کاغذ اور عمدہ کمپوزنگ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے اور سرورق ایسا ہے جو میر کے زمانے کی تہذیبی و ثقافتی روایت کی عکاسی کرتا ہے۔

کلیات میر (جلد اول و دوم) ملک کے تمام بڑے کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہے۔ اردو کونسل سے براہ راست بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-1، آر. کے. پورم، نئی دہلی-110066

شمس الرحمٰن فاروقی

اچھی اردو: روزمرہ، محاورہ، صرف

سوال: مخدوم صابری صاحب نے اپنی اردو انگریزی ڈکشنری میں ''چوکٹ'' کے معنی Frame of door لکھے ہیں۔ ہمارے مہاراشٹرا میں تو ''چوکھٹ'' مستعمل ہے۔ صحیح کیا ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب ڈکشنری بنانے والے سے پوچھتے تو بہتر تھا۔ بہر حال، یہ ظاہر ہے کہ ''چوکٹ'' میں سہو کاتب ہے۔ اسے ''چوکھٹ'' ہی ہونا چاہیے تھا۔ Platts نے غالباً Shakespear کی دیکھا دیکھی ''چوکٹ'' کو ''چوکھٹ'' کا ایک روپ بتایا ہے لیکن اردو میں، اور خاص کر جدید اردو میں یہ کہیں نہیں ملا۔

سوال: اسی ڈکشنری میں ''کھپت'' کے معنی Salc لکھے ہیں۔ میرے خیال میں Sale ہونا چاہیے۔

جواب: یہاں بھی وہی جواب ہے کہ ڈکشنری کے مرتب سے پوچھیں تو بہتر ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ Sale کی جگہ Salc محض سہو کتابت ہے۔

سوال: اسی ڈکشنری میں لفظ ''دل پھینک'' درج ہے۔ کیا یہ صحیح محاورہ ہے؟

جواب: ''دل پھینک'' بالکل صحیح ہے۔ اردو میں اس طرح کے کئی فقرے ہیں: دل جلا؛ گردن توڑ؛ مرد مار؛ گرہ کاٹ، وغیرہ۔

سوال: مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا ہے کہ ''چاند'' میں ''نا'' لگانے سے ''چاندنا'' بنتا ہے۔ کیا یہ ''چاندنی'' کی تصغیر ہے؟

جواب: ''چاندنا'' بمعنی ''چاندنی، روشنی'' بہت پرانا لفظ ہے۔ یہ ''چاندنی'' کی تصغیر نہیں ہے، اپنی جگہ مستقل لفظ ہے۔

آپ نے تین سے زیادہ سوال پوچھے اور وہ بھی زیادہ تر میرے موضوع سے خارج۔ آئندہ وہی سوال پوچھیں جن کا تعلق اردو زبان کے صرف اور روزمرہ سے ہو۔ شکریہ۔

(سوالات از شیخ عبداللہ، بھارت نگر آکولہ نمبر 3)

سوال: اردو انگریزی ڈکشنری مطبوعہ دہلی میں ''پالیز'' اور ''فالیز'' ایک ہی معنی میں درج ہیں۔ درست کون سا ہے؟

جواب: ''خربوزے یا کھیرے کا کھیت'' کے معنی میں اصل فارسی لفظ ''پالیز'' ہے۔ عربی والوں نے اسے ''فالیز'' کر لیا کیونکہ عربی میں پ کی آواز نہیں ہے، پھر یہ لفظ اردو میں بھی آگیا۔ دونوں صحیح ہیں لیکن اردو میں ''فالیز'' زیادہ مانوس ہے۔

سوال: شعرا جو یہ سب لکھتے ہیں کہ دل روتا ہے، دماغ سو گیا، وغیرہ، تو کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟

جواب: یہ سوال میرے دائرے سے باہر ہے۔ جواب اس کا بہر حال یہ ہے کہ یہ سب استعاراتی استعمالات ہیں اور استعارے کے طور پر بالکل صحیح ہیں۔ استعاراتی زبان کو لغوی معنی میں نہیں لینا چاہیے۔

سوال: علم عروض اور بلاغت وغیرہ اتنے مشکل ہیں کہ طلبا کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ براہ کرم کوئی آسان کتاب ترتیب دیں تاکہ طلبا کا فائدہ ہو۔

جواب: یہ سوال بھی میرے دائرے سے باہر ہے۔ بہر حال، جواب یہ ہے کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو نے عروض اور بیان وغیرہ پر ''درس بلاغت'' نام کی ایک نہایت آسان اور مقبول کتاب شائع کی ہے۔ آپ اسے ملاحظہ فرمائیں۔

براہ کرم ایسے سوالات نہ پوچھیں جو میرے موضوع سے غیر متعلق ہوں۔

(سوالات از شیخ عبداللہ، معرفت محمد عثمان پھلاری، بھارت نگر، اکولہ)

سوال: شاعری میں ''لالہ''، ''گل''، ''نرگس'' جیسے الفاظ تشبیہ کے طور پر آتے ہیں۔ ان کا مفہوم، خصوصیت واضح کریں۔

جواب: یہ سوال میرے موضوع سے خارج ہے۔ خیر، جواب عرض کرتا ہوں۔ ''لالہ'' وغیرہ الفاظ خود تشبیہ نہیں ہیں۔ کوئی لفظ خود سے تشبیہ نہیں ہوتا۔ جب دو چیزوں میں کچھ مشابہت بیان کرتے ہیں اور مثلاً کہتے ہیں، ''اس کی آنکھیں نرگس جیسی ہیں'' تو قاری سمجھ لیتا ہے کہ کسی کی آنکھوں کو نرگس [کے پھول] سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ نرگس کا پھول جو ہم عام طور پر باغ میں دیکھتے ہیں اور جسے انگریزی میں Narcissus کہتے ہیں، اس کی شکل آنکھ جیسی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک اور پودا ہے جس کا پھول انسانی آنکھ کی طرح کا ہوتا ہے۔ شاعری میں اسے ہی نرگس کہتے ہیں۔ اسی طرح، ''گل'' کے اصل معنی ہیں ''سرخ گلاب کا پھول''، لیکن عام طور پر کسی بھی پھول کے لیے ''گل'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ پھول کو چونکہ خوبصورت فرض کرتے ہیں، اور

معشوق کو بھی خوبصورت فرض کرتے ہیں، اس لیے ''گل'' کہہ کر معشوق مراد لیتے ہیں، یا معشوق کو ''گل'' سے تشبیہ دیتے ہیں۔ پوستے کے پھول کو ''لالہ'' کہتے ہیں۔ یہ سرخ رنگ کا اور کبھی کبھی گلابی رنگ کا، اور کبھی کبھی سفید بھی ہوتا ہے۔ اس کے بیچ میں زیرے کا گچھا ہوتا ہے جو ہمیشہ سیاہ ہوتا ہے۔ اس کے سرخ رنگ کے باعث ''لالہ'' کو عاشق یا شہید سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے زیرے کو عشق کے داغ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

امید ہے آپ نے بات بڑی حد تک سمجھ لی ہوگی۔ اس سے زیادہ کہنے کی گنجائش نہیں۔

(سوالات از عبد القدیر انشا، گلبرگہ)

سوال: ''جی'' اور ''دل'' مترادف الفاظ ہونے کے باوجود کچھ فرق بھی رکھتے ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ ''جی'' اور ''دل'' میں کچھ فرق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان میں سچے اور پکے مرادفات کا وجود نہیں ہوتا۔ ہر لفظ اپنے خواص رکھتا ہے۔ پھر تاریخ اور رواج کا معاملہ الگ ہے۔ مثلاً لفظ ''جی'' کو پہلے ''جان'' کے بھی معنی میں استعمال کرتے تھے، اب یہ معنی رائج نہیں۔ ''جی'' بمعنی ''طبیعت، مزاج'' (آپ کا جی کیسا ہے؟ ان کا جی اچھا نہیں) بھی اب بہت کم بولتے ہیں۔ ''جی میں ٹھاننا'' اور ''دل میں ٹھاننا'' دونوں ٹھیک ہیں، لیکن ''جی ٹوٹ گیا'' ٹھیک نہیں، ''دل ٹوٹ گیا'' ٹھیک ہے۔ ہمت ہار جانے کے معنی میں ''دل چھوٹ گیا'' پہلے بولتے تھے، اب نہیں بولتے۔ لیکن ''جی چھوٹ گیا'' بالکل رائج ہے۔ ''میں نے اپنے دل میں کہا'' بالکل ٹھیک ہے، لیکن ''میں نے اپنے جی میں کہا'' ٹھیک نہیں۔ ''یہ بات میں نے اپنے دل سے نکالی ہے'' کے ایک معنی ہیں: ''یہ بات میری طبع زاد ہے''۔ یہ معنی ''یہ بات میں نے اپنے جی سے نکالی ہے'' میں اب رائج نہیں۔

''دل'' اور ''جی'' میں فرق کے موضوع پر ایک پورا رسالہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک سامنے کی بات یہ ہے کہ کوئی ضروری نہیں کہ جو محاورہ یا روزمرہ لفظ ''دل'' سے بنا ہو، اس میں ''دل'' کی جگہ ''جی'' رکھ دیں اور معنی یا محاورہ پھر بھی وہی رہیں۔ مثلاً ''دل ہارنا'' کے معنی ہیں: کسی پر عاشق ہونا، لیکن ''جی ہارنا'' کے معنی ہیں: ہمت کا جواب دے جانا۔ دوسری بات یہ کہ ''دل کی بیماری'' بمعنی ''عارضۂ قلب'' ٹھیک ہے، لیکن یہاں ''جی کی بیماری'' نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا ایک اصول یہ ہے کہ جہاں ''دل'' کو عضو بدن کے معنی میں استعمال کیا جائے وہاں ''جی'' نہیں صرف ہو سکتا۔ عام طور پر یہ دو اصول مد نظر رہیں تو مسئلہ بڑی حد تک حل ہو سکتا ہے۔

سوال: ''سَر'' بالفتح اور ''سِر'' بالکسر میں باعتبار فصاحت ترجیح کسے ہے؟

جواب: انگریزی لفظ Head کے معنی میں لفظ ''سر'' اگر مفرد بولا جاتا تو پہلے زمانے میں اسے بالکسر یعنی ''سِر'' بولنا بہتر سمجھتے تھے۔ مرکب حالت میں ''سَر'' بالفتح ہی درست تھا۔ اسی طرح، محاوروں اور روزمرہ کے مقررہ فقروں میں بھی ''سِر'' بالکسر بولتے تھے (مثلاً سِر کھانا: سِر آنکھوں پر: آپ کے سِر کی قسم، تینوں میں سِر بالکسر تھا)۔ اب تمام حالتوں میں ''سَر'' بالفتح بروزن ''تر'' ہی درست ہے۔

سوال: حسب ذیل الفاظ کا املا ط سے صحیح ہے یا ت سے:

طشتری؛ طشت؛ طوطا؛ طوطی؛ طمانچہ؛ تپنچہ؛ تپش؛ طراوش؛ طراوٹ؛ طیار

جواب: میں یہ بات دوبارہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ زبان میں ''صحیح'' یا ''غلط'' کا معیار رواج عام پر ہے۔ کتابی لوگ کچھ بھی کہیں، لیکن زبان میں جو رائج ہے وہی صحیح ہے۔ اس اصول کی روشنی میں آپ کے مسئولہ الفاظ کا املا حسب ذیل ہے:

طشتری؛ طشت؛ طوطا؛ طوطی؛ طمانچہ؛ تپنچہ؛ طپش/تپش [دونوں ٹھیک ہیں، میں طپش لکھتا ہوں]؛ تراوش؛ طراوت [یعنی میرے خیال میں طراوٹ مع تاے ہندی رائج نہیں]؛ تیار

(سوالات از عبد العلیم قدوائی، زاہدہ منزل، علی گڈھ)

□□□

ہمارا نیا ای میل آئی ڈی

Email:urduduniyancpul@yahoo.co.in

قومی اردو کونسل، ماہ نامہ ''اردو دنیا'' اور سہ ماہی ''فکر و تحقیق'' سے خط و کتابت بذریعہ ای میل اب اس پتے پر کریں۔

محمد حسن

اردو نصاب

بہت دنوں بعد ایک خوش خبری ملی کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے اردو نصاب (برائے بی۔اے اور ایم۔اے) پر بحث وتمحیص کرکے ایک ایسا نصاب تیار کرنا چاہتی ہے جو ملک کی تمام یونیورسٹیوں میں 80 فیصد کے قریب یکساں ہو۔ یہ کام ضروری بھی ہے اور فوری طور پر توجہ طلب بھی۔ اردو پڑھنے پڑھانے والے عام طور پر اپنے پرانے اور مروجہ نصاب ہی سے کام چلا رہے ہیں جو بڑی حد تک فرسودہ ہو چکا ہے گو ادبی مطالعے کسی شاہکار کو بھی محض فرسودہ اور از کار رفتہ نہیں ہونے دیتے اور قدیم اور جدید کے تفرقے بلند ہوکر پرانے یا کسی قدر بے ترتیبی سے چنے ہوئے افکار میں بھی افکار تازہ کی نمود ڈھونڈ نکالتے ہیں قومی کونسل کے کام کو سراہنے کے ساتھ ساتھ اس مرحلے پر کچھ اور باتیں بھی قابل ذکر ہیں۔

اردو تعلیم کے دائرے کو اب ذرا اور وسعت درکار ہے آج بھی اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے کا خیال محض خواب ہے اس سلسلے میں جو دلیل بار بار دی جاتی ہے وہ خاصی بودی ہے کہا یہ جاتا ہے کہ نصاب کی کتابیں کہاں سے آئیں گی اور اگر انگریزی یا ہندی سے ترجمہ کرا بھی لیا جائے تو اس عمل میں اتنا طویل وقت صرف ہوگا کہ پورے عمل کو بے معنی کردے گا اس کا جواب آسان بھی ہے اور بڑی حد تک قابل عمل بھی 1975 کے آس پاس کا زمانہ رہا ہوگا جب کشمیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر نورالدین صاحب مرحوم نے مجھے عارضی طور پر یونیورسٹی لائبریری کا لائبریرین مقرر کیا اس زمانے میں یونیورسٹی لائبریری کی موجودہ عمارت زیر تعمیر تھی جاڑے اور کشمیر کے جاڑے کے دن تھے سردی اپنے شباب پر تھی میں شعبۂ اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے کشمیر یونیورسٹی کے احاطے ہی کے ایک بنگلے میں رہتا تھا جو لائبریری کے قریب ہی تھا چنانچہ صبح سے شام تک لائبریری ہی میں رہتا تھا۔ یونیورسٹی کی تعطیلات تھیں۔ ایک دن جو دفتر کی الماری کھولی تو اس میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی شائع کردہ تقریباً 300 کتابوں کا ذخیرہ ملا جو مختلف علوم وفنون کی اردو ترجمہ کی ہوئی کتابوں پر مشتمل تھا اور ان کے مترجمین میں ایسے نامور مصنف شامل تھے جیسے مرزا محمد ہادی رسوا اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے بھائی۔ اس میں جن کتابوں کے تراجم تھے وہ اس دور کے اہم لکھنے والوں کی کتابیں تھیں اور ان کی زبان دقیق نہ تھی آج یہ سب کتابیں جو سائنس، آرٹ، فن تعمیر، حساب، اقلیدس وغیرہ سبھی موضوعات پر تھیں اور ترجمہ ان کا ایسا دقیق نہ تھا کہ آج کے لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے یہ سب کتابیں محض اہل نظر کے لیے سرمۂ بصیرت نہیں ہیں بلکہ تھوڑی بہت اصلاح کے بعد کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔ ان سے آج بھی استفادہ ممکن ہے اور ان میں ترمیم واضافے کے بعد کام لیا جاسکتا ہے۔ بے شک ان پر کچھ وقت گزر چکا ہے اور ان پر اس اعتبار سے نظرثانی کی ضرورت بھی ہے کہ اب سائنسی نظریات نے ترقی بھی کی ہے اور ان سب کتابوں میں نہ سہی اکثر کتابوں میں اضافے اور کسی قدر ترمیم کی گنجائش پیدا ہوگئی ہے لیکن یہ کوئی بہت بڑی مہم نہیں ہے جو سر نہ کی جاسکے اب میں ان چند علوم وفنون کی فہرست دیتا ہوں جن سے متعلق کتابیں یا تو اس ذخیرے میں موجود ہیں یا ان میں شامل کر لینی چاہئیں اور جن کے لیے مترجمین اردو اساتذہ بھی آسانی سے دستیاب ہوسکتے ہیں اور جنھیں شائع کرنا ہمارے فرائض میں ہے۔

کئی حضرات کو یہ تجویز ہی خاصی مضحکہ خیز لگے گی جب ملک بھر میں ایک یونیورسٹی بھی ایسی نہیں ہے جو اردو کے ذریعے تعلیم دینے کا بیڑہ اٹھانے کو تیار ہو اس وقت یہ بے وقت کی راگنی معلوم ہوسکتی ہے گو حیدرآباد کی اردو یونیورسٹی کے ہوتے ہوئے اس قسم کا دعویٰ بے بنیاد ہوگا لیکن اگر اردو میں ترجمہ شدہ نصابی کتابوں کا کوئی جائزہ پیش نظر ہو تو یقیناً مفید ہوگا جن موضوعات سے متعلق اہم کتابوں کے ترجمے کشمیر یونیورسٹی میں موجود تھے ان میں بعض یہ تھے۔

— فزکس، — کیمسٹری، — ریاضی، — بیالوجی، — باٹنی، — اقتصادیات

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل علوم پر کتابوں کے ترجمے بھی کرائے جاسکتے ہیں اور کتابیں نئے سرے سے لکھوائی بھی جاسکتی ہیں۔ ان میں میڈیکل علوم، جدید قانون اور خاص طور پر بین الاقوامی قانون کے مضامین بھی شامل ہیں علاوہ بریں ماس میڈیا (یا رابطۂ عامہ) کے ذرائع مثلاً ٹیلی وژن، ریڈیو، ای۔میل، کامرس وغیرہ بھی شامل کیے جاسکتے ہیں بالخصوص زراعت پر کئی مفید کتابیں لکھوائی جاسکتی ہیں اب شاید اردو والوں کو یاد بھی نہ رہا ہوگا کہ زراعت نام کا ایک ماہوار رسالہ غالباً آگرہ سے شائع ہوا کرتا تھا اور مدتوں جاری رہا یہی صورت سائنس اور معاشیات کے رسائل کی بھی تھی یہ سب کچھ آج بھی ممکن ہے۔

اب آیئے ادب کے مطالعے کی طرف تفصیلی مطالعے سے قطع نظر سائنس اور کامرس اور ماس میڈیا سے متعلق طلبہ کے لیے بھی بعض اردو ادیبوں کا مطالعہ لازمی قرار دیا جانا چاہیے ان میں شعرا میں قلی قطب شاہ، سراج اورنگ آبادی، میر، غالب، سودا، انیس، اقبال، شاد عظیم آبادی، جوش، جگر، فیض، اختر الایمان اور مخدوم شامل ہوں اور نثر نگاروں میں حالی، شبلی، آزاد، نذیر احمد، رتن ناتھ سرشار، پریم چند، عصمت، منٹو، ابوالکلام آزاد اور قرۃ العین حیدر شامل ہیں۔ ان میں جزوی تبدیلیاں ممکن ہیں لیکن ان سے نثر ونظم دونوں کی بھرپور نمائندگی ضرور ہوجائے گی۔ امید ہے کہ ان گزارشات پر توجہ کی جائے گی اور ان سے مفید نتائج برآمد ہوں گے۔

□□□

D-7, Model Town, New Delhi-110009

عبدالستار دلوی

مہاتما گاندھی کا اردو سے لگاؤ

گاندھی جی کے ہندوستانی سیاست کے افق پر نمودار ہونے سے قبل اردو کے خلاف تحریک شروع ہو چکی تھی۔ جو سارے ہندوستان کے لیے رابطے اور اتحاد کی زبان تھی۔ نئی ہندی نے جو ابھی نوخیز تھی، فرقہ وارانہ اثرات کے تحت اردو کے مقابلے میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔ اردو اور ہندی میں یہ تنازعہ لسانی اعتبار سے قومی وحدت کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج تھا، گاندھی جی نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اردو اور ہندی کے لیے عزت و احترام کے تحت قومی زبان کی حیثیت سے "ہندوستانی" کا نظریہ پیش کیا جو اردو اور ہندی کے امتزاج کا خوشگوار سنگم تھی۔ گاندھی جی کا "ہندوستانی" کا نظریہ اردو اور ہندی کی نفی نہیں کرتا بلکہ ان دونوں زبانوں کو "ہندوستانی" کی پالنے والی بھاشائیں قرار دیتا ہے۔ ہندوستانی، اردو اور ہندی کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان دونوں سے طاقت حاصل کرتی ہے۔ اپنے اس نظریے کے تحت گاندھی جی نے نہ صرف اردو اور ہندی کے ادبی اسالیب کو قبول کیا بلکہ اسی کے ساتھ ہندوستانی کے لیے اردو اور دیوناگری دونوں رسم الخط تجویز کیے اور اس بات کی تلقین کی کہ یہ دونوں رسم الخط سیکھے جائیں۔ انھوں نے کہا تھا:

"ہماری قوم پرستی اگر دونوں رسم الخط سیکھنے سے گھبراتی ہے تو وہ بہت ہی ادنیٰ قسم کی قوم پرستی ہے۔"

گاندھی جی اردو اور ہندی کی تہذیبی اہمیت سے واقف تھے اور اسی لیے ان دونوں زبانوں اور ادبی اسالیب کو "ہندوستانی" کا ایک لازمی جز سمجھتے تھے۔ انھوں نے جب "ہندوستانی" کے حوالے سے اردو اور ہندی کی وکالت کی تو اس کو سب سے پہلے عملی اعتبار سے خود اپنایا۔ اردو کے نسبتاً مشکل رسم خط کو سیکھا اور اپنے ساتھیوں میں بھی اس زبان کو سیکھنے کا جذبہ پیدا کیا اور اس کے ادب سے بھی آشنا ہوئے۔ وہ حسب موقع اپنے اردو داں احباب سے اردو میں خط و کتابت بھی کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی اردو دانی کے تعلق سے اپنی خودنوشت "تلاش حق" میں لکھا ہے:

"میں تامل اور اردو پڑھاتا تھا، جس میں تامل میں نے خود دورانِ سفر اور جیل میں پوپ کی معروف کتاب "معلم تامل" کے ذریعے سیکھی۔ اردو رسم خط بھی کسی حد تک دورانِ سفر ہی سیکھا تھا۔ زبان کی معلومات مسلمان دوستوں کے ساتھ سیکھے ہوئے عربی فارسی الفاظ تک محدود تھی۔"

اپنی اردو دانی کے تعلق سے گاندھی جی پھر لکھتے ہیں کہ:

"مسلمان لڑکوں کو اردو سکھانا نسبتاً آسان تھا اس لیے کہ وہ اردو رسم خط سے واقف تھے اور ان کا کام صرف اتنا تھا کہ وہ لڑکوں میں اردو پڑھنے کا ذوق و شوق پیدا کریں اور ان کی تحریر درست کر دیا کریں۔"

انھوں نے اپنے ایک دوست کو جو ہندی سے واقف تھے اردو سیکھنے کا شوق دلاتے ہوئے لکھا تھا:

"تم تھوڑی سی ہندی سے واقفیت رکھتے ہو، لہٰذا اردو آسانی سے سیکھ سکتے ہو، فارسی رسم خط کا سیکھنا بہت آسان ہے۔ اس کی 37 آوازوں کے بنیادی حروف بہت تھوڑے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان حروف کو جوڑنا نسبتاً مشکل ہے لیکن حروف تہجی اور ان کو جوڑنے کا طریقہ سمجھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ درکار ہوگا۔ اگر تم روزانہ ایک گھنٹہ دو، اس کے بعد اگر تم ہر روز آدھ گھنٹہ بھی اس کی مشق کرو گے تو چھ مہینے کے اندر اپنا کام چلانے کی حد تک اردو سیکھ لو گے۔"

گاندھی جی زبان کے تعلق سے انتہائی متوازن رویہ رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنے نہ صرف اردو جاننے والے دوستوں سے بلکہ انگریزی داں احباب سے بھی جن کی مادری زبان اردو ہوتی، اردو میں خط و کتابت کرتے تھے۔ وہ اردو میں خط و کتابت یا خود کرتے یا کسی اردو جاننے والے کی مدد حاصل کرتے اور پھر خود اردو میں اس پر دستخط کرتے۔ نواکھالی کی یادداشت میں منو بہن گاندھی نے لکھا ہے کہ گاندھی جی نے صبح کی پرارتھنا کے بعد گرم پانی میں تھوڑا سا شہد اور اننا س کا رس پیا اور رسول الرحمٰن انصاری وغیرہ کے نام ہنر بھائی سے اردو میں خط لکھوائے اور خود ہی ان پر اردو میں دستخط کیے۔ زہرہ انصاری، جناب عبداللہ بریلوی، مولوی عبدالحق اور دیگر اکابرین کے نام بھی گاندھی جی کے اردو خط محفوظ ہیں۔ اس سلسلے کا ایک یادگار خط مولوی عبدالحق کے نام ہے۔ 1929 میں "کل ہند اردو کانفرنس" (دہلی) کے موقع پر گاندھی جی بھی کانفرنس میں مدعو تھے مگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ شریک کانفرنس نہ ہو سکے۔ لہٰذا انھوں نے ایک خط کے ذریعے اپنا پیغام اور نیک خواہشات مولوی عبدالحق کے نام روانہ کیں۔ جب گاندھی جی کا یہ پیغام جو انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اردو رسم الخط میں لکھا تھا، شرکا کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا تو حاضرین نے پرجوش طریقے پر اس کا استقبال کیا۔ گاندھی جی کا یہ پیغام حسب ذیل ہے:[1]

بھائی صاحب

آپ کا تار ملا، مجھے دکھ ہے کہ آپ کے جلسے میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں۔ میری امید ہے کہ جلسہ ہر طرح کامیاب ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اردو زبان کی طرقی (ترقی) چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ سب ہندو جو ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اردو لکھیں اور مسلم ہندی سیکھیں۔

سیگاؤں — آپ کا

وردھا 39/12/25 — گاندھی

گاندھی جی کے اس پیغام سے سامعین میں کافی دلچسپی پیدا ہوئی تو یہ خط ''علمی نمائش گاہ'' میں رکھا گیا تا کہ ہر شخص اسے دیکھ سکے، غالباً اس کا عکس یکم جنوری 1940 میں ''ہماری زبان'' میں شائع بھی کیا گیا۔[2]

گاندھی جی کو اردو پڑھنے کی بھی خاصی مشق تھی۔ وہ اردو کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے تھے، چنانچہ رسول اکرم کی سیرت[3] اور صحابہ کے سوانح، یہاں تک کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' بھی گاندھی جی کے زیر مطالعہ رہ چکی ہیں۔ انھیں اردو میں تقریر کرنے پر بھی قدرت حاصل تھی۔ اس سلسلے میں اپنے ایک تجربے کا انھوں نے اپنی خودنوشت ''تلاش حق'' میں ذکر کیا ہے جس میں انھیں خلافت کمیٹی کے ایک جلسے میں جس میں اکثریت شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی تھی، مولانا حسرت موہانی کی موجودگی میں تقریر کرنا تھی، گاندھی جی لکھتے ہیں:

''میرے لیے یہ بڑی مشکل تھی کہ اپنا مطلب ہندی یا اردو کے مناسب الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا تھا، مجھے ایسے مجمع میں جو زیادہ تر شمالی ہندوستان کے مسلمانوں پر مشتمل تھا، مدلل تقریر کرنے کا یہ پہلا اتفاق تھا۔ میں نے کلکتے کی مسلم لیگ میں اردو میں تقریر کی تھی، مگر وہاں تو صرف چند الفاظ میں اپنی محبت اور خلوص کا اظہار کر دیا تھا، یہاں صورت حال دوسری تھی، یہاں مجھے ایسے مجمع کو اپنا زاویہ نظر سمجھانا اور اپنا ہم خیال بنانا تھا، جس سے مخالفت نہیں تو تنقید کا اندیشہ ضرور تھا، مگر میں نے دل میں سوچا کہ جھینپنے سے کام نہیں چلے گا، میں یہاں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ دہلی کے مسلمانوں کی فصیح اور شستہ اردو میں تقریر کروں بلکہ اس لیے کہ ٹوٹی پھوٹی ہندی میں اپنے خیالات ظاہر کروں، چنانچہ میں نے یہی کوشش کی اور اس میں مجھے کامیابی ہوئی۔''

اسی طرح 24 نومبر 1919 کو آل انڈیا خلافت کانفرنس میں بھی گاندھی جی نے سامعین سے اردو ہی میں خطاب کیا۔[4]

گاندھی جی نے قومی زبان کے تعلق سے ہمیشہ ''ہندوستانی'' کی وکالت کی۔ وہ ''ہندوستانی'' کے لیے دیوناگری اور اردو رسم الخط دونوں کو ضروری سمجھتے تھے۔ ہندوستانی اردو فوجی افسروں کو اردو اور رومن رسم خط میں پڑھائی جاتی تھی۔ ایک موقع پر یہ تجویز پیش کی گئی کہ ہندوستانی کا رسم خط صرف رومن ہو تو گاندھی جی نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ یہ ''ہندوستانی'' کے لیے خودکشی کے مترادف ہوگا[5] یہی نہیں بلکہ انگریزی کے مقابلے میں جب گاندھی جی نے ہندوستانی کی تجویز رکھی تب انھوں نے دستاویزات پر دیوناگری اور اردو دونوں رسم خط میں دستخط کیے[6] گاندھی جی ''ہریجن سیوک'' شائع کرتے تھے۔ یہ تجویز پیش کی گئی کہ ''ہریجن سیوک'' صرف دیوناگری میں شائع کر کے اس کی اردو اشاعت بند کر دینا چاہیے۔ گاندھی جی نے اس تجویز کی بھی مخالفت کی او رکہا کہ اگر اردو ایڈیشن بند کرنا ہے تو دیوناگری ایڈیشن بھی بند کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ ''ہندوستانی'' کا تصور اردو اور دیوناگری دونوں لکھاوٹوں سے بنتا ہے[7]

گاندھی جی کی اردو سے دلچسپی دراصل ان کے قیام افریقہ کی یادگار تھی۔ گاندھی جی کے سوانح نگار ڈی۔ جی۔ تینڈولکر (D.G. Tendulkar) نے لکھا ہے کہ افریقہ میں وہ بچوں کو تھوڑی تامل اور اردو بھی سکھاتے تھے[8] بعد میں انھوں نے اردو پونے کے یروڈا جیل میں منظر علی سوختہ سے سیکھی۔ یروڈا جیل میں جو سات کتابیں ان کے پاس تھیں ان میں سے ایک ''معلم اردو'' (Urdu Manual) بھی تھی، جو انھیں مولانا ابوالکلام آزاد نے دی تھی۔ جیل میں وہ قرآن، تلسی داس کی رامائن اور عیسائیت پر چند کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہتے اور اردو اسباق کی مشق کرتے[9] 1896 میں جب وہ جنوبی افریقہ سے ہندوستان لوٹ رہے تھے تو اپنے 24 دنوں کے طویل سمندری سفر میں ایک انگریزی افسر کے ساتھ تامل اور اردو سیکھ رہے تھے[10]

غیر اردو داں حضرات کے لیے اردو کی تدریس کا سب سے بڑا مسئلہ اس کا املا ہے۔ اردو میں کئی یکساں آوازیں ہیں جن کے لیے مختلف حروف استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ہم آواز حروف اردو کی تعلیم میں گاندھی جی کے لیے پریشان کن تھے۔ مشہور قومی رہنما ڈاکٹر مختار انصاری کی بیٹی زہرہ انصاری سے گاندھی جی بڑی شفقت سے پیش آتے تھے اور ان سے اردو میں خط و کتابت بھی کرتے تھے۔ اردو رسم خط کی نزاکتوں کے سلسلے میں وہ خطوط کے ذریعے زہرہ انصاری سے بھی مشورہ کرتے تھے۔ یروڈہ جیل سے 10 مارچ 1932 کو زہرہ انصاری کو لکھتے ہیں:[11]

پیاری بیٹی زہرہ

تمھارے دونوں خط مل گئے ہیں، خدا کی مہربانی سے میری صحت اچھی ہو رہی ہے۔ خدا نے ہی فاقہ کروایا تھا، خدا نے ہی خانہ (کھانا) دیا۔ اب ہم سب خدا سے مانگے (مانگیں) کی (کہ) ہندو مسلم کے بیچ بھی ملاپ پیدا کردے۔ جب تک یہ نہیں ہوا ہے مجھے پوری شانتی ہو نہیں سکتی۔ ابا جان کے

خط مجھے بھی ملتے رہتے ہیں۔

اب تمھارے (تمھیں) استانی کا کام شروع کر دینا ہے۔ تمھارے خط میرے لیے سبق ہو جاتے ہیں۔ میرے پر (میرے پاس) قافی (کافی) اردو خط آتے ہیں۔ تم سے بڑھ کر کسی کے ہرف (حرف) ضھورت (خوبصورت) نہیں ہوتے۔ تمھارے ہرف (حرف) کے لیے ہی تمھارے خط بار بار پڑھنے کا دل ہوتا ہے۔ (پڑھنے کا دل چاہتا ہے) ہاں! آج کل[12] بادن بھر میرے ساتھ رہتی ہے۔ سردار اور مہادیو دیسائی تو ساتھ ہے ہی۔ اماں جان کو ہم سب کی طرف سے بہت سلام۔ تمھارے لیے بہت دعا۔

یروڈہ جیل گاندھی

32/3/10

قیاس ہے کہ مذکورہ خط کے جواب میں زہرہ انصاری نے بھی کوئی خط لکھا ہوگا جس میں گاندھی جی کی املائی غلطیوں کی انھوں نے نشان دہی کی ہوگی۔ چنانچہ زہرہ انصاری کے نام خط میں گاندھی جی نے 16 اکتوبر 32 کو لکھا اور اپنے املا کو درست کیا۔ گاندھی جی لکھتے ہیں:

پیاری بیٹی زہرہ

تمنے (تم نے) میری غلطیاں، بہت اچھی طرح بتلائی ہیں، مجھے ڈر ہے کہ میں تمھارا، بہت وقت لیتا ہوں، جتنا آسانی سے دے سکے (سکو) اتنا ہی دینا۔ ص۔س۔ث۔ کہاں کب آتے ہیں مجھے بتا سکتی ہے (ہو)؟ اسی طرح ط اور ت کا بھی ہے۔ اگر تمھارا خط زیادہ خوبصورت نہیں ہے تو خوب صورت کس کو کہا جائے؟ کم از کم میں نے تو اس سے زیادہ اچھے خط نہیں دیکھے ہیں۔

ابا جان کا آج کا کوئی خط مجھے نہیں ملا ہے۔ اس لیے اچھا ہوا تم نے مجھے خبر دی ہے۔ اما(ں) جان کو ہم سب کے (کی) طرف سے آداب۔ بااب ممبئی چلی گئی ہے۔ ہم دونوں نے سوچا کی (کہ) جب مجھے کافی تاقت (طاقت) آگئی ہے تو با کو کام پر چڑھ جانا (لگ جانا) چاہیے۔ میں جان بوجھ کر پوسٹ کارڈ ہی لکھتا ہوں۔ کیونکہ اتنا لکھنے میں ٹھیک وقت جاتا ہے۔

باپو کی بہت دعا

32/10/16

مذکورہ خط سے اندازہ ہوگا کہ زہرہ انصاری کی رہنمائی میں گاندھی جی نے اپنی املائی غلطیاں درست کر لی تھیں، مثلاً پہلے خط میں ضھورت اور قافی کا املا دوسرے خط میں "خوبصورت" اور "کافی" میں تبدیل ہو چکا تھا۔

گاندھی جی نے اپنی کتاب The Way to Communal Harmony میں لکھا ہے کہ جب وہ یروڈا جیل میں تھے تو انھوں نے ریحانہ طیب جی اور زہرہ انصاری سے اردو سیکھی، انھوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ انھوں نے خط و کتابت (Correspondece) کے ذریعے ان دو خواتین سے اردو سیکھی۔ گاندھی جی ہمیشہ قومی زبان کی حیثیت سے "ہندوستانی" کی وکالت کرتے تھے جس میں ملی جلی زبان استعمال ہوتی ہو۔ وہ عربی اور سنسکرت الفاظ کے خلاف نہیں تھے۔ انھیں وہ خوش آمدید کہتے تھے تاہم قواعدی نقطۂ نظر سے عربی یا فارسی الفاظ کی تعریف میں ہندوستانی قواعد کے اصولوں کی پابندی پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ریحانہ طیب جی کو اپنے ہندوستانی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اردو کے برخلاف صیغۂ جمع میں "ہنود" کی بجائے "ہندوؤں" لکھنا پسند کرتے ہیں کہ یہ "ہندوستانی" کا مزاج ہے۔[13] اردو کی مخالفت میں مخالفین کا سارا زور اردو رسم الخط پر تھا، وہ زبان کے اعتبار سے اردو کی تازگی اور شادابی کے قائل تھے۔ مگر اردو رسم الخط جو عربی اور فارسی کی علامتوں کو اپنائے ہوئے ہندوستانی نظام اصوات کو بھی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، اس کے مخالف تھے۔ گاندھی جی نے اس اردو مخالف رویے کی مخالفت کی۔ انھوں نے کہا کہ اردو رسم الخط کی یہ مخالفت مجھے ناپسند ہے۔ جس طرح گجراتی جو تجارت پیشہ لوگ ہیں تجارت میں دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کرتے اور روپے کماتے ہیں، اسی طرح رسم الخط کے معاملے میں بھی دیوناگری اور اردو رسم الخط میں امتیاز کرنا بے معنی ہے۔ گاندھی جی نے کہا کہ دلی میں وہ روزانہ ہی ہندوؤں اور مسلمانوں سے ملتے ہیں جن میں ہندو اکثریت میں ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کی یہ اکثریت ایسی زبان استعمال کرتی ہے جس میں سنسکرت الفاظ استعمال نہیں ہوتے اور نہ ہی زیادہ عربی اور فارسی لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثریت دیوناگری لکھاوٹ سے ناواقف ہوتی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی معمولی انگریزی میں مجھ سے خط و کتابت کرتے ہیں اور جب میں بیرونی زبان میں لکھنے پر ان سے باز پرس کرتا ہوں تو وہ اپنا عندیہ اردو رسم الخط میں پیش کرتے ہیں۔[14] گاندھی جی نے کہا کہ اگر ہندو اردو رسم الخط اور اردو الفاظ کا بائیکاٹ کریں گے تو نقصان انھی کا ہوگا۔ انھوں نے اس زمانے کی فرقہ وارانہ فضا کے پیش نظر اردو رسم الخط کی مخالفت (Boycott) کو خلاف جمہوریت رویہ (anti-Demo cratic Measure) قرار دیا۔[15] اقبال ان کے پسندیدہ شعرا میں سے تھے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں متعدد بار اقبال کی شاعری کا ذکر کیا ہے۔ اپنی کتاب (The Way to Communal Harmony) میں وہ اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"میں اقبال کی طرح اس بات پر کامل یقین رکھتا ہوں کہ ہندو اور مسلمان جو ہمالہ جیسے پر عظمت پہاڑ کے زیر سایہ بستے ہیں اور گنگا اور جمنا کا پانی پیتے ہیں، دنیا کے لیے اپنے اندر ایک عظیم پیغام رکھتے ہیں۔"

گاندھی جی کے اقبال کے تعلق سے یہ ارشادات ان کی مشہور نظم "ہمالہ" سے تعلق رکھتے ہیں، جو "بانگ درا" کی پہلی نظم ہے اور جس کے بارے میں عبدالحق نے لکھا تھا کہ جس شاعر کی پہلی نظم اتنی بڑی ہو اس کی انتہا کیا ہوگی؟ گاندھی جی اقبال کے مشہور زمانہ "ترانۂ ہندی" سے بے انتہا متاثر تھے اور اس نظم کے مختلف اشعار کو حسب موقع اردو میں اور کبھی ان کے انگریزی ترجمے کے ساتھ اپنی تقریر و تحریر میں استعمال کرتے تھے۔ منو بہن گاندھی اپنی کتاب "The Lonely Pilgrim" میں لکھتی ہیں: "جب ہم اپنے دورے کے سلسلے میں چاند پور گئے تو گاندھی جی نے وہاں لوگوں سے اپنے آنے کا مقصد بتاتے ہوئے ان سے خواہش ظاہر کی کہ وہ اقبال کے اشعار کے پیغام کو اپنے اتحاد اور محبت کے ذریعے حقیقت کا روپ دیں۔ اپنی کتاب "The way to Communal Harmony" میں لکھتے ہیں:

"میں آج بھی اس دن کو یاد کرتا ہوں جب میرے ایک مسلمان دوست جیل میں اقبال کی نظم "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" کو ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں اسی نظم کو سرلا دیوی چودھرانی کی میٹھی اور مدھر آواز میں سننے کا عادی ہو گیا تھا۔ اب یہ تیسری بار میں اس قدر میٹھی متاثر کرنے والی آواز میں اسے سن رہا ہوں۔ اس کے بول بھی اس کے سروں ہی کی طرح میٹھے ہیں۔"

قومی زبان کے تعلق سے گاندھی جی "ترانۂ ہندی" کی زبان کو بطور نمونہ پیش کرتے تھے۔ 25 جنوری 1947 کو راشٹر بھاشا کے مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے گاندھی جی لکھتے ہیں:

"میں اس نظم کی زبان کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہندی، ہندوستانی یا اردو؟ ممکن ہے میں اپنے وچاروں میں اکیلا ہوں، لیکن یہ بات صاف ہے کہ یہ نہ سنسکرت مشرت ہندی ہے، نہ فارسی آمیز اردو، یہ صرف "ہندوستانی" ہے جس کی آخر کار جیت ہونے والی ہے۔"

حواشی:

1. کیفیت روداد کل ہند اردو کانفرنس، دہلی منعقدہ دسمبر 1929 ص 35
2. ایضاً ص 41
3. اسوۂ حسنہ کو سمجھنے کے لیے انھوں نے یروڈا جیل میں مولانا شبلی کی سیرۃ النبی بھی پڑھی (بحوالہ مہاتما، جلد دوم) از ڈی۔ جی۔ تینڈولکر ص 147
4. تلاش حق (جلد دوم) ص 312
5. Mahatma: Life of Mohandas Karamchand Gandhi (Vol.II) by D.G. tendulkar. Page 330 Mahatma. (Vol.III) by D.G. Tendulkar Page. 400
6. تلاش حق (جلد دوم) ص 312
7. Mahatma: Life of Mohandas Karamchand Gandhi (VOl. II) by D.G. Tendulkar.
8. Page 330 Mahatma (VOl. VII) by D.G. Tendulkar Page 400.
9. bid. (Vol. VII) Page 449. Ibid. (Vol. VIII) Page 294. Ibid.
10. (Vol.I) Page. 144, Ibid. (Vol.I) Page 141-143.
11. بحوالہ مہاتما (جلد) از ڈی جی تینڈولکر
12. گاندھی جی کی بیوی کستوربا گاندھی، عام طور سے "با" ہی کے لقب سے جانی جاتی ہیں۔ گجراتی میں "با" بمعنی ماں مستعمل ہے۔
13. The way to Communal Harmony by M.K. Gandhi P.386
14. Ibid P.388
15. Ibid 389

□□□

University of Mumbai,
3 Alhilal, Bandra Reclimation,
Mumbai-400050

اتحاد سے انتشار کی طرف

مصنف: پروفیسر مشیر الحسن

اودھ کی گم ہوتی ہوئی قصباتی تہذیب اس ہند ایرانی ثقافتی ورثے کی امین رہی ہے جو ہمارے صدیوں کے ثقافتی میل جول کی دین تھا۔ پروفیسر مشیر الحسن کی یہ کتاب جو ایک مورخ کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے مختلف مذہبی فرقوں کے ان باہمی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہے جو کثرت میں وحدت کی آئینہ داری کرتے تھے۔ قصبات کی روزمرہ کی زندگی رسم و رواج، سماجی اور مذہبی تقریبات، ان سب چیزوں کا ایسا دانشورانہ بیان جو دلچسپ بھی ہے اور خیال انگیز بھی۔

صفحات: 415، قیمت: -/216 روپے

نوٹ: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کی جانب سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے بالترتیب 45% اور 40% کی خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ تاجران کتب کو قومی اردو کونسل کے ضوابط کے مطابق رعایت دستیاب ہے۔ ادارہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، ونگ-7، آر.کے. پورم، نئی دہلی-110066

سلیم شہزاد

درسی کتابوں میں املا کے مسائل

مہاراشٹر میں اردو کی درسی کتابوں کی تیاری کے دو اہم ادارے ہیں:

(1) ابتدائی تعلیم کی درسی کتابوں کی تیاری کا ادارہ بال بھارتی اور

(2) ثانوی تعلیم کی درسی کتابوں کی تیاری کا ادارہ ایس.ایس.سی. بورڈ۔

ان اداروں میں اردو زبان کی نصابی کتابیں تیار کرنے کے لیے لسانی کمیٹیاں ہوتی ہیں جو تعلیم و زبان کے ماہرین اور شعرا و ادبا وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ دونوں اداروں میں تیار کی جانے والی کتابوں کا املا یکساں ہو لیکن معاملہ ہے بالکل برعکس۔ ایک لفظ جیسا بال بھارتی کی کتاب میں لکھا ہوا ملتا ہے ویسا بورڈ کی کتاب میں نہیں ملتا چنانچہ ابتدائی اور ثانوی کتابیں پڑھنے اور پڑھانے والوں پر اس تحریری اختلاف کا منفی اثر پڑنا لازمی ہے۔ پرائمری میں جس بچے نے ''اعلیٰ'' لکھنا سیکھا اور لکھتے لکھتے اسے اپنی تحریری عادت بنا لیا تھا، اب ثانوی درجے میں اسے ''اعلیٰ'' کو ''اعلا'' لکھنا سکھایا جا رہا ہے۔ جس لفظ کو وہ ''قائم'' لکھتا تھا، اب اس سے کہا جا رہا ہے کہ تمھارا املا غلط اور دوسرا املا ''قایم'' صحیح ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ہماری اردو نصابی کتابوں میں املا کے عمومی مسائل درج ذیل ہیں:

(1) ہائے مختفی / الف، (2) ہمزہ / ے، (3) الف مقصورہ / الف، (4) امالہ، (5) مرکبات / جوڑ توڑ اس مسائل کو اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے کہ، (1) بھروسہ لکھنا چاہیے کہ بھروسا؟، (2) لائق لکھنا چاہیے کہ لایق؟ آزمائش کہ آزمایش؟، (3) اعلیٰ لکھنا صحیح ہے کہ اعلا؟، (4) ''آپ کے نظریہ سے'' لکھنا چاہیے کہ ''آپ کے نظریے سے''؟، (5) ''بیوقوف'' کو ''بے وقوف'' اور ''عقلمند'' کو ''عقل مند'' کیوں لکھنا چاہیے؟

املا میں اصلاح و تصحیح کرنے والے ماہرین نے ان سوالوں کے مختلف جوابات دیے ہیں مثلاً ہندوستانی اصل کے لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی کی بجائے الف لکھنا چاہیے لیکن اسمائے خاص مثلاً کلکتہ/ پٹنہ وغیرہ ہائے مختفی سے لکھے جائیں گے کیونکہ یہ املا کی روایت اور ناظرین کی آنکھوں کی عادت بن گئے ہیں۔ لائق / غائب، آئندہ/فرمائش میں ہمزہ لکھا جائے گا۔ الف مقصورہ کے تعلق سے ماہرین کا خیال ہے کہ اسمائے عام اور صفات وغیرہ کو الف مقصورہ کی بجائے پورے بڑے الف سے لکھا جا سکتا ہے یعنی ''دعویٰ'' کو ''دعوا'' اور ''اعلیٰ'' کو ''اعلا'' لیکن عقبیٰ کو عقبیٰ اور موسیٰ کو موسیٰ ہی لکھنا چاہیے کیونکہ ایسا لکھنا تحریر کی روایت بن چکا ہے۔

جن لفظوں کے آخر میں الف یا ہائے مختفی لکھا جاتا ہے، جملے کی بناوٹ کے تقاضے سے انھیں ے، بھی لکھنا پڑتا ہے، اس عمل کو امالہ کہتے ہیں مثلاً ''کھڑکی پر پردہ لٹک رہا تھا'' اس جملے میں لفظ ''پردہ'' کے تعلق سے کوئی اور خبر دی جائے گی تو جملہ یوں ہوگا کہ ''اس پردے پر پھول کڑھے ہوئے تھے'' اس طرح ''پردہ'' کا ''پردے'' لکھا جانا امالہ ہے (لفظ املا کا امالہ نہیں ہوتا)۔

سابقے اور لاحقے لفظی اساس سے مل کر مرکبات بناتے ہیں۔ ان کے املا کے تعلق سے ماہرین کا اعتدال پسندانہ خیال یہ ہے کہ لکھائی میں اگر ان کے جوڑنے سے گنجلک نہ پیدا ہو تو انھیں ملا کر لکھنے میں کوئی حرج نہیں یعنی ''بیوقوف'' کو ''بے وقوف'' لکھ کر جگہ ضائع نہ کرنی چاہیے، لفظ ''ہوشیار'' کو ''ہوش یار'' لکھ کر آپ اجنبیت پیدا کریں گے اس لیے اسے ملا کر لکھنا ہی مناسب ہے۔ کبھی یہ لفظ ''ہشیار'' بھی بن جاتا ہے اسے الگ الگ کرنے سے انتشار ہی پھیلے گا۔

اردو املا (رسم الخط) کی سہولت ہی یہ ہے کہ اسے لکھتے ہوئے حروف کے جوڑ کم جگہ اور کم وقت کا فائدہ دیتے ہیں۔ جن لفظوں کو جوڑ کر لکھا ہی نہیں جا سکتا، ان کی بات الگ ہے جیسے مثلاً (درد مند، زہر آلود وغیرہ) لیکن جو مرکبات بآسانی جڑ سکتے ہوں (غمگین، دلچسپ وغیرہ) انھیں توڑ کر لکھنا مناسب نہیں۔ ان باتوں کی روشنی میں دراصل نئے نصاب کے مطابق ایس.ایس.سی. بورڈ پونے) کی اردو لسانی کمیٹی کی مرتب کردہ ''اردو کمار بھارتی'' (برائے جماعت دہم) اور ''اردو یووک بھارتی'' (برائے جماعت دوازدہم) کے املا پر چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ ''فائدہ'' کو ''فایدہ''، ''لائق / فائق'' کو ''لایق/فایق'' لکھنا روایتی املا کو بے ربطی کا شکار بنانے کے مترادف ہے۔ جو بچے اب تک ''فائدہ اور ''لائق'' لکھنے کے عادی ہو چکے ہیں اور اسی املا کو صحیح سمجھتے ہیں، اب ''فایدہ'' اور ''لایق'' وغیرہ لکھنے کا سبق دینا انھیں الجھن میں ڈالنا ہوگا۔ ''فائدہ/ لائق'' (اور ایسے ہی ہمزہ والے دیگر بے شمار اردو الفاظ) کا املا تحریر کی روایت بن چکا ہے، اس سے انحراف بچوں کو غلط راستہ دکھانے کے سوا کچھ نہیں۔

ان لفظوں کے تعلق سے فاضل مرتبین نے لکھا ہے کہ اردو میں ان لفظوں

کو "لایق/قایق" (اے کے اوپر زبر) بولتے ہیں۔ یہ عام اردو تلفظ سے لاعلمی کا ثبوت ہے۔ عام طور پر ان لفظوں کا تلفظ ے پر زبر سے نہیں" کیا جاتا بلکہ زیر سے کیا جاتا ہے (بول کر دیکھ لیجیے)

بارھویں جماعت کی "یووک بھارتی" کے پیش لفظ میں ایسے لفظوں میں ہمزہ کی جگہ ے کے استعمال کے حق میں ایک پرانے ماہر زبان ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (مرحوم) کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسے لفظوں میں ے لکھنے کی سفارش کرتے تھے، یہ صریحاً غلط ہے۔ عبدالستار صدیقی نے تو صاف لکھا ہے کہ ہمزہ کا استعمال ان لفظوں میں چونکہ روایت ہے اس لیے اب اسے بدلنا مناسب نہیں۔ مرحوم کے الفاظ ہیں:

"عربی اسم فاعل کے صیغے کے بہت لفظ فارسی اور اردو میں آتے ہیں۔ ایرانیوں کی زبان میں ہمزہ کا استعمال بہت کم ہے بلکہ نہیں ہے اور وہ اپنی زبان کے مطابق عربی لفظوں میں جہاں ہمزہ استعمال ہوا ہے، اسے ی کر لیتے ہیں۔ لیکن اردو زبان میں ہمزہ زیادہ مستعمل ہے اس لیے بہتر ہے کہ عربی لفظوں کی کتابت اردو میں ہمزہ کے ساتھ ہو جیسے تائب، جائز، حائل، خائف، دائم، شائع، ضائع، مائل، نائب وغیرہ"

(ملاحظہ کیجیے "اردو املا" مشمولہ مضامین عبدالستار صدیقی، شائع کردہ اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ)

بورڈ کی کتابوں میں املا کا جو انتشار پایا جاتا ہے اس کی مزید چند مثالیں پیش ہیں:

رایگاں (رائیگاں) کو مرتبین کے اصول کے مطابق "رائے گاں" لکھنا چاہیے تھا کیونکہ یہ ایک مرکب لفظ ہے۔ اسی طرح "صندوقچی" کو صندوق چی"، "کتابچہ" کو "کتاب چہ"، "بشرطیکہ" کو "بہ شرطے کہ" راقم التحریر کے نزدیک مرکب لفظوں کو اس طرح توڑ دینا زیادتی ہے۔ مرتبین نے انھیں توڑا بھی نہیں، شاید ان کی ٹوٹی ہوئی صورتیں دیکھنے لائق نہیں۔ "سائنس" سراسر غلط املا ہے۔ اس لفظ کا تلفظ (اگر آپ تلفظ کے مطابق املا کر رہے ہیں) "سا اِنس" ہے اس لیے اسے "سائنس" لکھنا چاہیے جیسا کہ عموماً لکھا جاتا ہے مگر لسانی کمیٹی کے چیئرمین صاحب عبدالستار صدیقی، مسعود حسین خاں، رشید حسن خاں (مرحومین) اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ وغیرہ ماہرین لسانیات کی طرح املا کی اپنی ایک تھیوری کے مالک ہیں جسے انھوں نے اُرنا گری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسے دائیں سے بائیں طرف ہی لکھا جاتا ہے مگر ناگری یعنی ہندی والوں کی سہولت کے لیے اس میں قائم کو قایم اور سائنس کو سایِنس کر دیا جاتا ہے جیسا کہ عملی سطح پر "یووک بھارتی" اور "کمار بھارتی" میں کیا گیا ہے۔

ان کتابوں میں اردو املا کے جو نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں، آئندہ خدا کرے کہیں نظر نہ آئیں۔ ارنا گری کے مطابق صحیح املا "آیندہ" ہے لیکن کبھی لفظ پر ہمزہ ہے تو کبھی ے۔ "عائد" کو "عاید" اور "تائید" کو "تاید" لکھنا چاہیے تھا مگر پتا نہیں کیوں ان لفظوں کا روایتی املا برقرار رکھا گیا ہے۔

املا کے علاوہ ان کتابوں میں شامل اسباق کے مصنفین کے تعارف، الفاظ کے معانی، مشقی سوالات، صرف و نحو اور دیگر شذرات میں بھی غلطیاں نظر آتی ہیں جنھیں دور کیا جانا ضروری ہے۔

❑❑❑

323 Mangalwar Ward,
Mallegaon-423203

شعر، غیر شعر اور نثر

مصنف: شمس الرحمٰن فاروقی

جناب شمس الرحمٰن فاروقی کے خیال انگیز مضامین کا یہ مجموعہ پہلی بار 1973 اور دوسری بار 1998 میں شائع ہوا تھا۔ اس میں شامل مضامین نے تفہیم شعر و ادب کی نئی راہیں کھولیں۔ یہ اس اہم کتاب کا تازہ ترین ایڈیشن ہے جس میں "پس نوشت: آج یہ کتاب" کے عنوان سے ایک نئے مضمون کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ جدید ادب اور جدیدیت کی تفہیم نیز کلاسیکی ادب کی فہم و بازیافت دونوں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

ڈیمائی سائز، صفحات: 528، قیمت -/228 روپے

نوٹ: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دھلی کی جانب سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے بالترتیب 45% اور 40% کی خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ تاجران کتب کو قومی اردو کونسل کے ضوابط کے مطابق رعایت دستیاب ہے۔ ادارہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، ونگ-7، آر.کے. پورم، نئی دہلی-110066

کے. پی. شمس الدین

غیر اردو علاقوں میں اردو قلمکاروں کے مسائل

(کیرالا کے حوالے سے)

اردو زبان اپنی شیرینی اور ادبی ورثے کی بدولت آج ساری دنیا میں مقبول ہو چکی ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ اردو ایک مخلوط زبان ہے اور لسانی نقطۂ نظر سے اس کا شمار ہند آریائی زبانوں میں ہوتا ہے۔ جنوبی ہند کی زبانیں دراوڑی خاندان سے ہیں۔ کیرالا کی عام زبان ملیالم ہے جسے سبھی بولتے ہیں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب، ذات یا طبقے سے ہو۔ تمل ناڈو اور کرناٹک جیسی ریاستوں میں تمام مسلمانوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے لیکن وہ اپنی مذہبی تعلیم اردو کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ کیرالا کے مسلمانوں کا قدیم دور سے ہی عربی زبان سے تعلق رہا ہے۔ یہاں عربی بولنے والے قبل از اسلام موجود تھے۔ کیرالا کے ساحلی علاقوں میں عربوں کی آمد و رفت اور تجارت کا سلسلہ پندرھویں صدی تک برابر چلتا رہا۔ اس وقت کے یہاں کے ہندو راجاؤں کے دربار میں بھی عربی زبان کے عالم و فاضل رہا کرتے تھے۔

یہاں کے مسلمانوں نے اپنی ایک الگ زبان "عربی ملیالم" کے نام سے ایجاد کی جس کا رسم الخط عربی اور بولی ملیالم تھی۔ کیرالا کے بہت سے علما اور ادبا نے عربی ملیالم میں کئی کتابیں لکھیں، قرآن شریف کے تراجم کیے، تفسیریں اور مضامین لکھے ہیں۔ اس زبان میں اخبارات اور رسائل بھی شائع کیے گئے۔ اس طرح ملیالم زبان میں عربی الفاظ داخل ہونے لگے اور آج بھی ملیالم زبان میں عربی الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

پندرھویں صدی میں پرتگالیوں کی آمد سے یہاں کا نقشہ ہی بدل گیا۔ کالی کٹ کے راجہ سامودری کو کئی سال تک پرتگالیوں سے جنگ کرنی پڑی۔ سامودری کا بحری بیڑہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ اس کے امیر البحر کنجالی (علی) مرکار تھے۔ یہاں کے راجہ نے اپنی مدد کے لیے بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت سے مدد کی درخواست کی۔ عادل شاہی فوج سامودری کی مدد کے لیے یہاں پہنچی اور چالیام کے قلعے پر فتح پائی۔ اس کے بعد عادل شاہی فوج کے زیادہ تر لوگ یہیں بس گئے۔ ان کی مادری زبان دکنی اردو تھی۔ انھی کی بدولت ملیالم زبان میں اردو الفاظ داخل ہونا شروع ہوئے۔ جب حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے مالابار پر اپنی حکومت قائم کی اس وقت ہزاروں کی تعداد میں دکنی اور پٹھان قوم کے لوگ یہاں پہنچے۔ صحیح معنی کیرالا میں اردو کا پھیلاؤ یہیں سے شروع ہوتا ہے۔

صرف عربی اور عربی ملیالم جاننے والے یہاں کے مسلمان مزید تعلیم کے لیے تمل ناڈو کے مدرسہ باقیات الصالحات اور دارالعلوم دیوبند جیسے اداروں کا رخ کرتے اور مولوی، مولانا بن کر جب کیرالا پہنچتے تو ساتھ میں اردو بھی لاتے۔ پھر دینی مدارس میں اردو سکھانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ مشہور عالم اور مصلح مولانا چالیلکت کنج احمد حاجی صاحب نے درس نظامیہ میں چند تبدیلیاں لاکر ایک نئی تحریک کی بنیاد ڈالی اور باقاعدہ طور پر دینی مدرسہ قائم کیا۔ مولانا نے اردو کے الفاظ کو "عربی ملیالم" میں شامل کیا۔ یہ 1905 کا زمانہ تھا۔ ایسے مصلحین میں سے ایک تھے وکم عبدالقادر مولوی۔ انھوں نے اردو کی چند کتابوں کا ملیالم میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

1921 میں موپلا مسلمانوں کی شورش مالابار کی تاریخ کا سب سے اہم باب ہے۔ انگریزوں کے خلاف زبردست لڑائی لڑنے والے موپلا مسلمان تقریباً چھ مہینے مالابار پر قابض رہے اور اپنی حکومت قائم کی۔ بعد میں انگریزوں نے انھیں بری طرح کچل کر رکھ دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں بچے یتیم اور لاوارث ہو گئے۔ ہندوستان بھر میں یہاں کے دردناک حالات کے چرچے تھے پنجاب میں مقیم مشہور شخصیت مولانا عبدالقادر قصوری نے ان حالات سے متاثر ہو کر اپنے ادارے "جمعیت دعوت تبلیغ اسلام" کے زیر اہتمام ایک یتیم خانہ قائم کیا۔ اس سلسلے میں کالی کٹ آنے والے حضرات نے یتیم خانے کے ساتھ ایک اسکول بھی قائم کیا جس میں اردو تعلیم حاصل کرنا لازمی تھا۔ اس دور تک کیرالا میں کوئی اردو میں لکھنے والا قلمکار نہیں تھا۔ کالی کٹ میں مقیم "جمعیت دعوت تبلیغ اسلام" کے معتمد محی الدین قصوری صاحب (مولانا عبدالقادر قصوری کے فرزند) نے ہندوستان کے مختلف اخبارات میں کیرالا کے حالات پر مضامین لکھے۔ ان میں "زمیندار" اخبار بے حد اہم ہے۔ محی الدین احمد قصوری کالی کٹ میں رہ کر اردو اخباروں میں مضامین لکھ رہے تھے لیکن ملیالی لوگوں میں اردو مضامین لکھنے والا کوئی نہ تھا۔ یہاں کے پہلے اردو قلمکار وکم عبدالقادر مولوی صاحب تھے۔ 5 فروری 1923 کے "زمیندار" لاہور میں مولوی صاحب کا مضمون "مسلمانان مالابار کی دردناک فریاد" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ یہیں سے ملیالیوں میں اردو لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ 5 اگست 1935 کے "الجمعیۃ" اخبار میں تکثیری

میں مقیم عبدالکریم سیٹھ اختر کا مضمون، مالا بار اور اردو زبان" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ عبدالکریم سیٹھ میمن خاندان سے تھے لیکن وہ تلشیری والے ہی تھے۔ اپریل 1938 میں تلشیری سے "تارجبلستان" نامی ایک رسالہ شائع کیا گیا، اس کے مالک عبدالکریم سیٹھ اختر ہی تھے۔ مدیر مولوی سید ہارون ندوی تھے۔ پانچ شماروں کی اشاعت کے بعد یہ رسالہ بند ہوگیا۔ اس رسالے کے تمام مضمون نگار بیرون کیرالا سے تعلق رکھتے تھے۔ زیادہ تر حیدرآباد اور بنگلور کے قلمکار تھے۔ اردو کے ملیالی قلمکار نا کے برابر تھے۔ کیرالا کے اردو قلمکاروں کا تذکرہ کریں تو گنتی کے نام ہی ملیں گے۔ اردو میں لکھنے والے اولین ملیالیوں میں سید محمد سرور صاحب کا نام آتا ہے۔ سرور صاحب نے اپنی ذاتی محنت اور لگن سے اردو زبان سیکھ کر اس میں مہارت حاصل کی۔ ان کا مزاج شعروشاعری کی طرف مائل تھا۔ سرور کیرالا کے واحد شاعر ہیں جنھوں نے اپنے دو شعری مجموعے "ارمغان کیرالا" اور "نوائے سرور" شائع کیے۔ 1940 کی دہائی میں "ہماری زبان"، "غنچہ"، "مدینہ بجنور وغیرہ میں سرور صاحب کے مضامین اور نظمیں تواتر سے شائع ہوئیں۔

اب یہاں کے قلمکاروں کو لسانی طور پر جو مشکلات یا مسائل پیش آتے ہیں ان کا تذکرہ کریں تو سب سے پہلے تلمیحات، محاوروں، اشاروں کنایوں اور ضرب الامثال کا مسئلہ ہے۔ اردو کے مضمون نگار کو ان باتوں کا علم ہونا بے حد ضروری ہے۔ لکھنے کے خواہش مند حضرات جب قلم اٹھاتے ہیں تو یہ چیزیں ان کے لیے مسئلہ بن جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مضمون نگار کی مادری زبان ملیالم ہے۔ اس لیے وہ سوچتا ملیالم میں ہے کیوں کہ اس کا دماغی نظام ملیالم کے زیر اثر ہے۔ قلمکار ملیالم میں سوچے اور اردو میں لکھے تو اس کی تحریر پر ترجمے کا گمان گزرتا ہے نہ کہ تخلیق کا۔ اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم جس زبان میں لکھنے کی کوشش کریں اسی زبان میں ہم سوچیں بھی۔ اس کے لیے اردو ماحول سے آشنا ہونا ضروری ہے جس کے لیے یہاں مواقع فراہم نہیں ہوتے۔

صرف صرفی نحوی قاعدے جان لینے سے لسانی مہارت حاصل نہیں ہوتی۔ زبان کے ماحول سے ناواقف حضرات زبان کا استعمال کرتے وقت جھجک محسوس کرتے ہیں۔ مختلف ریاستوں یا علاقوں کی اپنی ایک الگ تہذیبی اور ثقافتی فضا ہوتی ہے جو قلمکار کی زبان کو متاثر کرتی ہے۔ ملیالیوں کا لنگی پہننا کیرالا کی تہذیب اور تمدن کا حصہ ہے۔ شمالی ہند میں یہ پائجامے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح کیرالا کے زنانہ لباس دوسری ریاستوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اب ملیالی اردو رائٹر اگر شمالی ہند کے تمدن اور تہذیب سے واقف نہ ہو تو اسے فصل خریف، فصل ربیع، فصل زائد میں پیدا ہونے والی چیزوں کے نام استعمال کرتے وقت کئی طرح کی دقتیں پیش آئیں گی، کیوں کہ کیرالا کی کئی پیداوار ایسی ہیں جو شمالی ہند میں نہیں ہیں اور شمالی ہند کی کئی پیداوار ایسی ہیں جو جنوبی ہند یا کیرالا میں نہیں ہیں۔ ملیالیوں کے آداب معاشرت بھی مختلف ہیں۔ جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں کہ ہندوستانی معاشرت میں بڑی رنگارنگی ہے۔ اجمالی طور پر اس کی پانچ قسمیں کی جاسکتی ہیں۔ (1) ہندو معاشرت، (2) مسلم معاشرت، (3) ہندو مسلم اختلاط کے بعد کی معاشرت، (4) انگریزی تہذیب سے متاثر معاشرت، (5) انگریزی معاشرت ان پانچوں قسموں کی معاشرتوں کے عکس اردو زبان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ملیالم میں یا کیرالا میں یہ معاشرتی رنگارنگی نہیں۔ یہاں کی ہندوانہ معاشرت شمالی ہند سے جداگانہ ہے۔ شمالی ہند کے کئی ہندو تہواروں کا یہاں وجود نہیں۔ ہولی، دیوالی، گنیش چترورتی جیسے تہوار بھی یہاں کچھ خاص جوش وخروش سے نہیں منائے جاتے۔ اسی طرح کیرالا کے اونم جیسے تہوار شمالی ہند میں آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔ مسلم معاشرت کا بھی یہی حال ہے۔ یہاں موپلا قوم کے نام سے موسوم مسلمانوں کی تہذیب اور تمدن شمالی ہند کے مسلمانوں سے مختلف ہے۔ ایسے حالات میں مضمون نگاروں کو مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مسائل سامنے یہ آتے ہیں کہ کیرالا کے کون سے تہذیبی مظہر کو اردو تہذیب سے جوڑ کر لکھا جائے یا شمالی ہند کے کس تمدنی مظہر کی مطابقت یہاں پیدا کی جائے۔ اس فکر میں قلمکار کشمکش میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

غیر اردو ریاست کیرالا میں اردو کے قلمکاروں کے لیے ایسے بہت سے مسائل ہیں جن کی بنا پر ایک باصلاحیت شخص بھی کچھ لکھنے، کرنے سے ہچکچاتا ہے کیونکہ لکھنے کے لیے خود اعتمادی بھی بے حد ضروری ہے۔ اسی سے صلاحیت بڑھتی ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ یہاں کے اردو قلمکاروں کے لیے ایک ایسی لغت تیار کی جائے جس میں صرف لفظوں کے معنی درج نہ ہوں، ان کے محل استعمال کی بھی وضاحت کی جائے اور اس تہذیبی اور ثقافتی سیاق وسباق کی بھی جس سے وہ لفظ تعلق رکھتا ہے۔ کیرالا کے اردو قلمکاروں اور اردو ماحول میں پرورش پائے ہوئے قلمکاروں کی مشترکہ نشستیں بھی منعقد کی جانی چاہئیں جن میں باہم تبادلۂ خیال کرسکیں۔ کچھ مذاکروں کا اہتمام بھی کیا جانا چاہیے۔ ریاستی سرکار یا مرکزی سرکار کے مالی تعاون سے یہ کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، بھی اس سلسلے میں معاون ہوسکتی ہے۔ اگر ایسا ہوسکے تو یہاں کے قلمکاروں کے بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں اور اس طرح سے کل ہند سطح پر کیرالا سے بھی کئی اردو کے قلمکار سامنے آسکتے ہیں۔

□□□

A.M. High School,
P.O. Tirurkad,
Malappuram (Dist),
Kerala-679351

یوسف ناظم

پولو اور پولیو

یہ دونوں یعنی ''پولیو اور پولو'' تک سک کے اعتبار سے ہم شبیہہ بلکہ ہم جنس معلوم ہوتے ہیں۔ پولو کا ناک نقشہ پولیو کے مقابلے میں بہتر دکھائی دیتا ہے جب کہ پولیو کی ناک ستواں نہیں ہے لیکن اس معمولی فرق کو نظرانداز کر بھی دیا جائے تو دونوں ''ماہیت اور نوعیت میں اتنے ہی الگ ہیں جتنے ہمارے دو قطبین ایک دوسرے سے کروڑوں کوس کے فاصلے پر ہیں۔ ایک قطب شمالی ہے تو دوسرا قطب جنوبی، دونوں کا ٹھکانہ اور روز ازل سے مقرر ہے اور ان کی نقل مکانی کا فی الحال کوئی امکان نہیں ہے لیکن زمانہ اتنی تیز رفتاری سے تغیر پذیر ہے کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ یہ دونوں بھی قطب از جانمی جنبد کے پتھر کی لکیر والے مقولے کی کب تردید کردیں (قرب قیامت کے آثار کہاں نہیں ہیں) لیکن ہمارا موضوع نہ تو قیامت ہے نہ قطب۔ ہم تو پولو اور پولیو کے بایوڈاٹا یعنی احوال پر اپنی استعداد کے مطابق تھوڑی بہت روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ پولو ایک شریفانہ کھیل ہے اور اتنا مہنگا ہے کہ سابق میں صرف بادشاہ قسم کے لوگ یہ کھیل کھیلتے تھے اور اپنی اپنی ٹیموں کو مکمل کرنے کی غرض سے اپنے وزرا یا مصاحبین کو بھی اپنی ہمراہی سے مشرف ہونے کا موقع دیتے تھے۔ اس کے باوجود یہ کھیل ہمیشہ کساد بازاری کا شکار رہا اور پولو کے کھلاڑی تعداد میں بس گنتی ہی کے رہے (شکر ہے)۔ یوں یہ کھیل بے حد قدیم ہے۔ اتنا قدیم کہ ہماری سوچ اور پہنچ دونوں اس کے قرب وجوار میں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کھیل سنہ جاریہ کے حساب سے غور کیا جائے تو دو ہزار آٹھ سال پرانا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس کی جائے ولادت ملک چین کے سلسلے کی راجدھانی ہے (مضافات میں تو اس کی ولادت ممکن نہیں تھی)۔ چین میں اس کھیل کا اچانک ورود تحیر خیز واقعہ ہے کیونکہ چین میں تو کرکٹ جیسا متنوع اور پہلودار کھیل بھی نہیں کھیلا جاتا۔ (متنوع اور پہلودار الفاظ کی تشریح یہ ہے کہ اس کھیل میں نئی نئی تراکیب اور تدابیر استعمال ہونے لگی ہیں۔) سات دنوں تک جاری وساری رہنے والے آزمائشی مقابلے سمٹ کر پانچ دن کے ہوگئے ہیں اور ان مقابلوں میں نثری شاعری کی طرح 20,20 کے ادوار کے باقی مقابلے بھی ہونے لگے ہیں۔ ایسا معلوم ہونے لگا ہے کہ اس کھیل میں شاخیں ہی شاخیں ہیں اور ہر شاخ پر ایک ''چہرہ'' سر جھکائے موجود ہے لیکن پولو اپنی آبائی اور ابتدائی شکل میں حسب سابق اسی کروفر کے ساتھ موجود ہے اور اب تو کھلاڑی، گھوڑوں کی پشت پر سوار ہوکر اپنے جوہر دکھانے لگے ہیں۔ (گھوڑوں کے جوہر زیادہ نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔) ان کی ہوشمندی اور پیش بینی (Anticipation) کا مقابلہ گھڑسوار کھلاڑی نہیں کرسکتے۔ گھوڑوں نے ایک زمانے میں بڑی بڑی جنگیں بھی جیتی ہیں اور اگر جنگ برپا کرنے والے فوجی ہزیمت سے دوچار ہو رہے ہوں تو کسی وفادار گھوڑے ہی نے سپہ سالار کو فرار ہونے کا موقعہ فراہم کیا ہے۔ یہ سپاہ سالار ملک کا سربراہ بھی ہوسکتا ہے۔ شاہ ہو یا نوشاہ، ایک گھوڑا ہی وقت پر کام آیا ہے۔ گھوڑوں کی عموعی جذبات کی مدح سرائی کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ ہمیں اپنے موضوع سے انصاف کرنے کی خاطر صرف پولو اور پولیو کے بارے میں اپنے (ناقص) خیالات کا اظہار کرنا چاہیے۔ پولو کے تعلق سے کئی کہانیاں گشت میں رہی ہیں جو حرف بہ حرف سچ تو نہیں ہوں گی لیکن ان کے 80فی صد درست ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ شاہانہ کھیل ترکستانی اور ایرانی استعمال کیا جانے لگا اور وہاں کے ایک بادشاہ نے جو غالباً شاہ عباس اعظم تھے اصفہان میں پہلی مرتبہ ایک پولو گراؤنڈ تعمیر کیا۔ اس میدان کی تفصیل یہ تھی کہ اس کا طول 300 گز تھا اور گول 8 گز وسیع اور عریض تھا۔ اب آپ ہاکی کے گول سے اس گول کا موازنہ نہ کیجیے۔ موازنہ انیس اور دبیر کا ہوسکتا ہے جو ہم رتبہ تھے۔ میر تقی میر اور ایک شاعر کا موازنہ بھی بھلا کوئی موازنہ ہے۔ ایران میں جب یہ کھیل پہنچ گیا تو اس کا ارض ہند پر طلوع ہونا بہت آسان اور پیش پا افتادہ بات تھی۔ فارسی شاعری کی طرح پولو بھی سرزمین ہند پر رائج ہوگیا۔ ہم نے تھوڑی بہت تاریخ ہند بھی پڑھی ہے اور اس کے کچھ اقتباسات بھی ہماری یادداشت میں محفوظ ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ بھی یاد ہے کہ ہندوستان کے ایک بادشاہ جن کا تعلق ایک قبیلے سے تھا اور جن کا اسم گرامی قطب الدین ایبک تھا چوگان کھیلتے ہوئے ہی زخمی ہوئے تھے اور بعد میں اسی زخم کے نتیجے میں وفات پاگئے تھے۔ میدانی کھیلوں میں وفات پانے والے بادشاہوں میں قطب الدین ایبک اس اعتبار سے پہلے اور آخری بادشاہ تھے۔ بادشاہ تو یوں بھی تعداد میں کم ہوگئے ہیں لیکن جو بھی اور جتنے بھی سربراہان مملکت ہیں ان کی جان ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے۔ طبعی موت سے فارغ ہونے والے سربراہ اب نہیں پائے جاتے۔ یہ لوگ فقید المثال ہوگئے ہیں۔ پولو امریکا اور برطانیہ کے شہروں میں بھی پہنچا اور مقبول ہوا۔ وہاں کے ثروت مند لوگوں نے اس کھیل کی خاصی پذیرائی کی اور انگلینڈ میں کوئی سو ڈیڑھ سو سال پہلے اس کے ایک باضابطہ کلب کی رسم اجرا کی تقریب منائی گئی اور چند ہی برسوں میں اس کھیل کو اتنا عروج اور

وقار حاصل ہوگیا کہ دو حریف ملکوں کے درمیان حلیفانہ مقابلہ منعقد ہوگیا اور پاؤنڈ اور ڈالر پانی کی طرح بہنے لگے۔ پولو نے ان ملکوں کے باشندوں کو متمدنی اور مہذب ہونے میں کافی مدد کی ورنہ وہاں فٹ بال کے مقابلوں نے تو عوام کو دہشت پسند بنا دیا تھا۔ کھلاڑیوں اور ریفری تماشائیوں کی سرکوبی کا نشانہ بنتے تھے۔ کھیل کا میدان، میدان کارزار میں تبدیل ہوجاتا تھا۔ (اب بھی صورت حال میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے)۔ فٹ بال کے شیدائیوں میں سے چند تو اسٹیڈیم ہی میں جاں بحق ہوجاتے تھے۔ ان کی ٹیم ہاری نہیں کہ ان کے دل کی دھڑکن مفقود ہوگئی۔ پولو اس کے برخلاف ایک نفیس کھیل ہے اور اس کے ذی شان ہونے کی بنا ہی پر یہ کامل 40 سال تک اولمپک کھیلوں کی فہرست میں شامل رہا اور ایسی توقع کی جارہی ہے کہ اس اولمپک میں اس کی نشاۃ ثانیہ کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ اس کھیل سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ ہماری دلچسپی کی صرف ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ''ہارس پولو'' حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے ایک علاقے موسومہ ملک پیٹ کے میدان پر بھی کافی دنوں تک کھیلا جاتا رہا۔ ہم نے تو یہ تک سنا ہے کہ آصف جاہ سابع کے ولی عہد اعظم جاہ کو بھی اس کھیل کا چسکا تھا (پولو کا ذکر ختم ہوا)۔

رہا ذکر اس ناشدنی مرض پولیو کا تو یقین مانیے اس مرض کا نام ہی لرزہ خیز ہے۔ پولیو عارضہ تو ہے ہی قہر بھی ہے— بیماری ہونے کے ساتھ ساتھ یہ زہر بھی ہے۔ چھوٹی عمر کے بچے تو اسے اتنے مرعوب ہیں کہ بچہ اس کی چشم بد کی تاب نہیں لاسکتا۔ پولیو بچوں کے اعضائے جسمانی کا جانی دشمن ہے جو عضو بھی اس کی نظر میں سماجائے اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔ پولیو کی زد میں جو بھی بچہ آتا ہے، عمر بھر کے لیے معذور ہوجاتا ہے یہی بچے بیساکھیوں اور پہیے دار کرسیوں کی تجارت کے فروغ کا باعث ہوتے ہیں۔ پولیو کا حملہ عام طور پر بچوں کے پاؤں پر ہوتا ہے۔ یہ خطرناک ترین قدم بوسی ہے۔ ویدوں، حکیموں اور تمام اقسام کے ڈاکٹروں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ پولیو کا انسداد تو ممکن ہے علاج ناممکن ہے۔ (حیرت ہے ایلوپیتھک ''آیورویدک'' ہومیوپیتھک اور یونانی علاج کے طبیب جو ہر معاملے میں ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں پولیو کی نامیاتی صلاحیتوں کے معاملے میں ہم خیال ہوگئے) اس مرض کا انسداد جنگی پیمانے پر کیا جاتا ہے (جنگ انسان کے خون میں شامل ہے اور یہی ایک جذبہ ہے جو بنی نوع انسان کو زندہ رکھتا ہے) اس مرض کی روک تھام کے لیے اشک بلبل کی طرح کی بوندیں ایجاد کی گئی ہیں اور محکمۂ صحت عامہ کے سربراہوں اور کارکنوں کو اس مارشل لا کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ گھر گھر جائیں اور پانچ سال سے کم عمر بچوں کا پتہ لگائیں اور ان کے ماں باپ سے پوچھے بغیر ان بچوں کو پولیو انسداد کی دو بوندیں بہر صورت پلائیں۔ اعداد و شمار کے مطابق ترکیب بڑی حد تک کارگر ہوئی ہے اور پولیو وبا کی طرح پھیلنے اور جرائم کی طرح مقبول عام ہونے سے محروم رہا۔ یہ مرض آدمی کے اعصاب پر یورش کرتا ہے اور اندر ہی اندر متعدی بھی ہے۔ اس مرض کی شاطرانہ چال یہ ہے کہ نہایت خاموشی کے ساتھ ذہن در ذہن منتقل ہوتا اور بعض صورتوں میں ان افراد کو بھی پسپا کردیتا ہے جو سن بلوغ کو پہنچ کر اپنے اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اس مرض کو لقوے اور فالج کا دیباچہ بھی مانا جاتا ہے۔ بس دعا مانگنی چاہیے کہ یہ دیباچہ وجود میں نہ آئے۔ کچھ لوگ جو فطرتاً شریر النفس ہوتے ہیں یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ تیمور لنگ بھی پولیو کا شکار ہوگیا تھا۔ یہ تیمور لنگ پر اتہام ہے۔ اس کا عذر لنگ قدرتی اور پیدائشی تھا۔ عام طور پر ایسی اس نوع کی جسمانی قباحت آدمیوں کو بے بس کردیتی ہے لیکن تیمور لنگ نے تو کمال کردیا اس کی معذوری اس کی ملک گیری کی بے مثال ہابی میں کبھی رخنہ انداز نہ ہوئی اور وہ ملک پر ملک فتح کرتا چلا گیا۔ بڑی سے بڑی سپاہ اس سے ٹکر نہیں لے سکی۔ ہاں ایک ضعیفہ نے البتہ اس کا ناطقہ تنگ کردیا۔ اس کے ایک فقرۂ معترضہ نے تیمور لنگ کی زبان بھی گنگ کردی۔ ناطقہ سربگریباں ہونے کا یہ واقعہ تاریخ عالم میں جلی حروف میں درج ہے۔

پولیو مرض ان علاقوں میں تیزی سے پروان چڑھتا ہے جہاں گندگی اور غلاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ملک کے باشندے اپنی مرضی سے خاطر خواہ کوڑا کرکٹ جمع کرتے اور عام راستوں پر اس کا انبار لگاتے ہیں بلکہ مشہور یہ ہے کہ وہ ملازمین بھی جو صحت عامہ کے محکمے میں مامور ہیں، اس مشغلے میں عوام کا ہاتھ بٹاتے اور ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اس خدمت کا معقول معاوضہ پاتے ہیں۔ کم سے کم ہم اس گروہ میں شامل نہیں ہیں بلکہ جب بھی ہمیں توفیق ہوتی ہے ہم دست دعا بلند کرتے ہیں کہ صحت عامہ کے محافظین اوروں کی نہیں تو اپنی صحت کی حفاظت کی خاطر، کچرے کے ڈھیر لگانے سے احتراز کریں۔

آخر میں ایک خوش خبری جو آپ کے گوش گزار کرنی ہے یہ ہے دنیا کے تقریباً تمام ترقی یافتہ ملکوں نے اس مرض کو ملک بدر کردیا ہے لیکن دنیا میں ترقی ناپسند ممالک بھی تو موجود ہیں۔ ان کی تعداد 7 بتائی جاتی ہے جہاں پولیو اب بھی زیر پرورش ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے 3 ملک یعنی پاکستان، ہندوستان اور نائیجیریا اس مرض کو آج بھی اپنے دامن کی ہوا سے آکسیجن پہنچا رہے ہیں اور اس مرض کے 98 فیصد شکار انھی تین ملکوں میں سانس لے رہے ہیں۔ یہ معذوری پسند ملک ہیں۔ افسوس اس بات کا بھی ہے کہ ہندوستان میں ایک سے ایک بڑا فلمی اداکار پولیو مخالف اشتہاروں میں موجود ہے لیکن پولیو چپکے سے دبے پاؤں کسی نہ کسی گھر میں داخل ہو ہی جاتا ہے۔ □□□

19 Al-Hilal, Bandra Riclimation, Mumbai-400050

شاہد پرویز

تقابلی مطالعہ اور طریقۂ کار

ادب کے سلسلے میں آرنلڈ کا خیال ہے کہ "وہ تمام معلومات جو کتابوں سے حاصل ہوتی ہیں ادب ہے۔" ایمرسن کا خیال ہے "ادب انسان کی وہ کوشش ہے جس میں وہ اپنی غلطیوں کی تلافی کرتا ہے۔" ان دونوں تعریفوں سے قطع نظر یہ دراصل ادب زبان کی وہ وہ ترقی یافتہ شکل ہے جس میں روح احساس رواں دواں ہوتی ہے۔ ادب نہ صرف معلومات کی فراہمی کا ذریعہ ہے نہ صرف غلطیوں کی تلافی کی ایک صورت بلکہ ادب میں یہ دونوں خصوصیات ضمنی حیثیت رکھتی ہیں۔ ادب میں الفاظ کی گیرائی اور گہرائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ ادب ذہن و دل پر وہ ہلکی ہلکی بارش ہے جس میں مکمل جذب ہونے کی کیفیت ہوتی ہے۔ ادب کی اس جاذبیت کی کیفیت بعض فن پاروں میں زیادہ تیز اور بعض میں سست ہوتی ہے۔ ادب کی کیفیات کو واضح کرنے اور ان کو پرکھنے کی کوشش کا نام تنقید ہے۔ تنقید ادب کو معیارات کے ترازو پر تولتی ہے۔ فن پاروں میں پیش کیے گئے احساسات و خیالات اور اظہار و اسلوب کی بنا پر ان میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تمیز قائم کرتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر شخص کا معیار الگ الگ ہوتا ہے۔ معیار کا تعلق ذہانت، لیاقت اور احساسات سے ہوتا ہے۔ جیسے جیسے ان خصوصیات کو تقویت ملتی جاتی ہے ویسے ویسے معیار بلند ہوتا جاتا ہے۔ پھر بھی ادب میں اجتماعی شعور کی بنا پر امتیازات قائم کرنے اور پرکھنے کے لیے کچھ معیارات قائم کیے جاتے ہیں۔

تقابلی مطالعہ دو یا دو سے زیادہ فن کاروں، فن پاروں کا تجزیاتی مطالعہ ہوتا ہے جس سے ادب، فن پاروں اور فن کاروں کے مراتب کے تعین، ان کی خصوصیات کو نمایاں کرنے اور ان کے اثرات کی نشاندہی کرنے میں قابل لحاظ مدد ملتی ہے لیکن یہ مطالعہ تعین قدر سے گریز کرتا ہے۔

"مجمع اللغات" فارسی میں تقابل کے معنی "سامنے مقابل ہونا" اور مطالعہ کے معنی "واقفیت حاصل کرنا دیکھنا" بیان کیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے تقابلی مطالعے کے لفظی معنی دو چیزوں کو سامنے، مقابل رکھ کر واقفیت حاصل کرنا یا دیکھنا ہے جو ادب میں تقابلی مطالعے کا بنیادی مقصد ہے۔ ولیم ہنری ہڈسن کا قول ہے کہ ہمیں پہلے "اچھا عالم نہیں اچھا مطالعہ کنندہ بننا چاہیے۔"[1] اچھے مطالعے میں تنقیدی اور تقابلی خصوصیات پوشیدہ ہوتی ہیں۔ تقابلی مطالعہ عملی تنقید کا ایک جزو ہے۔ شبلی نعمانی کی مشہور کتاب "موازنۂ انیس و دبیر" اس کا ایک نمونہ ہے لیکن "موازنۂ انیس و دبیر" میں تقابلی تنقید کے لوازم کو سامنے رکھ کر بحث نہیں کی گئی ہے۔ صرف چند مثالوں کے ذریعے انیس کو دبیر پر فوقیت دی گئی ہے۔[2] "موازنۂ انیس و دبیر" کے جواب میں سید افضل علی ضو نے "ردالموازنہ" اور چودھری نظیر الحسن فوق نے "المیزان" تصنیف کیں۔ شرق خالدی کا "موازنہ" اور علی کاکوی کا "تقابلی مطالعہ" اس موضوع پر آخری کتابیں ہیں۔

تقابلی مطالعہ ایک انتہائی سخت اور مشکل کام ہے۔ اس کی ذمے داریاں تنقید اور تحقیق سے کم اہم نہیں۔ مغربی مفکر میکس مولر کا خیال ہے کہ "اعلیٰ تعلیم کا حصول تقابل سے ہوا ہے اور وہ تقابل پر ہی منحصر ہے۔"[3] کچھ ناقدین تقابلی مطالعے کو سب سے بہتر تنقیدی مطالعہ قرار دیتے ہیں لیکن احتشام حسین کا خیال ہے کہ "تقابلی مطالعے ہمیشہ ناقص ہوتے ہیں۔ کیوں کہ تقابلی مطالعے میں تمام عناصر کو پیش نظر رکھنا تقریباً ناممکن ہے اور اگر ایک یا کئی اہم پہلو نظر انداز ہو جاتے ہیں تو نتائج بالکل غلط ہو سکتے ہیں۔"[4] یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے کہ اس مطالعے کے لیے نظریاتی اصول تو مرتب کیے جا سکتے ہیں مگر عملی تنقید سے ان کا رشتہ استوار کرنا دشوار اور بعض صورتوں میں تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

تقابلی مطالعے سے مراد دو فن کاروں، فن پاروں کو مقابل رکھ کر ان میں اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز یا ایک فن کار کے دوسرے فن کار پر اثرات کی نشاندہی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں بعض ناقدین کا خیال ہے کہ دو غیر زبانوں کے فن کاروں یا فن پاروں کا موازنہ و مقابلہ صحیح نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ادب کی روح زبان ہے اور زبان تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ زبانوں کی مغائرت سے ان کے اساسی پہلوؤں میں بھی مغائرت پیدا ہو جاتی ہے۔ غزل کے کسی شعر کے خیال کو تو منتقل کیا جا سکتا ہے مگر اس کے سوز و گداز اور کیفیت کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں۔ اس رائے سے مکمل اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص دو زبانوں پر یکساں عبور رکھتا ہے اور ان کی جمالیات سے واقف ہے تو وہ شعر کے مفہوم پر اثر انداز میں ایک سے دوسری زبان میں منتقل کر سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ صرف خیال بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خیال ادنیٰ اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اگر خیال اعلیٰ و ارفع ہو تو وہ تمام زبانوں میں اثر انگیز ہوگا اور اس خیال کا موازنہ دیگر زبانوں کے خیالات سے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تھامس گرے کی نظم کا

یہ مصرع "The Path of the Glory lead but to the grave" یعنی خوشی کے راستے صرف قبر کی طرف جاتے ہیں۔ اس مصرعے کا انتقال خیال ہی زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ ہر خطے، ہر علاقے اور تہذیبی وثقافتی پس منظر میں اس مصرعے کی معنویت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ "دنیا کی تمام زبانوں کے ادب پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ عالمی ادب میں دوڑتی ہوئی انسانیت کی روح اور اس میں یکسانیت اس بات کی علامت ہے کہ احساسات علاقائی اختلاف وعصبیت سے ماورا ہوتے ہیں۔"[5] ماحول، رسم ورواج، ثقافت وغیرہ میں اختلافات ہوتے ہوئے بھی قلب انسانی ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہے۔"[6] ورڈس ورتھ کے مطابق ایک دردمند شاعر جگہ، ماحول، زبان، رہن سہن، رسم ورواج وغیرہ میں منفرد ہوتے ہوئے بھی تمام عالم کو ایک دھاگے میں باندھ دیتا ہے۔

مختلف زبانوں کے ادب کے سلسلے میں ڈاکٹر ایشور راؤ نے "تلناتمک شودھ اور سمیکشا' میں ادب کے دو بنیادی اجزا پیش کیے ہیں:

1. مختلف زبانوں کے ادب میں روح انسانیت کی یکسانیت۔
2. ان زبانوں کے ادب کی وہ خصوصیات جن کی وجہ سے ان کا اپنا انفرادی وجود ہے۔

ادب ان دو اجزا پر ہی منحصر ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مغرب میں مغربی زبانوں کے ادب کے بیچ اور ہندوستان میں ہندوستانی زبانوں کے ادب کے درمیان زیادہ مماثلتیں اور مشترکہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ مغربی اور ہندوستانی زبانوں کے ادب کے درمیان مماثلتیں قدرے کم ہوں گی۔

تقابلی مطالعہ دوفن پاروں میں زیادہ سے زیادہ مماثلت واشتراک کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ یہ مطالعہ ایسے دوفن پاروں کے بیچ نہیں کیا جاتا جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ یہ مطالعہ مختلف زبانوں کے ادب یا ایک ہی زبان کے ادب کے فن پاروں کے پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ تقابلی مطالعہ دوطرح کا ہوتا ہے۔ موضوعی اور معروضی۔

موضوعی تقابلی مطالعہ تاثراتی مطالعہ ہوتا ہے جس میں ذاتی پسند وناپسند کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔ معروضی تقابلی مطالعے میں ذاتی پسند وناپسند کے بجائے اصول وضوابط کی پابندی کی جاتی ہے۔

طریقہ کار کے اعتبار سے ڈاکٹر ایشور رائے نے تقابلی مطالعے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1. ایک ہی زبان کے ادبی فن کاروں، فن پاروں کا تقابل۔
2. ایک زبان کے ادب کے دوسری زبان کے ادب پر اثرات۔
3. دو یا زیادہ زبانوں کے ادب کا تقابل۔

ایک ہی زبان کے ادبی فن پاروں کے تقابل میں پہلے ایک فن پارہ کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جاتا ہے اور اس فن پارے کی خامیوں، خوبیوں کو منضبط کرلیا جاتا ہے اسی طرح دوسرے فن پارے کی خامیوں اور خوبیوں کی نشاندہی کرلی جاتی ہے۔ دونوں فن پاروں کے عمیق مطالعے کے بعد نشان زد کی گئی خامیوں اور خصوصیات کو ایک دوسرے کے مقابل رکھ کر مطالعہ کیا جاتا ہے اور یکساں معیار سے ان کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ یہ تقابل مندرجہ ذیل اعتبار سے کیا جاتا ہے:

1. فنی تقابل
2. فکری تقابل
3. موضوعاتی تقابل
4. عصری تقابل

فنی تقابل دوفن کاروں یا فن پاروں کا بہ اعتبار فن کیا جاتا ہے۔ ایک شاعر کا ایک شاعر سے اور ایک ادیب کا ایک ادیب سے تقابلی مطالعہ کرنے والے کو دونوں فن کاروں کے فنی طریق کار سے بھرپور واقفیت ہونی چاہیے۔ فن شاعری کے لیے صنائع، بدائع، عروض و بلاغت اور اس کے آہنگ وغیرہ سے۔ اسی طرح نثر کے لیے نثری فنی لوازمات کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔

فکری تقابل میں دو فنکاروں کی فکری اساس اور ان کے رجحانات سے بحث کرکے امتیاز قائم کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے بھی مطالعہ کرنے والے فن کاروں کے عصری رجحانات ان کے گردوپیش کے ماحول کا غائرانہ مطالعہ کرتا ہوتا ہے۔

موضوعاتی تقابل میں موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ مثلاً "پریم چند اور کرشن چندر کے یہاں شہری عکاسی' پر موضوعاتی تقابل کے لیے ضروری ہے کہ مطالعہ کرنے والا فن کاروں کی تمام تخلیقات کا عمیق مطالعہ کرے۔ اسلوبیاتی تقابل میں دو تخلیق کاروں کے اسالیب بیان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ یہ مطالعہ اس اعتبار سے دشوارتر ہے کہ ہر شخص کا اپنا فطری اسلوب ہوتا ہے اور وہ اسلوب ایک شخص کو پسند ہوتا ہے اور دوسرے کو ناپسند۔ اسی لیے اسلوبیاتی تقابل معروضی نہ ہوکر موضوعی ہوجاتا ہے۔ ایسے تقابل میں معروضی اعتبار سے اولیٰ وادنیٰ کا فیصلہ کرنا دشوار ہوتا ہے اور معروضی اسلوبیاتی مطالعہ تعین قدر سے گریز کرتا ہے۔

زبان کے اعتبار سے تقابل ایک طرح کا اسلوبیاتی تقابل ہی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ اسلوبیاتی تقابل ایک علاقے اور ایک ماحول، ایک زبان کے فن پاروں میں کیا جاتا ہے مثلاً "مومن وغالب کا اسلوبیاتی تقابل"۔ یہ دونوں شعرا دہلی سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ہی ماحول کے ہیں لیکن بہ اعتبار زبان تقابل آتش اور غالب کے درمیان ہوگا۔ یہ دونوں شعرا ایک زبان استعمال کرنے کے

باوجود زبان کی علاقائیت کے اثر سے آزاد نہیں ہیں۔ کیوں کہ دہلوی اور لکھنوی اردو میں فرق ہے۔

عصری تقابل میں دو علاحدہ علاحدہ ادوار کے فن کاروں کا ان کے عصری پس منظر میں تقابل کیا جاتا ہے جس میں سماجی، سیاسی اور معاشی حالات کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور ان حالات کی تلاش فن پاروں میں کی جاتی ہے۔ ایک زبان کے ادب کا دوسری زبان کے ادب سے تقابل کرتے ہوئے ایک کے دوسرے پر اثرات کی نشاندہی کی جاتی ہے لیکن تقابل دونوں زبانوں میں کسی باہمی رشتے کی بنیاد پر قتی، فکری، موضوعاتی، تجزیاتی ور جماتاتی اور عصری اعتبار سے کیا جاتا ہے۔

تقابلی مطالعے میں غیر جانبدارانہ تجزیے کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ فن پاروں کے لیے قائم معیارات اور مفروضات کی تہ میں جاکر ہی معیار تلاش کیا جانا چاہیے اور ترجیحات کی مدلل وضاحت ہونی چاہیے۔ تب ہی تقابلی مطالعے کی مقصدیت اور معتبریت برقرار رہ سکے گی۔ تقابلی مطالعے کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ ایک فن پارے کو بہتر ثابت کر کے دوسرے کو یکسر مسترد کر دیا جائے بلکہ اس کا مقصد صرف درجہ بندی ہے۔ تحقیق، پوشیدہ حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔ تنقید اس حقیقت کو پرکھتی ہے اور خوبیاں اور خامیاں الگ کر کے اس کے مرتبے کا تعین کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ یعنی تقابلی مطالعے کو تحقیق اور تنقید سے آگے کا عمل کہا جائے تو زیادہ درست ہوگا۔

حواشی:

1. ادب کا مطالعہ۔ نگار، مئی 1926، ص 36
2. عکس اور آئینہ۔ احتشام حسین، ص 169
3. تلناتمک شودھ اور سمیکشا ڈاکٹر پی ایشور راؤ، ص 2
4. تنقید اور عملی تنقید۔ احتشام حسین، خاور، مئی 1952، ص 17
5. تلناتمک شودھ اور سمیکشا۔ ڈاکٹر ایشور راؤ ص 2
6. ساہتیہ درشن پر ایک درشٹی۔ ڈاکٹر جی۔ ایس۔ جہاجی ص 6

□□□

Director (MANUU)
Delhi Regional Centre, B-1/275,
Zaidi Apartment, TTI Road,
Jamia Nagar, New Delhi-110025

فانی بدایونی (جدید ایڈیشن)

مصنف: مغنی تبسم

اردو غزل کے احیائے جدید میں فانی کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ پروفیسر مغنی تبسم نے اس کتاب میں فانی کی حیات، شخصیت اور شاعری کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے۔ موصوف نے فانی کے ناقدین و محققین، عزیز و اقارب، احباب اور جاننے والوں سے شخصی ربط پیدا کر کے ان سے متعلق اہم معلومات یکجا کر دی ہے اور شاعر کے فن کے تجزیے کے لیے لسانیات کی اہم شاخ ''اسلوبیات'' کے ذریعے کلام فانی کے صوتی آہنگ کا دلچسپ مطالعہ کیا ہے جو اردو شعر و ادب میں اپنی نوعیت کی پہلی باضابطہ کوشش ہے۔

صفحات: 499، قیمت: -/210 روپے

مرزا اسلامت علی دبیر: حیات اور کارنامے

مصنف: مرزا محمد زماں آزردہ

مرزا اسلامت علی دبیر انیسویں صدی کے ان شعرا میں سے ہیں جنھوں نے مرثیہ گوئی کو ایک نئی تب و تاب عطا کی اور ایک منفرد لب و لہجے سے ہم کنار کیا۔ ان پر ابھی تک جو کچھ بھی تحقیقی مواد فراہم ہوسکا ہے وہ بڑی حد تک تشنہ ہے۔ اس کتاب میں دبیر کے حالات زندگی، شعری کارنامے، مراثی کی روایت، کلام دبیر کی اہم خصوصیات، ان کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام کی نشاندہی اور ان کے ادبی مرتبے کے تعین کے ذریعے اس تشنگی کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

صفحات: 592، قیمت -/258 روپے

رعنا سید

غالب: فکر، فلسفہ، فن

غالب اردو شاعری کی دنیا میں ایک نادر مظہر ہیں۔ ان کی انفرادیت اور عظمت اتنے متضاد پہلوؤں میں اجاگر ہوئی ہیں کہ ان سب کا احاطہ کسی مختص کے لیے ایک مضمون کی بساط میں محدود کرنا مشکل ہے۔ فکروسخن کی محفل میں ان کا مقام سب سے الگ ہی نہیں شاید سب سے بلند بھی ہے۔ اردو میں شاید وہ تنہا شاعر ہیں جن کی شاعری دلنشیں اور دلآویز ہونے کے ساتھ ساتھ خیال انگیز اور فکر خیز بھی ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع ان کے شدید ذاتی تاثرات ہیں اور ان کی امتیازی خصوصیت ان کا تفکر ہے۔ غالب کے یہاں تفکرات تمام تجربوں کا اظہار ہے جو ذہن اور روح کی گہرائیوں میں جذب ہوکر ابھرے ہیں۔ وہ صرف محسوسات کے ہی شاعر نہیں ہیں ان کے یہاں غوروفکر اور سوچ و بچار کا خاصہ سامان ملتا ہے۔ وہ زندگی کو دیکھنا اور بسر کرنا ہی نہیں سکھاتے ہیں، اس میں حقیقتوں کی تلاش وجستجو کا بھی درس دیتے ہیں۔ وہ بظاہر معمولی سی بات کہتے ہیں لیکن اس کی تہہ میں انسانی زندگی کی کوئی بڑی اہم حقیقت ہوتی ہے۔ ان کے یہاں رنگارنگی اور فراوانی سے زیادہ ندرت پیچیدگی اور تنوع اہم ہیں۔ ان کے یہاں جذبات کی تندی اور ذہن کی برق رفتاری بہ یک وقت ملتی ہے۔ غالب کی شاعری ان تعلیمات کی فنی ترسیل ہے جو انھوں نے اپنے نجی تجربات سے اخذ کیے ہیں۔ یہ بڑی حد تک اس شاعری کے مماثل ہے جسے ہربرٹ ریڈ (Herbert Read) نے فکر کے جذباتی یا سیاتی ادراک سے تعبیر کیا ہے اور جس کا مجموعی تاثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے کلی ردِعمل میں ایک قسم کا ہیجان بھی پیدا کرتی ہے اور ہمارے اندر تحیر کی کیفیت کو بھی اکساتی ہے۔

غالب کو فلسفی شاعر اس مفہوم میں تو نہیں کہہ سکتے جس مفہوم میں یہ اصطلاح ہم دانتے (Dante) لوکریٹیس (Lucretins) یا اقبال کے لیے استعمال کرتے ہیں کیونکہ غالب نے کسی مرتب فلسفیانہ نظام کا سہارا نہیں لیا اور نہ ان کی شاعری کا محرک کائنات کا کوئی فلسفیانہ شعور قرار دیا جاسکتا ہے لیکن ان کے یہاں بے شمار ایسے اشعار ملتے ہیں جن کی خصوصیت اور فنی لطافت ذہن انسانی کو دعوت فکر دیتی ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں وہ زندگی اور کائنات کے رموز کو آشکار کرنے کے لیے بعض اقدار اور تصورات کا سہارا لیتے ہیں جو فارسی شاعری اور ہندو فلسفہ میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے لیے پوری کائنات ایک سوالیہ نشان تھی اور اس کے اسرار و رموز کی پردہ دری وہ کسی بندھے ٹکے نظریہ یا مسلمہ نظام کی مدد سے نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ ان کا حکیمانہ ذہن ان مختلف مسائل کی توجیہہ، زیادہ تر اپنی توانائی کے بل بوتے پر کرنا چاہتا تھا۔ مابعد الطبیعیاتی فلسفہ کا ایک معرکہ آرا مسئلہ یہ رہا ہے کہ محسوسات مادّی دراصل کوئی وجود نہیں رکھتے۔ غالب کا خیال تھا کہ محسوسات مادّی دراصل خیال ہی کی معجزنمائی کا عکس ہیں اور اس خیال میں وہ اسپنوزا اور برکلے کے بہت قریب نظر آتے ہیں:

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی
ہرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

مادہ نہ فعال ہے اور نہ ہی لافانی لیکن روح کا سفر غیر مختتم ہے روح سے مادّے کا وصال فنا کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس لیے موت ایک منزل ہے اور فنا کا خیر مقدم لازمی ہے۔ فنا کا لفظ غالب کے کلام میں ایک ایسے بلیغ اشارے کی حیثیت رکھتا ہے جس سے معنی و مفہوم کی بہت سی جہتیں وابستہ ہیں۔ دریا سے علاحدگی قطرے کو وجود میں لاتی ہے اس لیے وجود کا فنا ہوجانا ہی دراصل اس کی عشرت اور سعادت کا وسیلہ ہے:

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہوجانا
درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہوجانا

نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالب
کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا

وحدت الوجود کے عقیدے کو غالب کے تفکر میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس عقیدت کی بنیاد یہ ہے کہ کائنات خدا سے الگ کوئی وجود نہیں رکھتی ہے اور وجود صرف ایک ہے جس کو غالب نے اس طرح پیش کیا ہے:

شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہیں کہ ہے پر ہمیں منظور نہیں

حیات کی ابتدا اور انتہا چونکہ خدا کی ذات سے ہی ہے اس لیے مادّی زندگی کے اس خیال کو انھوں نے اس طرح کہا ہے:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

غالب غزل کے شاعر ہیں اور انھوں نے غزل کے بنیادی موضوع حسن و عشق کی جذبات سے بھرپور تصویر کھینچی ہیں۔ ان کی عشقیہ شاعری زندگی سے بھرپور ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ زندگی آمیز بھی ہے اور زندگی آموز بھی۔ اس

لیے وہ زندگی سے بےزاری نہیں سکھاتی۔ اس میں جذبات کی بڑی اہمیت ہے لیکن وہ تمام تر جذباتی نہیں ہے۔ اس میں روایت کے اثرات ہیں لیکن روایتی ہونے سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں ایک انفرادی کیفیت کی ترجمانی ضرور ہے لیکن وہ ایک سماجی پس منظر بھی رکھتی ہے۔ وہ اپنے زمانے کی پیداوار ہے اور اس میں زمانے کے مخصوص حالات کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ ایک تہذیب کی عکاس اور آئینہ دار ہے۔ اس میں بڑی صاف ستھری فضا ہے اور زندگی میں شمعیں فروزاں کرتی اور دلوں میں دیے جلاتی ہے۔ یہ عشقیہ شاعری سیدھی اور سپاٹ نہیں ہے۔ اس میں پیچ وخم ہیں، نشیب و فراز ہیں۔ اشارہ کنایہ رمز وایما ہے اور کچھ نہ کہنے پر بھی نہ جانے کیا کیا کہتی ہے۔ ان کی شاعری ایک مضبوط بنیاد رکھتی ہے۔ وہ محض خیالی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حقیقت و واقعیت کا خون، خلوص و صداقت کی گرمی اور اپنا ایک نظام ہے۔ اس کا آغاز حسن پرستی سے ہوتا ہے جس نے اس کے دل کو لبھایا اور ان کی زندگی میں رنگینی پیدا کی ہے اور اسی لیے یہ زندگی ان کے لیے بلا کی حسین اور یہ دنیا غضب کی دلآویز ہوگئی ہے۔ ان کی حسن پرستی میں ان کی نسل خاندان، ماحول اور گرد و پیش کے اثرات کو بھی دخل ہے۔ مغلوں کی روایتی حسن پرستی اور امیرانہ ماحول کی تعیش پسندی نے اس احساس کی تشکیل کی اور اس کو ان کی شخصیت اور کردار کا بنیادی جز بنا دیا۔ حسن نہ صرف غالب کو مدہوش اور سرشار کرتا ہے بلکہ وہ اس کو دیکھ کر مبہوت ہوجاتے ہیں اور تعجب سے پوچھتے ہیں۔

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلف عنبریں کیوں ہے
نگہہ چشم سرمہ سا کیا ہے

حسن و جمال کا یہ خیال اور اس کی اہمیت کا احساس غالب کے یہاں اس قدر بڑھا کہ انھوں نے بعض اوقات اپنی ذات کی اہمیت کے احساس کو بھی خیرباد کہا ہے اور یہ صرف ایک ایسی منزل ہے جہاں پہنچ کر غالب اپنی انانیت کو مجروح کرتے ہیں:

غافل ان مہ طلعتوں کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے
چاہتے ہیں خوبرویوں کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

غالب ان لوگوں کے حسن کا احساس بھی رکھتے ہیں جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں مثلاً:

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

غالب کی عشقیہ شاعری کی بنیاد ان کی یہی حسن پرستی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے عشق میں جذباتیت نہیں ہے۔ عشق میں صحیح لذت ان کو حسن کے سہارے ہی حاصل ہوتی ہے اور وہ پوری طرح اس کے شیدائی ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ معشوق کے حسن کا بیان، اس کے عشوہ و ناز و ادا کی تصویریں، ان حالات کے نقشے جن سے لذت حاصل کی جاسکتی ہے ان کی شاعری میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔ لیکن ان کے بیانات میں معاملہ بندی کی خصوصیت پیدا نہیں ہوتی ہے برخلاف اس کے بڑے لطیف جذبات اور بڑے لطیف حالات کی تصویریں سامنے آتی ہیں:

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم
میں معتقد فتنۂ محشر نہ ہوا تھا
کتنے شیریں ہیں ترے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا
اسد بند قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ
اگر وا ہو تو دکھلا دیں کہ یک عالم گلستاں ہے
اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہیں تو کیا
ہاتھ آئیں تو انھیں ہاتھ لگائے نہ بنے

غالب کے معشوق میں مثالی حسن کی تمام خصوصیات موجود ہیں لیکن وہ ان باتوں کے ساتھ ساتھ ایک خاص کردار بھی رکھتا ہے۔ وہ ستم شعار اور جفا پیشہ ضرور ہے لیکن کبھی کبھی اس کے جی میں نیکی آہی جاتی ہے:

کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے
جفائیں کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے

غالب اس معشوق سے اکتساب لذت کو ہی اپنے عشق کا نصب العین قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں جو منزلیں آتی ہیں ان کی تفصیل انھوں نے اس طرح پیش کی ہیں:

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا، کہ یوں
بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا کہ یوں
دھوتا ہوں جب میں پینے کو اس سیم تن کے پانو
رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانو
نیند اس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں
تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں

غالب کے یہاں اکتساب لذت کی یہ خواہش اتنی شدید ہے کہ جب اس کا سامان موجود نہ ہو تو اپنے تخیل سے کام لے کر اس طرح کی فضا پیدا کر لیتے ہیں۔ تخیل غالب کے یہاں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس کے سہارے وہ فضا کو رنگین، دلآویز اور پرکار بنا دیتے ہیں۔ ان کی یہ غزل اس کیفیت کی بہت عمدہ مثال ہے:

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

حسن پرستی اور عشق و عاشقی میں جو پرخار مقامات آتے ہیں ان سے بھی ان کا جی خوش ہوتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والی اذیت میں بھی لذت محسوس کرتے ہیں:

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پرخار دیکھ کر
واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر

عشق کی دنیا میں اپنی اہمیت کے احساس نے غالب کے یہاں جذبۂ رشک کو سب سے زیادہ بیدار کیا ہے۔ چنانچہ ان کی شاعری کا خاصہ عشق میں جذبہ رشک کی ترجمانی سے بھرا پڑا ہے۔ وہ صرف رقیب ہی پر رشک نہیں کرتے بلکہ خود معشوق اور اپنی ذات تک پر رشک کرنے کے لیے مجبور ہوجاتے ہیں:

دیکھنا قسمت کہ اپنے آپ پہ رشک آجائے ہے
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے
چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں
ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

غالب کے تصورِ عشق کی نوعیت اس میں شبہ نہیں کہ جنسی ہے لیکن یہ جرأت، رنگین اور انشا کے تصورِ عشق سے مختلف ہے۔ ان کا نظریۂ عشق کہیں بھی ذہنی تعیش کی صورت نہیں اختیار کرتا۔ وہ جرأت کی طرح معاملہ بندی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ وہ جنسی معاملات کی ترجمانی تو ضرور کرتے ہیں لیکن اس میں بڑی لطافت کا احساس ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ عشق و ہوس میں امتیاز کرتے ہیں:

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

غالب ایک رنگین، پرکار اور پہلودار شخصیت رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت میں شوخی کا وہ رچاؤ ملتا ہے جس نے ان کی شاعری میں گل کاریاں کی ہیں اور اسے زعفران زار بنا دیا ہے۔ ان کے مزاج کی یہ شوخی سب سے زیادہ ان کی شاعری پر اثر انداز ہوئی ہے۔ اس نے ان کی شاعری میں زندگی اور جولانی، جدت اور اپج، رنگینی اور پرکاری پیدا کی ہے۔ یہ شوخی غالب کی شاعری کا کوئی ایک پہلو نہیں ہے۔ بلکہ ان کی شاعری کے ہر پہلو میں یہ شوخی موجود ہے۔ غزل کی شاعری سوز و گداز کی شاعری ہے وہ شوخی گوارا نہیں کرتی لیکن غالب کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اس شوخی کو غزل کے لیے گوارا بنا دیا ہے اور وہ ان کی غزلوں کا لازمی جز نظر آتی ہے۔ اس شوخی کا پتہ ان کے یہاں حسن کے بیان میں بھی چلتا ہے۔ محبوب اور محبت کرنے والوں کے جو روابط ہیں اور ان کے نتیجے میں جو حالات پیدا ہوئے ہیں ان میں بھی ان کی جھلک نظر آتی ہے۔ عشق اور کاروبارِ شوق کی جو تفصیل انھوں نے پیش کی ہے اس میں بھی شوخی کا عنصر کارفرما رہتا ہے۔ اس عشق کے جو نتائج نکلتے ہیں اور جو اس کا انجام ہوتا ہے اس کی جزئیات میں بھی شوخی اپنا اثر دکھاتی ہے:

کہتے ہو نہ دیں گے ہم، دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجیے ہم نے مدعا پایا
سادہ و پرکار ہیں خوباں، غالب
ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں
در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اٹھا، اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے

ارسطو نے استعاروں کی ندرت اور تازگی کو شاعر کی ذہانت کی دلیل کہا ہے، اس سے بیان میں بلاغت جلوہ گر ہوتی ہے اور علامتیں واضح اور روشن ہوجاتی ہیں۔ استعارہ جس تجربے کی ہیجانی کیفیت کو بروئے کار لاتا اور خیال کی وضاحت کرتا ہے، اس کے ذریعے ان بے نام روحانی کیفیت کو اظہار کی گرفت میں لایا جاسکتا ہے جن سے شاعر کے ادراک کو براہِ راست واسطہ پڑتا ہے اور اسی لیے استعارے میں ایک خاص طرح کی بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ غالب کے یہاں استعاروں کی بہترین مثالیں ملتی ہیں:

موجِ شرابِ دستِ وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آب دار تھا
مینائے مے ہے سروِ نشاطِ بہار سے
بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے

غالب کے کلام میں نہ صرف استعاروں کی افشاں چھنی ہوئی نظر آتی ہے بلکہ تشبیہات کی رنگارنگی بھی جگہ جگہ اپنی بہار دکھاتی ہے۔ ان کی تشبیہہ ایک لطیف تاثر کو بیدار کرتی ہے اور ہمیں اپنے گرد و پیش پر بار بار نظر ڈالنے پر آمادہ کرتی

ہے۔ غالب کے یہاں تشبیہات میں جو تازگی اور طرفگی ہے اور وہ ندرت بیان میں جس طرح ممد ہوتی ہے اس کا ثبوت ذیل کے چند اشعار سے مل سکتا ہے:

سب کو قبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
روبرو کوئی بت آئینہ سیما نہ ہوا

دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا
آتش خاموش کی مانند گویا جل گیا

اس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بجھا دے
میں بھی جلے ہوؤں میں ہوں داغ نا تمامی

بس کہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیرپا
موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

غالب کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت جو ان کے اور انگریزی شاعروں کے یہاں مشترک ہے، رمز بلیغ کا استعمال ہے۔ رمز بلیغ کی تعریف ڈاکٹر جانسن نے یہ کی تھی "یہ غیر مشابہ تخیلی پیکروں کا مجموعہ ہے۔ یا ان اشیا کے درمیان جو بظاہر مختلف ہوں مخفی مشابہتوں کی تلاش ہے۔ مبالغہ تو رمز بلیغ کی ہیئت ترکیبی میں شامل ہے اور ایک طرح کا تناؤ اور تذبذب بھی ہے مگر اس کے عقب میں فشار کی جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ بھی اس قدر ضروری ہے ان غیر متعلق اشیا کے درمیان جنھیں شاعر کی زبردست قوت متخیلہ وحفکرہ ایک سطح پر جمع کر دیتی ہے۔ شاعر کی نظر میں ایک اندرونی وابستگی تلاش کر لیتی ہے اور وہ ان کے اختلاف کو تسلیم کرنے کے باوجود ان یگانگت کا احساس دلاتی ہے۔ غالب کے یہاں کامیاب رمز بلیغ کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں:

دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار
اس چراغاں کا کروں کیا، کارفرما جل گیا

نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر

غالب کے فن کا اہم ترین پہلو جو ان کی فکر سے براہ راست متعلق ہے ان کے یہاں شعری پیکروں کا استعمال ہے جو کہ جذبات و احساسات کی باقیات کی تصویر کشی ہے۔ ان کے شعری پیکروں میں توانائی، تہہ داری اور معنی آفرینی ہے۔ وہ ان کے افکار کی صلاحیت اور احساسات کی تہذیب اور پختگی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ ان کے احساس جمال، بیدار قوت فیصلہ اور تخیل کی دوررسی اور ہمہ گیری کی چغلی کھاتی ہے۔ غالب کے یہاں عقل اور جذبے یا توانائی کی موجودگی کا بیک وقت احساس ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی پر اسرار قوت ہے جو لمحہ بہ لمحہ اور ہر ہر ادیب میں اپنا اظہار کرتی ہے۔ اقبال اسے عشق سے تعبیر کرتے ہیں، غالب نے اس کے لیے شوق اور تمنا کے پیکر تراشے ہیں۔ دونوں صورتوں میں یہ ہے وہی محض، پرجوش اور پر اسرار قوت جس سے سوز و ساز زندگی قائم رہتا ہے:

شوق ہر رنگ رقیب سروساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

ہوں میں بھی تماشائی نیرنگ تمنا
مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آوے

غالب چونکہ طبعاً متجسانہ مزاج رکھتے تھے اور محیط حقیقت کے سلسلے میں ان کے اندر ایک بے چینی، تجسس اور گہری فکر کا جذبہ پایا جاتا ہے اس لیے یہ امر چنداں حیرت انگیز نہیں ہے کہ آنکھ کا شعری پیکر ان کے یہاں ہمیں جگہ جگہ ملتا ہے۔ فہم کے معمول کی حیثیت سے آنکھ کو انگریزی شاعر ولیم بلیک کے اساطیری شاعرانہ نظام میں ایک امتیازی جگہ حاصل ہے۔ ایلیٹ کی مشہور نظم "The Hollow Men" میں آنکھیں ایک ایسے اشارے کا حکم رکھتی ہیں جن کے ذریعے نظم کے مرکزی خیالات کو ایک وحدت میں ڈھال دیا گیا ہے۔ غالب کے یہاں آنکھ وجدان کا وسیلہ ہے اور اس کی مدد سے انضباط کا وہ مرحلہ بھی سر ہوتا ہے جو شاعر کا ایک برگزیدہ فرض ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالب آنکھ اور اس کے متعلقات سے ہمیشہ سروکار رکھتے ہیں:

ہنوز محرمی حسن کو ترستا ہوں
کرے ہے ہر بن مو کام چشم بینا کا

صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اٹھائیے
طاقت کہاں کہ دید کا احساں اٹھائیے

ورڈز ورتھ نے عقل اور عقل برتر کے درمیان اپنی نظم "The Prelude" میں جگہ جگہ امتیاز کیا ہے۔ غالب کے یہاں یہ اندیشے کے مترادف ہے اور عنصری توانائی یا تخلیقی تخیل کے معنوں میں جگہ جگہ استعمال کیا گیا ہے:

عرض کیجیے جوہر اندیشہ کی گرمی کہاں؟
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے
آبگینہ تندی صہبا سے پگھلا جائے ہے

غم دوراں کے شدید احساس نے غالب کے یہاں عمرانی معاملات کا شعور بھی پیدا کیا ہے۔ ان کی شاعری میں ایک تہذیب ایک معاشرت، ایک نظام کے سرود رفتہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس تہذیب اور معاشرے کے ختم ہونے کا انھیں شدید احساس ہے اور وہ اس پر خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ یہ باتیں انھوں نے دشنہ و خنجر اور بادہ و ساغر کے روپ میں ضرور کہی ہیں لیکن

تہذیبی، معاشرتی اور عمرانی معاملات کے بارے میں انھوں نے جو کچھ کہنے کی کوشش کی ہے وہ اگر چہ بہت واضح نہیں ہے لیکن دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ اشعار اس تہذیب و معاشرت اور نظام کا ہی مرثیہ ہیں:

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر، سو خموش ہے

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہوگئیں

غالب بڑے پہلودار شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں تنوع، رنگارنگی اور بڑی گہرائی ہے۔ وہ صرف جذبات کو ہی متاثر نہیں کرتی بلکہ ذہن پر بھی اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ ماحول کے مختلف پہلوؤں کا شعور پیدا کرتی ہے۔ اس میں زندگی، حسن اور دلآویزی ہے جس سے غالب کی عظمت کا احساس ہوتا ہے۔ انھوں نے اردو شاعری کو ایک ایسی زبان دی جو صرف رنگین اور پرکاری نہیں تھی، اس میں احساس کی شدت، جذبے کی صداقت، شعور کی گہرائی اور نظریے کی پختگی کے مکمل اظہار و ابلاغ کی بڑی صلاحیتیں تھیں۔ غالب کی شاعری انھی تمام عناصر سے عبارت تھی اور یہی عناصر اس مخصوص زبان کی تخلیق کے محرک ہوئے جو غالب کا ایک اجتہادی کارنامہ ہے۔ گذشتہ سو سال میں اردو کے ان تمام شاعروں کے یہاں یہ زبان اپنی جھلک دکھاتی ہے، جن کی شاعری میں احساس کی شدت، جذبے کی صداقت شعور اور فکر کی گہرائی اور نظریے کی پختگی کا امتزاج صحیح جمالیاتی اظہار کا تقاضا کرتا ہے۔

□□□

C/o K.R. Farooqi, 161, A, Rajapur Allahabad (U.P.)

جدید
ہندی — اردو لغت (دو جلدوں میں)

(ہندی الفاظ کے معنی اردو اور دیوناگری رسم الخط میں)

مرتب: پروفیسر نصیر احمد خاں

(سابق چیئرپرسن، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی)

ٹیکنک اور ترتیب و تقسیم کے اعتبار سے "جدید۔ ہندی اردو لغت" اپنی نوعیت کی واحد لغت ہے جس میں قدیم و جدید ہندی کے الفاظ، ان کے تلفظات، مآخذ اور نحوی زمروں کے علاوہ معنی و مفہوم کو اردو اور دیوناگری دونوں رسم الخطوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ماہر لسانیات پروفیسر نصیر احمد خاں کی مرتب کردہ یہ لغت ایک مفید، کارآمد اور سنجیدہ تحقیق ہے جو اردو اور ہندی کے طلبہ کی بیشتر ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔

صفحات: 3383 (دونوں جلدیں)، قیمت -/1700 روپے (دونوں جلدیں)

اقبال کی کہانی (پانچواں ایڈیشن)

مصنف: جگن ناتھ آزاد

اقبال کو عالمی ادب کے منظرنامے میں اہم مقام حاصل ہے۔ شاعرانہ کمالات کے علاوہ ان میں شگفتہ مزاجی بھی غضب کی تھی۔ ان کی علمی اور ادبی بحثوں میں بڑے باریک نکتے اور بذلہ سنجی پائی جاتی ہے۔ اقبال کو اپنے ملک و قوم کے بچوں کے مستقبل سے والہانہ لگاؤ بھی تھا جس کے سبب انھوں نے بچوں کے لیے بہت سی خوب صورت نظمیں لکھیں۔ ماہر اقبالیات جگن ناتھ آزاد نے اقبال کی ہمہ گیر شخصیت کا جامع تعارف اس کتاب میں پیش کیا ہے۔

صفحات: 83، قیمت -/13 روپے

شیو بیہ دویدی

عالمی وراثتیں، لال قلعہ اور رِگ وید

وراثت ہمیں اپنے ماضی سے حاصل ہوتی ہے اور ہم اسے آنے والی نسلوں کے حوالے کرتے ہیں۔ قدرتی وطبیعی اور تہذیبی وتمدنی دونوں قسم کی میراث انسانی زندگی اور اس کے محرکات کا منبع ہوتی ہیں۔ یہ وراثتیں انسان کے عروج، ارتقا اور زوال کی داستان ہیں۔ متحدہ اقوام کا تعلیمی، سائنسی اور تمدنی ادارہ یعنی UNESCO ہر برس عالمی وراثتوں کی فہرست جاری کرتا ہے۔ یونیسکو تمام دنیا میں انسانی زندگی اور اس کی عظیم اقدار کی نمائندہ ان قدرتی وتمدنی عالمی وراثتوں کی پہچان اور تحفظ کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ 1972 میں یونیسکو نے عالمی وراثتوں سے متعلق ایک معاہدہ انجام دیا تھا۔ اس کے مطابق دس اوصاف کا تعین کیا گیا جن میں سے کسی ایک کی بھی موجودگی پر کسی قدرتی یا تہذیبی وتمدنی وراثت کو عالمی وراثت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ درجہ حاصل کرنے والا مقام یا عمارت یونیسکو کے عالمی وراثت فنڈ سے مدد حاصل کرنے کا حقدار ہوجاتا ہے۔ یونیسکو ان کے تحفظ کا انتظام کرتا ہے اور اس کام میں غیر سرکاری اداروں سے بھی مدد لیتا ہے۔ مگر یہ ادارے عالمی وراثتوں کے انتخاب میں کوئی دخل نہیں رکھتے۔ انتخاب کے لیے یونیسکو کا اپنا سائنسی طریقہ ہے جس کی بنا پر ہر برس یہ فہرست جاری کی جاتی ہے۔

عالمی وراثتوں کی فہرست جاری کرنے کے لیے یونیسکو کے 21 ممبران کی ایک کمیٹی ہوتی ہے جس کی 1977 سے اب تک 31 بیٹھکیں ہوچکی ہیں۔ 2 جولائی 2007 کو نیوزی لینڈ کے کرائسٹ چرچ میں ہوئی 31 ویں بیٹھک میں 22 مقامات کو عالمی وراثت کا درجہ دیا گیا جب کہ نامزد مقامات کی تعداد 36 تھی۔ اسی بیٹھک میں پہلی دفعہ کسی عالمی وراثت کو فہرست سے خارج بھی کیا گیا۔ 2006 میں 30 ویں بیٹھک کے بعد عالمی وراثتوں کی تعداد 830 تھی۔ اس وقت یہ تعداد 830+(22-1)=851 ہے۔ ان میں سے 660 تمدنی، 166 قدرتی اور مخلوط قسم کی ہیں۔ امسال شامل کی گئی 22 وراثتوں کی فہرست مندرجۂ ذیل ہے:

1. اتس نانا کے بارشی جنگلات (میڈاگاسکر)
2. لوپ او کا نڈا (گبون)
3. رچ سویلڈ کا تمدنی اور نباتاتی خطہ (جنوبی افریقہ)
4. ٹوی فیلفونٹین (نامیبیا)
5. سامرا کا آثاری شہر (عراق)
6. گوبستان کا حجری تمدنی خطہ (آذر بائیجان)
7. سڈنی اوپیرا ہاؤس (آسٹریلیا) جس کا ڈیزائن جارن اٹزون نے تیار کیا تھا۔
8. کیپنگ ڈاؤلو (چین)
9. جنوبی چین کے کارسٹ (چین)
10. اوامی گنجام کی چاندی کی کان (جاپان)
11. جیجو کوہ آتش فشاں اور لاوے کی نالیاں (کوریا)
12. نسا پارتھین کا قلعہ (ترکمانستان)
13. ردے یونہر (جاپان)
14. بورڈی ایکس (فرانس)
15. کارفو کا قدیم شہر (یونان)
16. گیم جگراڈ رومولیان (سربیا)
17. وِسگریڈ کا سوکولووک پُل (بوسنیا)
18. لیوا کس وینیارڈ ٹیریس (سوئٹزرلینڈ)
19. کارپیتھین بیچ کے قدیم جنگل (یوکرین۔ سلوواکیہ)
20. یونیورسداد نیکی اونل آٹونوما ڈی میکسکو (میکسکو)
21. قومی پارک (اسپین)
22. احاطہ لال قلعہ (ہندوستان)

لال قلعے کی شمولیت کے بعد عالمی وراثتوں کی فہرست میں ہندوستان کے 27 مقامات درج ہوگئے ہیں، امسال جس عالمی وراثت کے متعلق سخت فیصلہ لیتے ہوئے اسے فہرست سے ہٹا دیا گیا ہے وہ ہے 1994 میں عالمی وراثت بنی عربین آرکس سنکچوری جو اومان میں واقع ہے۔ عربین آرکس، بارہ سنگھوں کی آرکس نسل کا جانور ہے۔ اس نسل کی قسموں میں 3 افریقی نژاد ہیں اور ایک عربی النسل۔ 1972 میں عرب کی زمین سے غائب ہوگئی اس قسم کے تحفظ اور نسلی ارتقا کے لیے 1982 میں اومان میں یہ سنکچوری قائم کی گئی تھی۔ امسال اسے فہرست سے خارج کردیا گیا۔ عالمی وراثتوں کی تاریخ میں یہ اپنی قسم کا پہلا معاملہ ہے۔ دراصل اومان کی حکومت نے اس سنکچوری کے لیے محفوظ دائرے کو بغیر یونیسکو کی اجازت کے ایک طرفہ فیصلے کے تحت 90 فیصد تک کم کردیا۔ ایسا اس وجہ سے کیا گیا کیوں کہ اس حصے میں پیٹرولیم ملنے کے امکانات ہیں۔ دوسری وجہ اسے فہرست سے ہٹانے کی یہ تھی کہ بے توجہی کی وجہ سے 1996 کے 450 آرکس کے مقابلے میں ان کی تعداد گھٹ کر محض 65 رہ گئی تھی۔

ہندوستان کے حوالے سے غور کریں تو سب سے زیادہ (4-4) وراثتوں کا انتخاب 1985، 1986 اور 1987 میں ہوا۔ تین دفعہ ان وراثتوں کے

دائرے میں اضافہ کیا گیا۔ 1987 میں عالمی وراثت بنے چول مندروں کے دائرے میں 2004 میں کچھ اور مندروں کا اضافہ ہوا۔ 1988 میں عالمی وراثت بنی نندا دیوی میں پھولوں کی گھاٹی کو بھی شامل کرلیا گیا۔ اسی طرح 1999 میں عالمی وراثت کا درجہ حاصل کرنے والے ماؤنٹین ریلویز آف انڈیا کے دائرے کو وسیع کرکے نیل گری ماؤنٹین ریلویز کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔ عالمی وراثت فہرست میں شامل ہندوستان کے 27 مقامات مندرجہ ذیل ہیں:

1. آگرے کا قلعہ (1983)
2. اجنتا کے قدیم غار (1983)
3. تاج محل (1983)
4. ایلورا کی گپھائیں (1983)
5. مہابلی پورم کی قدیم عمارتیں (1984)
6. کونارک کا سوریہ مندر (1984)
7. کانجی رنگا قومی پارک (1985)
8. کیولادیو قومی پارک (1985)
9. مانس سنکچوری (1985)
10. گوا کے چرچ اور کانونٹس (1986)
11. فتح پور سیکری (1986)
12. ہمپی کے کھنڈر (1986)
13. کھجوراہو کی قدیم عمارتیں (1986)
14. ایلیفینٹا کے غار (1987)
15. چول مندر (1987)۔ دائرے میں اضافہ کیا گیا 2004 میں
16. پٹاڈکل کی قدیم عمارتیں (1987)
17. سندربن قومی پارک (1987)
18. نندا دیوی (1989) پھولوں کی گھاٹی (2005)
19. سانچی کے بودھ ستوپ (1989)
20. ہمایوں کا مقبرہ۔ دلّی (1993)
21. قطب مینار اور اس سے متعلق عمارتیں (1993)
22. ماؤنٹین ریلویز آف انڈیا (1999)۔ اضافہ 2005 میں
23. بودھ گیا کا مہابودھی مندر احاطہ (2002)
24. بھیم بیٹکا کی پتھر کی گپھائیں (2003)
25. چمپانیر۔ پاواگڑھ آثار قدیمہ پارک (2004)
26. چھترپتی شیواجی ٹرمنل یا وکٹوریہ ٹرمنل (2004)
27. احاطۂ لال قلعہ (2007)

حال ہی میں اس فہرست میں شامل ہونے والے لال قلعے کی تعمیر پانچویں مغل بادشاہ شاہ جہاں نے دارالحکومت کو آگرہ سے شاہجہان آباد منتقل کرنے کے بعد کرائی تھی۔ یہ قلعہ موجودہ دلّی کے چاندنی چوک کے قریب ہے۔ 1639 سے 1648 تک اس قلعے کی تعمیر ہوئی۔ چونکہ یہ لال پتھروں سے بنا تھا اس لیے لال قلعہ کہلایا۔ اس کے احاطے میں دیوان عام، دیوان خاص، موتی مسجد، نوبت خانہ اور حمام ممتاز محل بھی شامل ہیں۔ جمنا کے کنارے واقع اس قلعے کی دیواروں کی لمبائی 1.5 کلومیٹر ہے، اس کی موتی مسجد کو اورنگ زیب نے تعمیر کرایا تھا۔ 1857 کی بغاوت کے بعد سے یہ قلعہ انگریز فوج کے قبضے میں رہا۔ یہیں دیوان خاص میں آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ چلایا گیا۔ آزادی کے بعد یہ قلعہ ہندوستانی فوج کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ پھر دسمبر 2003 میں فوج نے اسے محکمۂ سیاحی کے حوالے کردیا۔ ایک اندازے کے مطابق مغلیہ دور حکومت میں اس قلعے میں 57000 افراد رہتے تھے۔ قلعے میں شاہی کارخانے بھی تھے جہاں دربار کے لیے ضروری سامان تیار کیا جاتا تھا۔ قلعے میں دو دروازے ہیں۔ لاہور کی سمت کا لاہوری دروازہ اور شہر کی سمت کا دلّی دروازہ۔ دروازہ خاص لاہوری دروازہ ہے۔ لال قلعہ آزاد ہندوستان میں بھی اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ ہر برس یوم آزادی کے موقع پر وزیراعظم لال قلعے سے ہی ملک کے عوام کو مخاطب کرتے ہیں۔

عالمی وراثت کی فہرست میں لال قلعے کی شمولیت نے ایک اور قابل قدر انتخاب کی جانب سے عوام کی توجہ کم کردی۔ یہ انتخاب تھا رگ وید کے 30 مخطوطات کا جنھیں یونیسکو نے اپنے میموری آف ورلڈ رجسٹر میں جگہ دی۔ غور طلب ہے کہ یونیسکو نے 1992 میں اس کی شروعات کی اور اب تک 158 قدیم دستاویز اور مخطوطات کو اس رجسٹر میں درج کیا جاچکا ہے۔ جون 2007 میں جنوبی افریقہ کے پرٹوریا شہر میں ہوئی بیٹھک میں 37 نئے دستاویز اس فہرست میں شامل کیے گئے۔ ان میں سے قابل ذکر ہیں۔ 1800 سے 1500 ق م کے رگ وید کے مخطوطے جو فی الحال بھنڈارکر اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ ہیں، الفریڈ نوبل کے خاندانی دستاویز، نیلسن منڈیلا کے خلاف چلی عدالتی کارروائی کے کاغذات، سویڈن کے فلم ڈائرکٹر انگمار برگمین کے ذاتی دستاویز، ریڈکراس سوسائٹی کے 1914 سے 1923 تک کے دستاویز، فیچر فلم کی لمبائی کی دنیا کی پہلی فلم آسٹریلیا کی The Story of the Kelly Gang کے کاغذات، 11ویں صدی کے کشیدہ کاری کے نمونے، زمانۂ وسطی کا دنیا کے نقشے کا واحد نمونہ اور بودھ مذہبی کتابوں کی چھپائی میں استعمال ہونے والے 13ویں صدی کے لکڑی کے چھاپے ظاہر ہے کہ میموری آف ورلڈ رجسٹر میں درج یہ دستاویزات بھی عالمی وراثت ہی کی ایک شکل ہیں اور ان سے کم اہمیت کے حامل ہیں۔ یونیسکو ایک تنظیم کے طور پر اپنی ذمے داری نبھا رہا ہے مگر ہم میں سے ہر ایک شخص کو ان وراثتوں کا تحفظ اپنا ذاتی فریضہ سمجھ کر کرنا ہوگا ورنہ عربین آرکس جیسی کہانی بار بار دہرائی جائے گی۔

□□□

Deptt. of Urdu, Allahabad University, Allahabad

فروغ صبا جامی

ایڈز کے خلاف عالمی جنگ

1980 کے وسط میں اس مرض پر تحقیق کرنے والوں نے اعلان کیا کہ انھوں نے "ایڈز" کا مرض پیدا کرنے والے وائرس کا سراغ لگا لیا ہے اور دو برس کے اندر اندر اسے جڑ سے اکھاڑ دینے والا ویکسین تیار کر لیں گے مگر یہ اعلانات ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئے۔ چند سال قبل ایمسٹرڈیم میں سائنس داں اور دیگر طبی ماہرین ایک کانفرنس میں جمع ہوئے۔ سب کے چہروں پر سنجیدگی تھی کیونکہ تیرہ برس کی ناکامیوں اور آزردگیوں نے انھیں دل شکستہ کر دیا تھا۔ تحقیق پر اربوں ڈالر خرچ ہوئے اور اس موذی مرض سے بچاؤ کے کئی طریقے آزمائے گئے، مگر آج بھی اس پر مکمل فتح حاصل ہونے کے آثار نہیں۔

ایڈز کے خلاف اب تک کوئی خاص ویکسین، کوئی شافی دوا اور کوئی واضح اور حتمی علاج دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ البتہ اس کے متعلق معلومات کی فراہمی نے اس خوفناک مرض کو ترقی یافتہ ملکوں میں بڑھنے اور پھیلنے سے روکا ہوا ہے۔ مگر یہ غریب ممالک میں تیزی کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے۔ بین الاقوامی ادارۂ صحت نے بیان جاری کیا ہے کہ رواں صدی کے آخر تک دنیا بھر میں چار کروڑ اشخاص ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو جائیں گے جبکہ بہت سے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر 12 کروڑ ہو سکتی ہے۔

تحقیق کنندگان کی پیہم جد و جہد کے باوجود مرض کے اسباب و علل سے مکمل پردہ اٹھایا نہیں جا سکا ہے اور ابھی تک سائنس داں اس پر قابو پانے کے لیے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔

جیسے جیسے ریسرچ کرنے والے مرض کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرتے ہیں، ویسے ویسے نئے نئے سوالات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس مرض کا اصل سبب HIV وائرس کو ٹھہرایا گیا ہے جو خوردبین کی آنکھوں سے اوجھل کر نئے نئے گل کھلاتا ہے۔ ادویات اور ویکسینوں نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں اور ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ HIV وائرس کیسے انسانی جسم کے اندر موجود مدافعتی صلاحیت کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اب تو سائنس داں بھی شک کرنے لگے ہیں کہ کہیں پس آئینہ کوئی اور محرک تو نہیں؟

ایمسٹرڈیم کانفرنس میں اس وقت حیرانی و پریشانی نے زور پکڑا جب سائنس والوں نے ایڈز میں مبتلا ایسے لوگوں کو پیش کیا جن میں HIV وائرس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اس خوفناک انکشاف نے ایک اور ہی مسئلہ کھڑا کر دیا کہ دنیا میں نئی قسم کا ایڈز وائرس نمودار ہونے لگا ہے۔ اس پر ایڈز وائرس کے دریافت کنندہ ڈاکٹر لوک مونٹنگو نے بیان دیا کہ ایسے امراض بھی اسی وائرس کا شاخسانہ ہوں گے۔

کانفرنس میں کوئی بھی اچھی خبر سننے میں نہیں آئی مگر کانفرنس ہال کے باہر لوگوں کا ہجوم کسی معجزے کے انتظار میں تھا۔ ڈاکٹر جوناس سالک نے خیال ظاہر کیا کہ شافی ویکسین تلاش کرنے والوں نے غلط راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ ایکٹریس الزبیتھ ٹیلر امریکہ پر بہت گرجی برسی کہ اسے تحقیق کے لیے بہت کچھ کرنا چاہیے۔ اس پر امریکی مندوبین نے کہا کہ ہم ایسی بلا سے ٹکر لے رہے ہیں جو تیزی سے پنجے پھیلاتی چلی جا رہی ہے اور ہم جنگ ہارتے چلے جا رہے ہیں۔

جب ایمسٹرڈیم کانفرنس میں نئی قسم کے ایڈز پر بحث چھڑی تو مندوبین حیران و پریشان ہونے لگے۔ کئی نامور ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کے مشاہدے میں ایسے مریض بھی آئے جو ایڈز جیسی علامات رکھتے ہیں مگر ان کے خون میں HIV وائرس نہیں ملتا۔

اس پر بحث چھڑی کہ کیا کسی اور جرثومے نے رہی تراہی ہے، یا انسانی جسم کے مدافعتی نظام میں گڑبڑ پیدا ہوگئی ہے۔ اگر کوئی نیا وائرس نمودار ہو گیا ہے تو لوگوں کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ ایسے مریض خال خال دیکھنے کو ملتے ہیں اس لیے کانفرنس کو اصل مسئلے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ HIV بڑا خوفناک اور ہیبت ناک دشمن ثابت ہوا ہے۔ ابھی تک تحقیق کنندگان اس وائرس کے باؤلے پن کا راز پا نہیں سکے ہیں اور یہ وائرس انسانی خون کے خلیوں کو بدستور کھاتا چلا جا رہا ہے۔

اس سوال کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا ہے کہ سالہا سال تک HIV انسانی خلیوں میں چھپ چھپ کر کیوں بیٹھا رہتا ہے، پھر یکایک نمودار ہو کر ایڈز کا مرض لاحق کر دیتا ہے؟ اس مرض کے زور کے کیا اسباب ہیں جبکہ یہ انسانی خلیوں ہی میں پرورش پاتا ہے اور وہیں اس کی افزائش نسل بھی ہوتی ہے۔

اگر HIV عام سا وائرس ہوتا تو وہ ادویات سے آسانی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا مگر یہ تو بڑا ہی مکار وائرس ثابت ہوا ہے جو چھپ بھی سکتا ہے اور پھر یکایک نمودار بھی ہو سکتا ہے۔

اب تک دریافت شدہ ادویات میں AZT سب سے زیادہ پُر اثر بھی جاتی

ہے مگر وہ بھی مکمل طور پر اس مرض کا علاج نہیں کرسکی۔ آج سے پانچ سال قبل اسے امریکہ میں استعمال میں لایا گیا تھا اس کے اثر سے مریض چند سال مزید زندہ رہ سکتا تھا مگر اب اس کا اثر اٹھارہ ماہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد DDC نام کی دوا مارکیٹ میں پیش کی گئی مگر وہ بھی سو فیصد کامیاب نہیں ہوسکی۔ ان ناکامیوں کے باوجود تحقیق کنندگان درجن بھر ویکسینوں پر تجربات کررہے ہیں۔ نتائج پرکھنے کے بعد انھیں مریضوں پر استعمال کرکے دیکھا جائے گا کہ کیا وہ انسانی جسم کے نظام مدافعت کو مضبوط بناسکیں گی؟ اگر تجربات کامیاب رہے تو شاید ایسا ویکسین تیار کیا جاسکے جس کے استعمال سے تندرست شخص کو یہ مرض لاحق بھی نہ ہو۔ ایک اور بات نے بھی سائنس دانوں کو حیران و پریشان کیے رکھا کہ یہ مرض ہم جنسی سے کیوں ہوتا ہے؟ یا منشیات کے ٹیکے لگوانے والے اس کی گرفت میں کیوں آتے ہیں؟ دراصل طوائفوں کو یہ مرض لاحق ہوجایا کرتا تھا جن سے دوسرے بھی اس میں مبتلا ہونے لگے۔ منشیات کے عادی جب استعمال شدہ سوئی سے ٹیکہ لگاتے ہیں تو وہ بھی اس مرض میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

اب امریکہ میں ایک اور ہی بات دیکھنے میں آئی ہے۔ سان فرانسسکو کے ہسپتالوں میں ایڈز کی مریض عورتیں زیادہ تعداد میں آنے لگی ہیں۔ دوسرے ایڈز کے مریضوں میں تپ دق کا زور ہونے لگا ہے جن پر عام دوائیں اثر نہیں کرتیں اس لیے بے چاری عورتیں دوہرے مرض میں گرفتار ہونے لگی ہیں۔ ٹی.بی. کا بیکٹیریا ہوا کے ذریعے بھی پھیلتا ہے اس لیے تندرست انسان بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں البتہ مضبوط مدافعتی نظام والے اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

ایڈز کے دنیا بھر میں تیزی سے پھیلتے چلے جانے پر حکومتوں کو خبردار ہونا چاہیے مگر وہ کوئی موثر اقدام اٹھاتی نظر نہیں آرہیں۔ بلکہ بین الاقوامی ادارۂ صحت نے بھی ایڈز کے متعلق اپنے سالانہ بجٹ میں کمی کردی ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو 2012 تک ایڈز سب سے بڑی وبا بن کر ابھرے گا جس کے سامنے 1918 والی انفلوائنزا کی وبا ہیچ نظر آئے گی۔

□□□

C/o Janta Medical Store,
Purani Karim Ganj,
Road No. 1,
Gaya-823001 (Bihar)

مولانا آزاد کی سائنسی بصیرت

مصنف: وہاب قیصر

''مولانا آزاد کی سائنسی بصیرت'' میں ڈاکٹر وہاب قیصر نے مولانا آزاد کی سوانح تحریریں، صحافت اور وزارت میں جہاں کہیں بھی سائنسی مزاج، سائنسی اصول اور سائنسی برتاؤ نظر آئے انھیں ضبط تحریر کیا ہے۔ پانچ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں موصوف نے مولانا کے لیے سائنس کی تعلیم کا حصول، مولانا آزاد کا سائنسی شعور، غبار خاطر سائنس کے تناظر میں، البیرونی اور جغرافیۂ عالم اور مولانا آزاد اور ملک میں سائنس کی ترقی جیسے موضوعات سے بحث کی ہے۔

صفحات: 180، قیمت: -/109 روپے

تاریخ تعلیم ہند

مصنف: سیّد نوراللہ / جے. پی. نائک، مترجم: مسعود الحق

اس کتاب میں 1765 سے 1947 تک ہندوستان میں عہد بہ عہد ہونے والی تعلیمی تبدیلیوں کا مجمل خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جدید تعلیمی تاریخ کی ہر اہم منزل پر ایک مکمل اور جامع تبصرہ کرنے، ہر اہم فیصلے کے پیچھے کارفرما اسباب اور ان کے اثرات کو سمجھانے اور یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کس طرح وجود میں آیا ساتھ ہی یہ بھی دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ تعلیمی اقدام صرف حال ہی کے سمجھنے میں معاون نہ ہو بلکہ مستقبل کی اصلاحات اور تنظیم نو کے رخ کی بھی نشان دہی کرے۔

صفحات: 552، قیمت: -/111 روپے

او. پی. شرما/ ڈی. کے. شرما

بی. پی. او. اور کے. پی. او. میں روزگار کے مواقع

ملازمت کے میدان میں تکنیکی اطلاعات پر مبنی خدمات کی تکمیل میں مصروف بی. پی. او. (Business Process Outsourcing) اور کے. پی. او. (Knowledge Process Outsourcing) کا کاروبار موجودہ دور میں باقاعدہ صنعت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس صنعت کو آئی. ٹی. ای. ایس. (Information technology enabled services) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

بی. پی. او. اور کے پی او صنعت میں پیشہ ورانہ خدمات بہم پہنچانے والوں کے ذریعے بڑے اداروں کے کاموں کو کم خرچ پر بہتر طریقے سے انجام دیا جاتا ہے۔ عالمی سطح پر بی. پی او. اور کے. پی. او. کے فروغ میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں۔ مثلاً اقتصادی گلوبلائزیشن کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا رواج اور تکنیکی اطلاعات کے علاوہ پیشہ وروں کی تعداد میں اضافہ اور انگریزی زبان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت وغیرہ۔

عالمی سطح پر کاروباری خدمات انجام دینے والے بڑے صنعتی ادارے پیداواری کاموں پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں اور ان کا زور اپنی خدمات کو باہری ایجنسیوں کی مدد سے پورا کرنے پر ہے۔ ان اداروں کے اس نئے کاروباری نظریے کی وجہ سے دنیا بھر میں نہ صرف بی. پی. او. اور کے. پی. او. کمپنیوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے بلکہ ان میں روزگار کے نئے نئے مواقع بھی فراہم ہورہے ہیں۔ ہندوستان، چین، کوریا، کناڈا، جاپان، جرمنی اور آئرلینڈ وغیرہ ملکوں میں ان کمپنیوں کا کاروبار بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔

تکنیکی اطلاعات کے میدان میں اپنی انفرادیت رکھنے والے ہندوستان میں بی. پی. او. اور کاروبار کی ابتدا 1990 کی دہائی میں دو امریکی کمپنیوں جنرل الیکٹرک کمپنی اور امریکن ایکسپریس کمپنی، نے اپنے کال سینٹر قائم کرکے کی تھی۔ ان کمپنیوں نے اپنے کاروبار کا کچھ حصہ ہندوستانی ایجنسیوں کو منتقل کردیا۔ ہندوستان کے تربیت یافتہ ملازمین نے ان کے کاموں کو کم سے کم لاگت پر اعلیٰ معیار پر پورا کر دکھایا، نتیجتاً ان کمپنیوں کی پیداوار میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ یہ دیکھ کر دنیا بھر کی کمپنیاں ہندوستان کی طرف راغب ہوئیں اور یہاں پر متعدد بی. پی. او. اور کے. پی. او. کمپنیوں کی شروعات ہوگئی۔ ہندوستان کو آئی ٹی آؤٹ سورسنگ کا بین الاقوامی مرکز بنانے میں یہاں کی حکومتوں کی مدد، تجربہ کار پیشہ وروں کی موجودگی اور سرکار کے اصلاحی منصوبوں نے نمایاں رول ادا کیا ہے۔ آج ہندوستانی یونیورسٹیوں سے ہر سال تقریباً دو لاکھ انجینئر اور پانچ ہزار پی. ایچ. ڈی. اسکالر نکلتے ہیں۔ ان میں سے کمپیوٹر اور آئی. ٹی. کے ماہرین کی دنیا بھر میں مانگ بڑھ رہی ہے۔

موجودہ دور میں عالمی سطح پر کامیابی کی طرف گامزن کمپنیوں میں زیادہ سے زیادہ کال سینٹر قائم کرنے کی ہوڑ لگی ہوئی ہے۔ تکنیکی اطلاعات کے ذریعے اپنے گاہکوں کی خدمت کرنے والے یہ سینٹر کمپنیوں کے لیے ملکی اور غیر ملکی سطح پر کم خرچ میں اپنے کاروبار کو پھیلانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہورہے ہیں۔ ان سینٹروں کے ذریعے گاہکوں کو ان باؤنڈ اور آؤٹ باؤنڈ کال ہینڈلنگ خدمات، ٹرانسکرپشن سہولیات، اینیمیشن اور ملٹی میڈیا امداد اور ویب سے متعلق جملہ سہولیات فراہم کرائی جاتی ہیں۔

کال سینٹروں کے بڑھتے اثر کی وجہ سے بی. پی. او. اور کے. پی. او. کے میدان میں باصلاحیت نوجوانوں کو ترقی کے مواقع مل رہے ہیں اور انھیں کیریئر کے ابتدائی دور میں ہی بہتر معاوضے کے پیکیج کے ساتھ بڑی ذمے داریاں سونپی جارہی ہیں۔ آمدنی کے نقطۂ نظر سے کال سینٹروں کی نوکری بہتر روزگار کا متبادل بنتی جارہی ہے۔ موجودہ دور میں کال سینٹروں پر سی. ایس. او. (Customer Service Officer) سی. سی. اے. (Call Centre Adviser) سی. ایس. آر. (Customer Service Representatives) کے علاوہ آپریٹر اور منتظمین کے عہدوں پر باصلاحیت نوجوانوں کی مانگ بڑھتی جارہی ہے۔ کال سینٹروں کے ان عہدوں کے لیے 10+2 پاس طلبہ اور گریجویٹ طلبہ سے مندرجۂ ذیل صلاحیتوں کی توقع کی جاتی ہے:

(i) کمپنی اور اس کی پیداوار سے متعلق مکمل معلومات
(ii) انگریزی زبان میں مہارت
(iii) کمپیوٹر سسٹم کی مکمل جانکاری
(iv) گاہکوں کی تسلی و تشفی کے لیے بہتر اخلاق اور اعلیٰ ذہنی سطح

آؤٹ باؤنڈ کانٹیکٹ سینٹر پر کام کرنے کے لیے التجائی لہجہ اور غور و فکر کی صلاحیت گاہکوں کی شکایتوں کو سمجھنے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت وغیرہ۔

بی. پی. او. اور کے. پی. او. کی موجودہ ترقی کو دیکھتے ہوئے پیشہ ور اداروں کی طرف سے عام تربیتی کورس بھی امیدواروں کے لیے چلائے جاتے ہیں اس تربیت کے دوران آواز، زبان، تلفظ اور لب و لہجے وغیرہ پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

معاوضے کا تعین امیدوار کی بنیادی صلاحیتوں کے پیش نظر ہوتا ہے۔ کسٹمر

سروس ایگزیکیوٹیو کو 8 سے 15 ہزار روپے ماہانہ، درمیانی اور اعلیٰ معیار کے منتظمین کو 20 سے 30 ہزار روپے ماہانہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ Process Associates کے طور پر شروعات کرنے والے محنتی اور باصلاحیت نوجوان کم وقت میں ہی انتظامی کاموں سے وابستہ ہوجاتے ہیں اور بہتر معاوضے کے حقدار قرار دیے جاتے ہیں۔

Data Conversion Service یعنی ڈاٹا کو منتقل کرنے کی خدمت ایک ایسا عمل ہے جس میں ڈاٹا کو ایک ترکیبی ساخت سے مطلوبہ صورت میں منتقل کردیا جاتا ہے۔ ڈاٹا کنورشن سرویز میں بطور خاص مندرجۂ ذیل صلاحیتیں مطلوب ہوتی ہیں:

(i) ڈاٹا کو سمعی اور بصری ہیئت میں اینکوڈنگ اور پروسیڈنگ کرتے ہوئے یکساں یا مشابہتی معلومات میں تبدیل کرنا
(ii) دستی درخواستوں سے ڈاٹا کی اینکوڈنگ کرنا
(iii) میڈیکل ٹرانسکرپشن کے طریقۂ کار اور تکنیک کو اپنانا
(iv) ڈاٹا میپنگ کا کام کرنا۔ وغیرہ

ڈاٹا کنورشن سرویز سے متعلق کاموں کو انجام دینے کے لیے خصوصی قابلیت اور تجربہ رکھنے والے امیدواروں کو انتخاب میں ترجیح دی جاتی ہے۔ ایم. بی. اے.، ایم سی. اے.، ایم. ایس سی. کمپیوٹر سائنس، جی. بی. اے.، پی. جی. ڈی. سی. اے. اور دیگر کمپیوٹر کورسوں کی ڈگری یا ڈپلوما رکھنے والوں کو کام آسانی سے مل جاتا ہے۔ تنخواہ قابلیت پر منحصر ہوتی ہے۔

تکنیکی اطلاعات اور اس سے متعلق بی. پی. او. اور کے. پی. او. کاروبار کی ترقی کے ساتھ ڈاٹا کی حسب منشا منتقلی کا میدان عمل دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔ نتیجتاً ڈاٹا کو منتقل کرنے والے معاونین کی مانگ بھی لگاتار بڑھ رہی ہے۔

جدوجہد اور مقابلے کے موجودہ دور میں صارفین کو زیادہ سے زیادہ مطمئن کرتے ہوئے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے لیے بڑے کاروباری ادارے باہری خدمت گار ایجنسیوں سے خدمات حاصل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ آج کل ان خدمات میں ٹیلی مارکیٹنگ کی اہمیت لگاتار بڑھ رہی ہے۔ ٹیلی مارکیٹنگ کو زیادہ اثر دار اور دلکش بنانے کے لیے سب سے زیادہ زور دیا جارہا ہے۔

بی. پی. او. میں تقرری کی اہم بنیاد تلفظ، زبان کا علم، اظہار مطلب کی صلاحیت اور ڈاٹا اینٹری کی قابلیت ہے۔ کے. پی. او. کے لیے امیدوار میں اظہار و استدلال اور تجزیے کی صلاحیت، علم اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ بی. پی. او. کا دائرہ خاص طور پر صارفین سے رابطے تک محدود ہے۔ جبکہ کے. پی. او. کے میدان عمل میں بازار کی صورت حال سے واقفیت، پیداوار، روزگار کا فروغ اور ڈاٹا کی منتقلی وغیرہ امور شامل ہیں۔ اس طرح بی. پی. او. کے مقابلے میں کے. پی. او. کے یکساں مہارت والی نوکریوں کے لیے 35 سے 50 فیصد زیادہ تنخواہ دی جاتی ہے۔

سافٹ ویئر کمپنیوں کے قومی ادارے Nasscom 12 جولائی 2007 کو جاری رپورٹ کے مطابق ہندوستانی صنعت و حرفت نے 2006-07 میں 840 کروڑ ڈالر (تقریباً 350 ارب روپے) کا ایکسپورٹ کیا جو 2005-06 کے مقابلے میں 33.3 فیصد زیادہ ہے Nasscom کا ماننا ہے کہ 2007-08 میں غیر ممالک میں مال کی برآمد کا کام 30 فیصد کے اضافے کے ساتھ 50 کروڑ ڈالر تک پہنچ جائے گا۔ بی. پی. او. کے میدان میں ملازمین کی تعداد 2005-06 میں 414000 سے 2006-07 میں بڑھ کر 553000 تک پہنچ گئی۔ آؤٹ سورسنگ کا گھریلو بازار 2005-06 سے 90 کروڑ ڈالر کے مقابلے میں 2006-07 میں 120 کروڑ ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ Nasscom نے ملک کی اہم آؤٹ سورسنگ کمپنیوں کی ترتیبی فہرست بھی جاری کی ہے۔ فہرست کے مطابق جینپیکٹ اور ڈبلو. ایس. ایس. گلوبل سرویز نے پہلے کی طرح پہلا اور دوسرا مقام قائم رکھا ہے۔ ٹرانسورکس انفارمیشن سروس تیسرے مقام پر آگئی ہے جبکہ پچھلے سال یہ کمپنی 15 ویں مقام پر تھی۔ کمپنیوں کا سلسلے وار مقام درج ذیل ہے:

1. جینپیکٹ (Ganpact)
2. ڈبلو. این. ایس گلوبل سرویز (WNS Global Services)
3. ٹرانسورکس انفارمیشن سرویز (Transworks Information Services)
4. آئی. بی. ایم. دکش (IBM Daksh)
5. ٹی. سی. ایس.۔ بی. پی. او. (TCS - BPO)
6. وپرو۔ بی. پی. او. (Wipro BPO)
7. فرسٹ سورس سولیوشن (First Source Solution)
8. ایچ. سی. ایل.۔ بی. پی. او. (HCL BPO)
9. انفوسس۔ بی. پی. او. (Infosis BPO)
10. ای. ایکس. ایل.۔ سروس ہولڈنگ (Exl Service Holdings)
11. سٹی گروپ گلوبل سرویز (City Group Global Services)
12. ایجس بی. پی. او. سرویز (Aigis BPO Services)
13. ایچ. ٹی. ایم. ایل گلوبل سولیوشنز (HTML Global Solutions)
14. 24/7 کسٹمر (24/7 Customer)
15. ایمفیسس بی. پی. او. (Mphasys BPO)

(ہندی سے ترجمہ، بشکریہ "پرتیوگیتا درپن" 2007)

□□□

مترجم کا پتہ: اسما مسعود
4720/Jagannath Shah Ka Rasta, Subhash Chawk,
Jaipur-302002 (Rajasthan)

صغرا مہدی

(ہماری مطبوعات سے)

اقتصادی زندگی میں عورتوں کے لیے مواقع

عورتوں کے اقتصادی رول اور اقتصادی سرگرمیوں میں شرکت کے لیے ان کے مواقع کا بھی کوئی اندازہ سماج کی منزل ارتقا، خاندان اور وسیع تر سماج میں عورتوں کے رول کے متعلق معاشرتی اور ثقافتی رویوں اور حیثیت ومرتبہ کے بنیادی اجزا کے متعلق سماجی نظریات کو الگ کرکے نہیں لگایا جاسکتا۔ ارتقا کی بعض منازل پر کام کرنے کی صلاحیت سماجی حیثیت ومرتبہ کا بلندترین حق فراہم کرسکتی ہے لیکن جب سماج میں مساوات نہ رہے تو کام کے بجائے فرصت سماجی حیثیت ومرتبہ کی نشان دہی کرنے والی چیز بن سکتی ہے۔

عورتوں کے اقتصادی رول کے متعلق اور اقتصادی شرکت کے لیے حقوق اور مواقع کی مساوات کی ضرورت کے متعلق تمام بحث تین دلیلوں پر مرکوز ہے:

1. عورت کی معاشی محکومی، دست نگری کی وجہ سے عورت کا استحصال ہوتا ہے اور یہ چیز سماجی انصاف اور اسی نظریے کے تحت حقوق کے منافی ہے۔ کارل مارکس اور مہاتما گاندھی دونوں نے عورت اور مرد کے رول کے درمیان سخت اور بے لوچ امتیاز کی مخالفت کی ہے۔

2. سماج کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آبادی کے تمام حصے پوری شرکت کریں اور عورتوں کی امکانی صلاحیتوں اور قوتوں کے لیے پورے نشوونما کے مواقع حاصل ہوں۔ ''عورتوں کے خلاف امتیاز کے خاتمہ کا اعلان'' جو یو.این.او. نے کیا ہے اس کا بنیادی تصور یہی ہے۔

3. قومی اعداد وشمار اور سماجی تبدیلیوں میں جو جدید رجحانات نظر آرہے ہیں مثلاً شادی کی بڑھتی ہوئی عمر، زیادہ چھوٹے خاندان، شہری رنگ میں منتقل ہونے کا رجحان، نقل مقام، بڑھتی ہوئی قیمتیں اور زندگی کے معیار اور فیصلے کرنے میں زیادہ شرکت کے لیے چیخ پکار، یہ سب چیزیں عورتوں کی ذمے داریوں اور رول میں بڑی تبدیلیاں پیدا کررہی ہیں۔ اگر عورتیں اپنی سماجی رکاوٹوں اور درماندگیوں کی وجہ سے ان چیلنجوں کا مقابلہ نہ کرسکیں تو اس کا نتیجہ سماجی بحران کی شکل میں نمودار ہوگا۔

عورتوں کی بڑھتی ہوئی اقتصادی سرگرمیوں کی مخالفت ان چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔

1. یہ قدامت پرستانہ نظریہ کہ عورتوں کے رول بے لوچ طور پر متعین حدود کے اندر محدود ہونے ضروری ہیں (دونوں جنسوں کے درمیان اس تقسیم محنت کے نمونے مختلف رہے ہیں نہ صرف معاشروں کے درمیان بلکہ معاشروں کے اندر بھی۔) اور

2. یہ ڈر کہ اگر عورتیں بہت بڑے پیمانے پر محنت کی منڈی میں داخل ہوگئیں تو اس کے نتیجے میں بیروزگاری مزمن شکل اختیار کرسکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معیشت میں عورتوں کے ''حاشیائی'' رول کے نظریات پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ نظریہ زرعی معاشروں میں ناقابل اطلاق ہے جہاں خاندان پیداوار کی اکائی ہوتا ہے اور مرد، عورتیں اور بچے سب ہی پیداوار کے عمل میں حصہ لیتے ہیں۔ روایتی زرعی اور گھریلو صنعت سے جدید منظم صنعت وخدمات میں تبدیلی اور دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں تبدیلی ایک ایسی چیز ہے جو محنت کی روایتی تقسیم کو تباہ کردیتی ہے اور افراد خاندان کے باہمی تکمیلی رشتے کو ختم کرکے افراد کے درمیان محنت کی اکائیوں کی حیثیت سے باہمی مسابقت کا رشتہ پیدا کردیتی ہے۔ پیداوار کے طریقوں میں ٹیکنیکل تبدیلیوں کی وجہ سے نئی ہنرمندیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان نئی ہنرمندیوں کو حاصل کرنے کے مواقع کے فقدان کی وجہ سے مجبور ومعذور عورتیں خود کو نئی معیشت میں غیر مطلوب وغیر ضروری پاتی ہیں۔

یہی وہ صورت حال ہے جس کا سامنا آج ہندوستان کی عورتوں کی بڑی تعداد کو کرنا پڑ رہا ہے۔ روایتی دیہی معیشت میں کاشتکاروں، کاریگروں اور ادنیٰ قسم کی خدمات ادا کرنے والوں کے درمیان عورتیں پیداوار اور فروخت میں امتیازی اور تسلیم شدہ کردار ادا کرتی ہیں اور ان مقامات پر اب بھی ایسا ہی کرتی ہیں، جہاں روایتی معیشت کے طریقے رائج ہیں۔ خاص طور سے ان کسانوں کے درمیان جن کے پاس بہت تھوڑی زمین ہے یا بالکل نہیں ہے نیز بیشتر اچھوت ذاتوں اور قبائلی قوموں کے درمیان اور روایتی صنعتوں اور دستکاروں

''ہندوستان میں عورت کی حیثیت'' سے ماخوذ، مترجم: صغرا مہدی، صفحات 272، قیمت: -/62

نوٹ: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی جانب سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے بالترتیب 45% اور 40% کی خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ تاجران کتب کو قومی اردو کونسل کے ضوابط کے مطابق رعایت دستیاب ہے۔ ادارہ

میں جیسے کپڑا بننا، ٹوکریاں بنانا اور (ہاتھ سے) کھانے پینے کی چیزیں بنانا۔
اگرچہ عورتوں کے کام کے معیاروں میں علاقائی اختلافات ہیں تاہم روایتی اونچے طبقے کا معیار۔ وہ معیار جو عورتوں کو خاندان کے حدود سے باہر کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ابھی تک اونچی حیثیت کی علامت بنا ہوا ہے اور اس کی تقلید بہت سے لوگوں میں کی جاتی ہے جو سماج میں اپنا رتبہ بڑھانا چاہتے ہیں۔

ہندوستانی معیشت میں عورت کا زوال پذیر رول

جن قوتوں نے ہندوستانی معیشت میں عورتوں کے رول کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ یہ ہیں: عام طور پر دستکاریوں کا زوال، زراعت پر بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ، دیہاتی علاقوں میں مفلسی میں اضافہ اور اس کے نتیجے میں نقل مقام۔ بڑھتی ہوئی ٹیکنیکل ترقی کے ساتھ جدید صنعت کا نشوونما۔ تعلیم کی اشاعت اور زندگی کے بڑھتے ہوئے مصارف خاص طور سے شہری علاقوں میں۔ صنعتی ترقی کے ابتدائی مرحلے میں کپڑے اور جوٹ کی صنعت میں عورتوں اور کانوں میں نیز باغوں اور کانوں میں خاندانی شرکت کا نمونہ جاری رکھا گیا اور بڑی تعداد میں عورتوں اور بچوں کو کام پر اس طرح لگایا گیا کہ ان کو اجرت کی نسبتاً کم شرحوں پر غیر ہنرمندانہ یا نیم ہنرمندانہ قسم کے کام تک محدود رکھا گیا۔ اس کے بعد ٹیکنیکل تبدیلیوں نے ان صنعتوں میں عورتوں کے استعمال و روزگار پر غیر مساعد اثر ڈالا ہے۔ اسی کے ساتھ دیہی صنعتوں کے انحطاط نے عورتوں کو روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد میں اپنی روزی کمانے کے لیے کھیتی باڑی کے کام میں ڈھکیل دیا ہے اور اس طرح ان کی تعداد اور فیصد اوسط بڑھتا رہا مگر ان کے روزگار اور کام کی سطحیں کم ہوتی رہی ہیں۔ دوسری طرف زندگی کے بڑھتے ہوئے مصارف، تعلیم اور شہری علاقوں میں سماجی تبدیلی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ممانعتیں جو اس سے پہلے اونچے طبقات کی عورتوں پر لگادی گئی تھیں اب ہٹ گئی ہیں اور ان میں سے بعض اس قابل ہوگئی ہیں کہ ان نئے پیشے یا کاموں میں جائیں جن کا تعلق تیسرے درجے کے سیکٹر سے ہے اور جن کے دروازے ان سے پہلے ان پر بند تھے۔

ترقی و نشوونما کے اس اختلافی اثر کے باعث خالص مقداری پیمانوں میں عورتوں کے اقتصادی شرکت کا ایک تفصیلی تجزیہ پوری داستان بیان نہیں کرسکتا۔ عورت کے معاشی رول کا کوئی بھی اندازہ لگانے کے لیے ضروری ہے کہ مخصوص حصوں میں مرتب کرنے کے لیے اس کے سب رول الگ الگ کیے جائیں اور معاشی سماجی اور مقامی خصوصیات کی بنیاد پر نیز معاشی عمل کے ساتھ ان کی مطابقت کے درجے کی بنا پر ان میں فرق و امتیاز کیا جائے۔ اس طرح عورتوں کی شرکت کے مسائل کو سمجھنے میں سب سے بڑی دشواری اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ کام کرنے والی عورتوں کو ہم نوع افراد کے ایک گروپ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس مفروضہ نے ان معلومات کو جو نتائج اخذ کرنے کے لیے جمع کی گئیں ان قوانین اور حکمتِ عملیوں کو جو کام کرنے والی عورتوں کے لیے جمع کی گئیں ان قوانین اور حکمتِ عملیوں کو جو کام کرنے والی عورتوں کی حالت کو سدھارنے کے لیے اختیار کی گئیں اور ان تصورات کو متاثر کیا ہے جو معیشت میں عورتوں کی شرکت کے متعلق عام طور پر لوگوں میں پائے جاتے تھے۔

ایک تفصیلی تجزیہ سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ 1921 سے عورتوں کی معاشی و اقتصادی شرکت انحطاط پر مائل رہی ہے اور یہ انحطاط دونوں طرح سے ہو رہا ہے۔ یعنی عورتوں کی کل آبادی میں کام کرنے والی عورتوں کی فی صد تعداد کے لحاظ سے بھی محنت کرنے والے افراد کی کل جماعت میں ان کی فیصد تعداد کے لحاظ سے بھی اور اگر ایک طرف کام کرنے والی کل عورتوں کی تعداد 1911 میں 4 کروڑ 18 لاکھ ہوگئی تو دوسری طرف محنت کرنے والے افراد کی کل جماعت میں ان کی فیصد تعداد جو 1911 میں 44، 34 فیصدی تھی۔ 1971 میں کم ہو کر 17.35 فیصد عورتوں کی کل آبادی میں کام کرنے والی عورتوں کی تعداد 1911 میں 33.72 تھی جو 1971 میں صرف 11.86 فیصد رہ گئی۔ کمی کا یہ رجحان حالیہ چند سالوں میں اور بھی زیادہ بڑھا ہے۔ 1961-71 کے دوران مردوں اور عورتوں کی آبادی بالترتیب 25فیصد 24فیصد بڑھی (محنت کرنے والے گروپ میں 20فیصد اور 21فیصد) اور محنت کرنے والے مردوں کی تعداد 15.12 فیصدی بڑھی تو کام کرنے والی عورتوں کی تعداد عورتوں کی تعداد 41.4 فیصد کم ہوگئی۔

اکثر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ ان دو مردم شماروں میں کام کرنے والوں کی تعریف میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں یہ انحطاط ان کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بنیادی طور پر مردم شماریوں میں مردوں کے کاموں اور روزگار کی سطح کو ناپا جاتا ہے اور گھر کی منتظمہ اور سودمند کام کرنے والوں کی حیثیت سے عورتیں جو قابل مبادلہ رول ادا کرتی ہیں ان کو نظرانداز کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ چونکہ ان میں سے بہت سی عورتیں بے تنخواہ کام کرنے والی ہوتی ہیں اس لیے کام کرنے والوں، کی تعریف سے ثانوی درجہ کے کام کو خارج کردینے سے عورتوں کے کام اور روزگار کے اعداد و شمار کا ریکارڈ تیار کرنے پر برا اثر پڑتا ہے۔ 1971 میں جو مردم شماری ہوئی اس میں ایسی 23لاکھ عورتوں کو کام نہ کرنے والوں کے زمرے میں شمار کیا گیا جس سے درحقیقت کوئی بڑا فرق نہیں پڑتا ہے۔ دوسرے یہ عام خیال ہے کہ 1961 کی مردم شماری میں ایک کام کرنے والے فرد کی جو تعریف متعین کی گئی تھی وہ بہت وسیع تھی لیکن یہ دیکھا گیا کہ آندھرا پردیش، کرناٹک، اور تامل ناڈو کی ریاستوں کے علاوہ اور کسی جگہ نتائج اخذ کرنے کے لیے جمع کیے گئے اعداد و شمار میں اس سے کوئی زیادہ فرق

نہیں پڑا۔ علاوہ ازیں 1961 کی مردم شماری میں کام کرنے والی عورتوں کی جو شرح 27.5 فیصد پیش کی تھی وہ اسی سال کیے گئے نیشنل سمپل سروے (National Sample Survey) کی پیش کردہ شرح (27.72 فیصد) سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس سے بدلتی ہوئی تعریفات کا اثر محض حاشیائی اور معمولی نوعیت کا ہے اور معیشت میں عورتوں کی زوال پذیر شرکت کا رجحان ایک مسلسل رجحان رہا ہے۔

مرد کام کرنے والوں کے مقابلے میں کام کرنے والی عورتوں کا تناسب دیہی علاقوں کے اندر تمام زمروں میں اور شہری علاقوں کے اندر بیشتر زمروں میں کم ہو گیا ہے۔ معیشت میں مردوں اور عورتوں کی شرکت کی شرحیں سب سے کم عمر (یعنی صفر سے 14 سال تک کے) گروپ کے علاوہ باقی تمام عمر کے گروپوں میں بہت وسیع فرق رکھتی ہیں اور یہ فرق دیہی علاقوں کے مقابلے میں شہری علاقوں میں کہیں زیادہ ہے۔ 1961 سے کام کرنے والی عورتوں کی تعداد میں یہ کمی تمام عمر کے گروپوں میں واضح ہے۔ کام کرنے والی عورتوں کی فیصد تعداد میں یہ ہمہ گیر کمی اور انحطاط تمام ریاستوں کے اندر دیہی اور شہری دونوں طرح کے علاقوں میں نظر آتا ہے، لیکن شہری علاقوں میں یہ انحطاط زیادہ تیز ہے۔ مردم شماری نے کام کرنے والی عورتوں کی لوصنعتی زمروں میں جو تقسیم اختیار کی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زراعت پر ان کا انحصار بڑھتا جا رہا ہے اور صنعت اور ملازمت دونوں کے سیکٹر میں ایک کمی ہوتی جاتی ہے۔

کام کرنے والی عورتوں کے زمرے

ہماری تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مردم شماری نے کام کرنے والی عورتوں کے جو زمرے مقرر کیے ہیں وہ نہ تو معیشت میں عورتوں کی شرکت کی حد اور نوعیت کے مناسب تعین کے لیے درحقیقت مفید ہیں اور نہ ان کے مسائل اور ان کی معذوریوں کی مناسب تشخیص کے لیے۔ اس لیے ہم نے ان کے کام اور روزگار کے سیکٹروں کے درجۂ "تنظیم" اور مسائل کی نوعیت کے مطابق ان کو دو بڑے زمروں میں تقسیم کر دیا یعنی غیر منظم سیکٹر اور منظم سیکٹر۔ ان دونوں سیکٹروں کے درمیان جو فرق ہے وہ کام کا فرق نہیں ہے۔ جیسا کہ زراعت، صنعت اور ملازمتوں کے درمیان ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ کام ان دونوں ہی سیکٹروں میں پائے جاتے ہوں۔ ان میں جو حقیقی فرق ہے وہ مضمر ہے۔ پیداوار تعلقات کی تنظیم میں، عوامی کنٹرول اور ضبط و نظم کے درجہ نفوذ دخل میں اور نتائج اخذ کرنے کے لیے اعداد و شمار جمع کرنے والے کارکنوں یا اداروں نیز سائنسی محققین کے ذریعے تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔

منظم سیکٹر جدید پیداواری تعلقات کی خصوصیت کا حامل ہے اور اس کا ضبط و نظم ایسے قوانین کے ذریعے ہوتا ہے جو محنت کشوں کی سلامتی اور کام کے حالات کا تحفظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز ایسی مزدور تنظیموں کے ذریعے جو اجتماعی سودا بازی کرنے کی اہلیت و قوت رکھتی ہیں اس میں ملازمتوں اور صنعتوں کا پورا پبلک سیکٹر بھی شامل ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کا وہ حصہ بھی جو ضابطوں کے تحت کام کرتا ہے۔ غیر منظم سیکٹر جس میں زراعت، اور دوسری مختلف و متعدد صنعتیں اور ملازمتیں شامل ہیں یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں ان تمام حفاظتی تدابیر اور مشینری کا فقدان ہے، سماجی معاشی حالات اور کام کے مواقع کے متعلق معلومات بھی اس سیکٹر میں حد سے زیادہ قلیل و ناکافی ہیں۔ ہندوستان میں کام کرنے والی عورتوں کی حیثیت اس حقیقت سے واضح ہے کہ ان میں سے 94 فیصدی عورتیں غیر منظم سیکٹر میں پائی جاتی ہیں اور 6 فیصدی منظم سیکٹر میں۔

□□□

مسدود راہیں

ترجمہ و تعارف — زاہدہ زیدی

"مسدود راہیں" میں پانچ اہم ترین جدید مغربی ڈراموں کا ترجمہ و تعارف زاہدہ زیدی نے پیش کیا ہے۔ زندگی اور موت، تلاش ذات، عرفان کائنات، تنہائی اور مابعد الطبیعیاتی خلا، انسانی صورت حال، لامحدود کائنات میں انسان کا مقام اور معنی کی تلاش جیسے گہرے اور بنیادی مسائل پر مبنی یہ ڈرامے فنی ندرت اور گہری معنویت کے باوصف جدید مغربی ڈراموں میں شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان ڈراموں کا تعلق بیسویں صدی کے وسط میں ابھرنے والی ایک ایسی ڈرامائی تحریک یا اسلوب سے ہے جس نے جدید مغربی ڈرامے کو انقلاب آفریں تبدیلیوں سے روشناس کرایا اور ڈرامے کے وسیع تر امکانات کو بروئے کار لا کر وجودی تجربے کی گہرائی میں اترنے، لاشعوری کیفیات کو گرفت میں لانے اور ذہن انسانی کے اسرار و رموز کو منکشف کرنے کی کوشش کی۔

صفحات: 406، قیمت -/126 روپے

سکنّف اور سکنّف

(ہماری مطبوعات سے)

اوّلین غبارے

اسٹیفن اور جوزف مونٹ گولفیر دو بھائی تھے جو انویان میں ایک بڑے کاغذ کی فیکٹری کے مالک تھے۔ انویان دریائے رہوں کے کنارے ایک قصبہ تھا۔ دونوں بھائیوں کو اڑان سے متعلق مطالعے سے دلچسپی تھی۔

ان کو معلوم تھا کہ اگر کاغذ کے بڑے تھیلے کو بھاپ سے بھر دیا جائے اور وہ اتنا ہلکا ہو جتنا بادل تو یہ بادل کی مانند ہوا میں تیرے گا۔ پانچ جولائی 1783 کو ایک بڑی بھیڑ ان دونوں بھائیوں کے تصور کو عملی تجربہ کی شکل میں دیکھنے کے لیے اکٹھا ہوئی۔ ایک گولے کی شکل میں 35 فٹ قطر کے کاغذ کے تھیلے کو ایک بڑی نلی کے اوپری سرے پر باندھ دیا گیا اور تھیلے کے کھلے منھ کے نیچے لکڑی اور بھوسے کا ڈھیر رکھا گیا۔ اس ڈھیر کو آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے میں دھواں تھیلے میں پھیل کر اوپر پورے گولے میں بھر گیا۔ اس تھیلے کو آزاد چھوڑ دینے پر یہ تیزی سے ہوا میں اوپر کی طرف اٹھا اور دس منٹ سے کم وقفے میں یہ چھ ہزار فٹ کی اونچائی تک چلا گیا لیکن جلد ہی یہ نیچے کی طرف آنے لگا اور آخر میں ایک انگور کے باغ میں اتر گیا۔

پروفیسر چارلس نے، جو ایک ممتاز فرانسیسی سائنسداں تھا، اس غیر معمولی تجربے کے بارے میں سنا اور ایک اہم تبدیلی کے ساتھ اس کو دوہرانے کا فیصلہ کیا۔ اسے اس بات کا علم تھا کہ برطانوی سائنسداں کیونڈش کا کہنا ہے کہ نئی دریافت کی ہوئی گیس جسے اب ہائیڈروجن کہتے ہیں ہوا سے دس گنا ہلکی ہے (اصلیت میں یہ ساڑھے سترہ گنا ہلکی ہے۔) اس لیے چارلس نے گرم ہوا اور دھواں بھرنے کے بجائے ہائیڈروجن گیس استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس زمانے میں ہائیڈروجن کو لوہے اور گندھک کے ہلکے تیزاب کے عمل سے بناتے تھے۔

چارلس نے اپنے منصوبے کا اعلان کیا اور عوام سے ضروری اشیا خریدنے کے لیے چندہ مانگا۔ دو بھائی جن کا نام روبرٹس تھا، انھوں نے ریشم کا ایک کرّہ بنایا جس کا قطر تقریباً تیرہ فٹ تھا اور اسے گیس کو روک بنانے کے لیے اس کے اندر گوند کا روغن کر دیا۔ ہائیڈروجن کو ایک ہزار پونڈ لوہا اور پانچ سو پونڈ گندھک کا تیزاب ملا کر بنایا گیا۔ ان کو ایک برتن میں جو خصوصی طور سے اس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا رکھا گیا۔ اس برتن سے پائپ کو تھیلے کے منھ کی طرف لے جایا گیا۔ اس ریشم کے تھیلے کو بیلون کہا گیا۔

اس تجربے نے بہت سارے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور لوگ 23 اگست کو غبارے کے بھرنے کو دیکھنے آئے۔ بھیڑ اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ غبارے کو ایک کھلی جگہ چیپ ڈی مارس جو دو میل دور تھا لے جایا گیا۔ وہاں اسے خفیہ طور سے لے جایا گیا۔ ایک چشم دید گواہ نے اسے ہٹانے اور لے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

غبارے کو لے جانے کا منظر ایسا تھا کہ کوئی اس سے زیادہ حیرت انگیز منظر تصور میں نہیں آ سکتا۔ آدمی جلتی ہوئی مشعلوں کے ساتھ چل رہے تھے اور پیادہ سپاہیوں کا دستہ اور گھوڑسوار بھی ساتھ ساتھ تھے۔ رات کا یہ مدارج ریشم کے کرہ کی شکل اور جسامت جسے اتنی حفاظت سے لے جایا جارہا تھا، خاموشی جو اس وقت طاری تھی اور یہ نامناسب وقت — یہ سب ان لوگوں پر جو اس کی حقیقت سے ناواقف تھے ایک غیر معمولی پراسرار اثرات ڈال رہے تھے۔ جب جلوس گزر رہا تھا تو کوچوانوں نے سڑک پر متحیر ہو کر اپنی بگھی روک لی اور ٹوپی اپنے ہاتھ میں لے کر عاجزی کے ساتھ جھک گئے۔

دوسرے دن اڑان کے میدان میں لوگوں کی اتنی زیادہ بھیڑ تھی کہ فوج کی ایک بڑی تعداد کو قیام امن و امان کے لیے بلایا گیا۔ سہ پہر پانچ بجے توپ سے گولہ داغ کر اشارہ دیا گیا۔ رسیاں جو کہ کرہ کو باندھے ہوئے تھیں کاٹ دی گئیں۔ یہ اوپر کی جانب اٹھا اور دو منٹ سے کم وقفے میں تقریباً تین ہزار فٹ اوپر اٹھ گیا۔ وہ ایک بادل میں جا گھسا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد پھر نظر آیا۔ پھر اور زیادہ اونچائی پر جانے لگا اور آخر کار بھاری بارش میں دوسرے بادلوں میں کھو گیا۔ فضائے بسیط میں ایک شے کا چلنا اتنا پُرلطف تھا اور یہ روزمرّہ کے نظاروں سے اتنا مختلف کہ تماشائی جوش کے مارے آپے سے باہر تھے۔ لوگ اتنے زیادہ

"سائنس کی کہانیاں" (حصّہ اوّل) سے ماخوذ، مصنف: سکنّف اور سکنّف، مترجم :ڈاکٹر انیس الدین ملک،
صفحات 272، قیمت : -/62

نوٹ : قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی جانب سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے بالترتیب 45% اور 40% کی خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ تاجران کتب کو قومی اردو کونسل کے ضوابط کے مطابق رعایت دستیاب ہے۔ ادارہ

بیقرار تھے کہ عورتیں، جنھوں نے جدید فیشن کے کپڑے پہن رکھے تھے، نے اپنے آپ کو بارش میں بھیگنے دیا تا کہ کرہ کو آخری لمحے تک دیکھتی رہیں۔

اس غبارے سے بندھا ہوا ایک چمڑے کا تھیلا تھا جس میں ایک کاغذ رکھا ہوا تھا اس میں اڑنے کا دن اور وقت لکھا ہوا تھا اور یہ درخواست کی گئی تھی کہ اگر یہ کسی کو ملے تو یہ پروفیسر چارلس کو واپس کر دیا جائے۔

چارلس کا خیال تھا کہ اس نے غبارے میں اتنی مقدار میں ہائیڈروجن بھری ہے کہ جو اسے 20 سے 25 دن تک ہوا میں اُڑانے کے لیے کافی ہوگی، لیکن تین چوتھائی گھنٹے کی پرواز کے بعد غبارہ پیرس سے پندرہ میل دور گونیسے گاؤں میں ایک کھیت میں جا گرا۔ غبارہ تقریباً 20 ہزار فٹ کی اونچائی تک گیا اور اس اونچائی پر باہر کی ہوا کا دباؤ اندر بھری ہائیڈروجن سے بہت کم تھا اس لیے ہائیڈروجن کے زیادہ دباؤ نے کپڑے کو پھاڑ دیا اور غبارہ زمین پر آ گرا کیونکہ سوراخ سے گیس نکل گئی۔

اخبار کی مندرجہ ذیل اطلاع کے مطابق دیہاتی اس عجیب وغریب شے کو آسمان سے گرتا دیکھ کر خوف سے سہم گئے:

''اس کو دو کسانوں نے گرتا دیکھا اور وہ سمجھے کہ آسمان سے اڑتا ہوا ایک دیو نیچے اتر رہا ہے۔ اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ملی جب غبارے نے گرنے کے بعد تیز رفتار کی وجہ سے زمین پر ساکت ہونے سے قبل کئی بار پلٹا کھایا۔ ان حرکات نے کسانوں کو یہ یقین دلا دیا کہ یہ ایک حیوان تھا جو زندہ تھا اس لیے ان کی اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں ہوئی اور وہ کچھ دیر تک کھڑے ہوکر اس پر پتھر پھینکتے رہے۔ اس طرح جب انھوں نے ریشم کے کرہ کو پوری طرح سے پھاڑ دیا تو غبارہ بالکل ساکت ہوگیا۔ تب ان دونوں میں سے ایک زیادہ ہمت والا آگے بڑھا اور تعجب سے دیکھا کہ حیوان نے اپنے جبڑے کھول دیے ہیں۔ اس نے دیو کے دانتوں کے خیال سے ڈر کر اس کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈالنا خطرے سے خالی نہیں سمجھا۔ اس نے احتیاط سے جھانک کر ہی اپنے کو مطمئن کرنے کی کوشش کی لیکن ہائیڈروجن (جو خالص نہیں تھی) کی بدبو ابھی منتشر نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے اس کو اپنا سر پیچھے ہٹانا پڑا۔ اس کے ساتھی نے اس کو دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ حیوان نے اس کو کاٹ لیا ہے، تیزی سے دور بھاگنے لگا لیکن دوسرا آدمی چلاّیا اور یہ بتایا کہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے اور حیوان مر چکا ہے لیکن بدبو سے سڑ رہا ہے۔ اب ان کی ہمت بندھی اور انھوں نے غبارے کو قریب ہی چرتے ہوئے ایک خچر کی دُم سے باندھا اور گھسیٹتے ہوئے گاؤں کی طرف لے چلے، وہ پادری کے دروازے پر رُکے اور اس قابلِ تعظیم بزرگ سے درخواست کی کہ وہ اس جادو کے حیوان کا مطالعہ کریں۔ اس نے چمڑے کے تھیلے کو دریافت کرلیا اور اس کے اندر رکھے ہوئے کاغذ کو پڑھا جس میں غبارہ بنانے والے کا نام، اس کا مقصد اور کس کو یہ بھیجنا ہے اس کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ دونوں کسان بہت خوش ہوئے۔ انھیں امید تھی کہ انھیں اس محنت اور خطرناک کام کا انعام ملے گا۔''

اس سلسلے میں ایک اور بیان دیہاتیوں کے متحیر ہونے کے بارے میں ہے:

''پہلی نظر میں بہت سے لوگوں کے خیال میں یہ کسی دوسری دنیا سے آئی دیونما چڑیا تھی۔ جب یہ اتری تو اس میں گیس ہونے کی وجہ سے حرکت تھی۔ کچھ لوگوں نے ہمت کی اور ایک گھنٹے تک آہستہ آہستہ آگے بڑھے اس امید پر کہ دیو پرواز کرے گا۔ آخر کار ان میں سب سے زیادہ ہمت والے آدمی نے بندوق سنبھالی اور اس کے کافی قریب آ کر اس پر گولی چلائی اور دیو کو سکڑتے ہوئے دیکھا اور اپنی فتح مندی پر چلاّیا۔ بھیڑ ہیلی فورک کے ساتھ آگے بڑھی۔ ایک نے کھال سمجھ کر اسے چھپایا۔ زہریلی بدبو سونگھی اور سارے لوگ ہٹ گئے۔ انھوں نے غبارے کو گھوڑے کی دم میں باندھا اور گھوڑا قلانچے مارتا ہوا گاؤں کی طرف بڑھا اور اس کی دھجیاں ہوگئیں۔

مشہور امریکی سائنسداں اور سیاستداں فرینکلین جس نے غبارے کی پہلی اُڑان دیکھی تھی، نے غبارے کو جنگ میں استعمال کرنے کے امکان پر غور کیا۔ اس نے لکھا:

''پانچ ہزار غبارے جن میں سے ہر ایک دو آدمیوں کو لے جاسکے، قیمت میں پانچ جہازوں سے زیادہ نہیں پڑیں گے اور کہاں ہیں وہ بادشاہ جو اپنے ملک کے تحفظ کے لیے اتنے فوجیوں کا انتظام کر سکے جو بادلوں سے اترے ہوئے دس ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرسکیں۔''

پس اس نے جنگ میں پیراشوٹ کے استعمال کی 150 سال قبل ہی پیشین گوئی کردی تھی۔ کچھ فرانسیسی پریشان تھے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ انگلستان جو ہمارا رقیب ہے، سمندر پر برتری حاصل کرنے کی طرح ہوا میں بھی ہم سے پہلے سبقت لے جائے گا۔ لیکن انگلستان کے لوگوں کو خدشہ تھا کہ اس پر حملے کے خلاف جو قدرتی پشت پناہی انگلش چینل کی ہے، اب دشمن کو ان کے ساحلوں پر پہنچنے سے نہیں روک سکے گی۔ ایک مشہور کارٹون 1784 میں بنایا گیا جس کا عنوان تھا ''مضحکہ خیز بادلوں میں'' اس میں دکھایا گیا تھا کہ فرانسیسی موجد پھونک کر صابن کے بلبلے نکال رہا ہے جو غباروں کو ظاہر کررہے تھے اور کہہ رہے تھے:

''خدا کی قسم یہ ایک زبردست ایجاد ہے۔ یہ میرے بادشاہ کو، مجھے اور میرے ملک کو غیر فانی کردے گی، ہم اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ کا اعلان کردیں گے۔ خدا کی قسم ہم ان کو ہلا دیں گے۔ ہم ان کی چھاؤنیوں کا معائنہ کریں گے اور ان کے جنگی جہازوں کے بیڑے کو راستے میں روک لیں گے۔ ہم ان کی بندرگاہوں کو آگ لگا دیں گے۔ خدا کی قسم ہم جبرالٹر لے لیں گے۔

ہوا کے غباروں سے ہم نہ صرف انگلستان بلکہ دوسرے ممالک بھی فتح کرلیں گے اور ان کو بادشاہ سلامت کی نوآبادیاں بنالیں گے۔"

کچھ سال بعد 1792 میں اولین غباروں کی پرواز کا ایک دلچسپ اختتام ہوا۔ اس وقت فرانسیسی اپنے بادشاہ کے خلاف پوری طرح سے بغاوت برپا کرچکے تھے اور آخردس اگست 1972 کو پیرس کے باشندے پوری طرح سے بادشاہ کی ماتحتی سے آزاد ہوگئے۔ انھوں نے شاہی محل پر حملہ کردیا اور بادشاہ کے محافظ سپاہیوں کو قتل کردیا اور اخیر میں بادشاہ کو قیدی بنالیا۔ اس کو جیل میں بند کردیا گیا اور عدالتی تحقیقات کے بعد اس کو موت کی سزا ملی اور جلاد مشین سے سر اڑادیا گیا۔

اس وقت پروفیسر چارلس شاہی محل میں رہ رہا تھا کیونکہ بادشاہ نے اسے اس کے سائنسی کارنامے کے بدلے میں انعام واکرام کے ساتھ مفت شاہی رہائش بخشی تھی۔ مجمع محل میں گھس کر ہر خاص و عام کا قتل کرنے لگا اور کچھ لوگوں کے ہاتھ چارلس آگیا۔ وہ اس کو مارنے ہی والے تھے کہ اس نے ان کو یاد دلایا کہ وہ چند سال قبل اس کے غباروں کی پرواز دیکھ کر محظوظ ہوئے تھے۔ مجمعے میں سے کچھ لوگوں نے اسے پہچان لیا اور اس کی جان بخش دی۔ وہ انقلاب کے دور سے سلامتی کے ساتھ گزرا اور 823 تک زندہ رہا۔

فرینکلن نے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، پیرا شوٹ کے استعمال کی پیش گوئی کی تھی۔ ہوا میں لڑائی کی جھلک اس کے تھوڑے ہی دن بعد دیکھنے میں آئی جب 1808 میں دو آدمی پہلی بار مقابلہ آور ہوئے۔ انھیں معلوم تھا کہ پہلی بار لڑنے میں بھی کسی ایسے ہتھیار جس سے صرف ایک بار نشانہ داغا جاسکے، کا استعمال بیکار ہے۔ اس لیے دونوں کے پاس بڑے منہ کی چھوٹی بندوقیں تھیں جس کی ایک بار لبلبی دبانے سے کئی گولیاں نکلتی تھیں۔ دونوں جنگِ عظیم میں مشین گن استعمال کی گئی تھیں جو بے شمار گولیوں کا ہوا میں دور تک بوچھار کرتی تھیں تاکہ ان میں سے کم سے کم ایک نہایت اہم مقام پر لگ سکے۔

دو آدمی ایم ڈی گرانڈ، ہیرے اور ایم لاپی ایک ایکٹریس پر لڑ پڑے جیسا کہ اس زمانے کا دستور تھا۔ اس طرح کے معاملے کا فیصلہ ایک ڈوئل کے ذریعے ہوتا تھا۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ دو بالکل یکساں غبارے میں بیٹھ کر ہوا میں ڈوئل لڑا جائے۔ اس سلسلے میں جب ساری تیاریاں مکمل ہوگئیں تو ہر ایک ڈوئل لڑنے والا اپنے ڈمل کے ساتھ غبارے کے کھٹولے میں بیٹھ گیا۔ دونوں غباروں کو اس طرح رکھا گیا کہ اڑنے پر ان کا فاصلہ 80 گز کے قریب ہو۔ ایک بڑے مجمع کی موجودگی میں دونوں غباروں کو اڑایا گیا۔ جب غبارے کافی بلندی پر پہنچ گئے تو بندوق سے گولی چلانے کا اشارہ کیا گیا۔ ایم لاپی نے پہلی گولی داغی لیکن نشانہ خطا کرگیا۔ اس کے بعد ایم ڈی گرانڈ ہیرے نے دوسرے غبارے پر فائر کیا اور وہ نشانے پر لگا۔ غبارہ پھٹ گیا اور اس کے نیچے بیٹھنے کا کھٹولا گر گیا۔ اس کے گرنے کی رفتار زمین پر پہنچتے پہنچتے بہت تیز ہوگئی اور یہ زمین سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔ ایم لاپی اور ان کے ڈمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ایم ڈی گرانڈ ہیرے اور ان کا ڈمل ہوا میں اڑتا رہا۔ جب تک غبارہ پیرس سے 20 میل دور زمین پر نہ آگیا۔

سائنس دانوں پر جلد ہی یہ انکشاف ہوا کہ غباروں کے استعمال سے فضا کے اوپری حصے کا مطالعہ ہوسکے گا۔

1804 میں دو فرانسیسی سائنس داں بہت سے سائنسی آلات کے ساتھ یہ دریافت کرنے کے لیے ایک غبارے میں بیٹھے کہ کیا اونچائی پر مقناطیسی سوئیوں کا رویہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا زمین پر۔ اس پرواز کے دوران ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے ایک لاعلم گڈریہ لڑکی یہ سمجھ بیٹھی کہ ایک معجزے کا ظہور ہوا ہے۔ واقعہ یوں ہے:

غبارہ تقریباً 7000 فٹ کی اونچائی تک گیا لیکن دونوں سائنسداں اور اونچا جانا چاہتے تھے۔ اس لیے انھوں نے بہت سی چیزیں جو اپنے ساتھ لائے تھے نیچے پھینکنی شروع کردیں۔ ان چیزوں میں سے ایک بھونڈی سی سفید رنگ کی لکڑی کی کرسی بھی تھی۔ یہ زمین پر گری اور جھاڑیوں میں الجھ گئی۔ کرسی گرتے وقت گڈریوں سے ٹکراتے ہوئے بال بال بچی۔ متحیر ہوکر ایک لڑکی نے آسمان سے گرتی ہوئی چیز دیکھی۔ اس کا بیان ایک مشہور فرانسیسی سائنسداں نے کیا ہے۔ وہ غباروں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ اس لیے سوائے اس کے کہ فرشتوں نے آسمان سے اس کے لیے کرسی بھیجی ہے، اس غیر معمولی واقعے کی کوئی دوسری وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے اس کو جھاڑیوں سے نکالا لیکن اس کی طفلانہ کاریگری دیکھ کر اس کو تعجب ہوا۔ اس نے سوچا کہ یقیناً فرشتے اس سے بہتر فرنیچر بنا سکتے تھے۔ یہ معمہ اس وقت تک حل نہیں ہوا جب تک کہ ایک اخباری کتابچے نے اس اڑان کی تفصیلات دیں اور ان اشیا کا ذکر کیا جو سائنسدانوں نے باہر پھینکی تھیں۔

چارلس کا غبارے کو ہائیڈروجن سے بھرنے کا خیال کوئی نیا نہیں تھا کیونکہ ایڈنبرگ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر جوزف بلیک نے کچھ سال پہلے ایسا کیا تھا۔

1776 میں بلیک کو کیونڈش کی ہائیڈروجن کی دریافت کا حال معلوم ہوا تھا اور اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ نئی گیس سے بھرا ہوا غبارہ ہوا سے ہلکا ہوگا اس لیے جب اس کو آزاد چھوڑا جائے گا تو یہ اوپر اٹھے گا۔ اس نے سوچا کہ اپنی مرضی سے ایک گیس سے بھرے غبارے کا اٹھنا بہت حیرت انگیز ہوگا۔ اس نے اپنے دوستوں کو کھانے پر مدعو کیا اور کھانے کے بعد ہائیڈروجن سے بھرے بھکنے کو ہوا میں اڑا دیا۔ اس طرح اس کے دوست وہ پہلے لوگ تھے جنھوں نے

ایک غبارے کو ہوا میں اڑتے دیکھا۔ انھیں تعجب ہوا کہ کس طرح بلیک نے غبارے کو چھت تک پہنچانے میں حرفت دکھلائی۔ اس کا ایک ممکن طریقہ اس شام کی تفریحات میں اس طرح پیش کیا گیا:

ڈاکٹر ہٹن، مسٹر کلارک آف ایلڈن اور سر جارج کلارک آف سینیک ممبران تھے۔ جب مدعوئین جمع ہوگئے تو وہ ان کو ایک کمرے میں لے گیا۔ اس کے پاس گائے کے بچے کی کھال سے بنا ایک پھکنا تھا جس کو اس نے ہائیڈروجن سے بھرلیا اور اس کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ جلد ہی اوپر اٹھا اور چھت سے چپک گیا۔ اسے یہ مان لیا گیا کہ پھکنے سے ایک باریک کالا دھاگا بندھا ہوا تھا اور اس دھاگے کو چھت سے نکال دیا گیا تھا۔ اس دھاگے کو اوپر سے کوئی کھینچ رہا تھا جس کی وجہ سے غبارہ چھت تک اٹھ کر ایک خاص جگہ پر آگیا تھا، یہ تشریح ایسی برجستہ اور لگتی ہوئی تھی کہ تمام لوگوں نے اس کو مان لیا۔ گرچہ یہ اور دوسری تشریحات کی طرح معقول لگتی ہے لیکن یہ بالکل بے بنیاد لگتی ہے۔ جب پھکنے کو نیچے لایا گیا تو اس میں دھاگا وغیرہ کوئی چیز بندھی ہوئی نہیں تھی۔ ڈاکٹر بلیک نے اس کے اوپر جانے کی وجہ کی تشریح اپنے مداح دستوں سے کی لیکن یہ ڈاکٹر بلیک کی اپنی شہرت سے بے رغبتی اور لوگوں کو اطلاع پہنچانے میں لاپروائی تھی کہ انھوں نے اس تجسس پیدا کرنے والے تجربے کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بتایا اور بارہ سال سے زیادہ عرصے کے بعد ہائیڈروجن گیس کی اس خاصیت کو پیرس میں ایم چارلس نے غباروں کو ہوا میں اڑانے میں استعمال کیا۔

□□□

نشاطِ روح

شاعر: اصغر گونڈوی

اصغر گونڈوی کے مجموعۂ کلام ''نشاطِ روح'' (مرتب: مرزا احسان احمد) کی پہلی اشاعت 1925 میں مطبع معارف اعظم گڑھ سے اور دوسری اشاعت (مرتب: اقبال احمد سہیل) 1982 میں اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے عمل میں آئی تھی۔ اقبال احمد سہیل نے اس مجموعے کو بڑی دیدہ ریزی سے مرتب کیا ہے۔ مرزا احسان احمد کے دیباچے اور مقدمے کے بعد انھوں نے ''تبصرہ'' کے عنوان سے اصغر گونڈوی کی شاعری کا مبسوط محاکمہ کیا ہے اور ان کی شاعری کے محاسن کو موسیقی، بت تراشی، ایجاد و تخلیق، مصوری اور اسرار و معارف کے الگ الگ عنوانات سے سمجھنے کی کوشش کے بعد آخر میں اصغر گونڈوی کا کلام شامل کیا ہے۔ اصغر گونڈوی کی غزلوں کی ہمہ گیری اور اثر انگیزی کے مطالعے کے لیے اس نسخے کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قومی اردو کونسل نے اس کا تازہ ایڈیشن شائع کیا ہے۔

صفحات: 73، قیمت: -/49 روپے

ڈیوڈ کاپر فیلڈ (جلد اول)

مصنف: چارلس ڈکنس / مترجم: فضلِ حسنین

چارلس ڈکنس کی تحریر کی دلربائی اور اس کے اسلوب کی رعنائی کو اپنے ترجمے میں کشید کرنے میں فاضل مترجم نے کتنا وقت صرف کیا ہوگا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس ترجمے کی ہر سطر میں پھولوں کی وہی خوشبو بسی ہوئی ہے جس سے چارلس ڈکنس کی انشاپردازی کا چمنستان مہکتا تھا۔

اسے ترجمہ نہیں، اصل ناول کا عکسِ جمیل کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

ڈیڑھ سو برس قبل انگریزی میں لکھے گئے اس شہرۂ آفاق ناول کا پہلی مرتبہ اردو ترجمہ پیش کرنے کا شرف ''قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان'' کو حاصل ہے۔

صفحات: 516، قیمت: -/256 روپے

نوٹ: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کی جانب سے طلبہ اور اساتذہ کے لیے بالترتیب 45% اور 40% کی خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔ تاجرانِ کتب کو قومی اردو کونسل کے ضوابط کے مطابق رعایت دستیاب ہے۔ ادارہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، ونگ-7، آر. کے. پورم، نئی دہلی-110066

اردو خبر نامہ

اردو کا تعلق کسی خاص مذہب یا علاقے سے نہیں

● گوہاٹی۔14 جنوری، آسام کے وزیر اعلیٰ ترون گوگوئی نے یہاں کہا ہے کہ زبان عوام کی جاگیر ہے، اس کا نہ کوئی مذہب ہوتا ہے نہ علاقہ۔ جہاں تک اردو کا سوال ہے اس نے ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' جیسی نظم دی ہے۔ اس زبان کا تعلق کسی خاص مذہب یا علاقے سے کیسے ہوسکتا ہے۔

وزیر اعلیٰ گوگوئی نے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے زیر اہتمام سری منشی شنکر دیب کلکشیتر کیمپس، پنجاباڑی، گوہاٹی میں منعقدہ ''اردو میلہ'' کا افتتاح کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا اور اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ گوہاٹی یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کا قیام بہت جلد عمل میں لایا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ اسکولوں اور کالج کی سطح پر بھی اردو کی تدریس کے لیے جو ممکن ہوسکا ان کی حکومت کرے گی اور اردو کونسل کے علاقائی مرکز کے قیام کے لیے وہ جگہ بھی فراہم کریں گے۔

وزیر اعلیٰ گوگوئی نے ''اردو میلہ'' کا افتتاح کرنے کے بعد میلے میں لگی دکانوں کا بھی معائنہ کیا اور پھر ڈائس پر آئے جہاں کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید نے افتتاحی کلمات میں کہا کہ گوہاٹی کا منظر دیکھ کر وہ حیران ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہندوستان گیر پیانے پر اردو کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔ کونسل کے رابطۂ عامہ سیل کی پریس ریلیز کے مطابق ڈاکٹر علی جاوید نے اپنی تقریر میں کہا کہ جدوجہد آزادی میں جس زبان نے فعال رول ادا کیا وہ اردو ہی تھی۔ گاندھی جی سے لے کر بھگت سنگھ ہوں یا رام پرساد بسمل، ان تمام مجاہدوں کی طرح اردو نے کبھی جبر واستبداد یا ظلم کا ساتھ نہیں دیا۔ ''ترانۂ ہندی'' ہو یا بھگت سنگھ کا دیا ہوا نعرہ ''انقلاب زندہ باد'' یہ اردو کے تابناک ماضی کی یاد دلاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اردو اگر ایک طرف انقلاب و احتجاج کی زبان ہے تو دوسری طرف اتحاد، امن و دوستی اور محبت کی زبان بھی ہے۔ اس زبان کی ایک تہذیب ہے جس میں انسانی مساوات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اسے کسی مخصوص مذہب سے جوڑیں گے تو پریم چند، چکبست، پنڈت رتن ناتھ سرشار، فراق گورکھپوری، آنند نرائن ملا، گیان چند جین، کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی کو کہاں رکھیں گے۔ اپنی تقریر میں وزیر اعلیٰ ترون گوگوئی نے کہا کہ ہم شکر گزار ہیں کہ قومی اردو کونسل نے گوہاٹی میں اردو میلے کا اس بڑے پیانے پر انعقاد کیا۔

اس موقعے پر چیئرمین ہاؤسنگ بورڈ و مدرسہ بورڈ آسام واجد علی چودھری، کمشنر و سکریٹری شعبۂ تعلیم اور جوائنٹ سکریٹری سہراب علی بھی موجود تھے۔ ہاؤسنگ بورڈ کے چیئرمین واجد علی چودھری نے ریاست میں اردو کی ترقی کے لیے تاراچرن رستوگی کی خدمات کا ذکر کیا جنھوں نے اس زبان کے تحفظ کے لیے مہم شروع کی تھی۔ واجد علی کے مطابق صوبے میں کبھی اردو میں ابتدائی تعلیمی نظام تھا لیکن 1972 کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ تاہم تاراچرن کی کوششوں کو ہم رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ اردو کو محض مدرسوں تک محدود کر کے نہیں دیکھا جانا چاہیے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ سطح تک اردو کی باقاعدہ تعلیم و تدریس قومی و بین الاقوامی سطح پر رابطے استوار کرنے میں معاون ہوگی۔ دیگر اراکین نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بزرگ تھیٹر فنکار سابق راجیہ سبھا ممبر جناب حبیب تنویر نے اپنے خطاب میں اردو ڈرامے کے حوالے سے اس زبان کی عوامی مقبولیت کا ذکر کیا۔

واضح ہو کہ ''اردو میلہ'' کے دوران سریمنتا شنکر دوے کلکشیتر کیمپس میں ایک ''کتاب میلہ'' کا بھی انعقاد کیا گیا ہے جس میں تقریباً 20 اسٹال ہیں۔ قومی اردو کونسل و شعبۂ تعلیم آسام کے اشتراک سے یہ میلہ پورے ایک ہفتہ 12 تا 18 جنوری 2008 جاری رہے گا۔ اردو میلے میں کتابوں کی خرید و فروخت کے علاوہ ہر شام کلچرل پروگرام کے تحت مقامی و قومی فنکار فن موسیقی نیز اداکاری کا مظاہرہ کریں گے۔

افتتاحی پروگرام کے بعد مشہور ڈراما نگار اور سابق راجیہ سبھا ممبر جناب حبیب تنویر کا مشہور ڈراما ''آگرہ بازار'' خود حبیب تنویر کی نگرانی میں پیش کیا گیا۔ تقریباً پچاس فنکاروں پر مشتمل اس ڈرامے کا بنیادی تھیم سترھویں اور اٹھارھویں صدی کا ہندوستان اور خاص کر آگرہ کی عوامی زندگی کو پیش کرتا ہے۔ شہر آشوب گاتے ہوئے فقیروں سے اس ڈرامے کی شروعات ہوتی ہے اور آخر میں ''آدمی نامہ'' پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ پورے ڈرامے میں نظیر اکبرآبادی کا رول کہیں نہیں ہے لیکن ان کی تقریباً 14 نظمیں پورے ڈرامے میں نظیر کو ہمہ وقت موجود رکھتی ہیں۔ ایک ہزار سے زیادہ افراد سے بھرے پنڈال میں اس ڈرامے کے دوران عوامی توجہ دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہ ڈرامہ 60 برسوں کے بعد آج بھی عوام کی پہلی پسند ہے۔

(قومی آواز، نئی دہلی)

گوہاٹی میں "اردو میلے" کے دوسرے دن کتابوں کی دکانوں پر بھیڑ لیکن خریداری کم

● گوہاٹی۔ 15 جنوری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے زیر اہتمام منعقدہ "اردو میلہ" کے دوسرے دن کتابوں کی دکانوں پر بھیڑ دیکھی گئی لیکن خریداری بہت کم ہوئی۔ یہاں کے عام لوگوں میں اردو سے محبت کے بجائے عقیدت دیکھی گئی۔ سرکاری سطح پر اردو پڑھانے کا نظم نہ ہونے کا اثر عوام پر اس زبان سے ناواقفیت کی شکل میں صاف نظر آرہا ہے لیکن لوگ پرامید بھی نظر آئے۔ ایک آسامی نوجوان محمد ابرار نے کہا کہ کل وزیراعلیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسکولوں اور کالجوں میں اردو تعلیم کا انتظام کریں گے۔

ثقافتی پروگرام کے تحت پہلے "اپنا" گوہاٹی نے دیودھانی رقص پیش کیا جو کہ روایتی رقص تھا۔ پہلے اس کے بعد حبیب تنویر کے گروپ نے اپنا ڈراما "راج رکت" پیش کیا۔ یہ ڈراما قدیم ہندوستان میں پھیلی ضعیف الاعتقادی کے خلاف احتجاج پر مبنی ہے جسے رابندر ناتھ ٹیگور نے انیسویں صدی میں تخلیق کیا تھا۔ حبیب تنویر نے ان کے دو ناولوں کو یکجا کر کے اس ڈرامے کی تخلیق کی ہے جس میں دیوی دیوتاؤں کے سامنے اولاد کے لیے جانوروں کی قربانی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ زماں و مکاں کے لحاظ سے یہ ڈراما دور شہنشاہیت کے تری پورہ راجیہ کی کہانی ہے جہاں راجہ خود اس روایت کو ختم کرنا چاہتا ہے، لیکن سماج پر مذہبی اداروں کی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ اس کو اس سلسلے میں اپنی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ بہیمانہ رسم کی گرفت اس سماج پر اتنی مضبوط ہے کہ اس سلسلے میں خود راجہ کا بھائی اور اس کی بیوی اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ اس بہیمانہ روایت کو ختم کرنے کے اپنے ارادے سے باز نہیں آتا۔

جناب حبیب تنویر نے واضح کیا کہ دنیا کی تمام زبانیں خوبصورت ہیں، خود انگریزی زبان نے بھی ہم کو بہت کچھ دیا ہے اور اردو نے کسی زبان کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہر زبان کی خوبی کو اپنے اندر داخل کرلیا یہی وجہ ہے کہ شمال تا جنوب اور مشرق تا مغرب یہ زبان دنیا کے ہر حصے میں پھیلتی جارہی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آسامی اردو کے قریب آتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ اس سے آسامی کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ تمام ناظرین کا شکریہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید نے ادا کیا اور کہا کہ دو دنوں سے پروگرام کو جس طرح آپ نے کامیاب بنایا ہے ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی آپ کا تعاون ہمیں حاصل رہے گا۔ (قومی آواز، نئی دہلی)

اردو زبان کسی ایک مذہب، علاقے یا قوم کی زبان نہیں ہے

● گوہاٹی۔ 16 جنوری، غزل سے مراد ہے محبوب سے باتیں کرنا، اب آپ کا محبوب کوئی بھی ہوسکتا ہے، کوئی دوشیزہ بھی ہوسکتی ہے، پیر و مرشد بھی، انقلاب بھی اور وطن بھی۔ غزل کے دامن کی یہ وسعت اردو کی ودیعت ہے۔ اردو زبان نے بھی اپنے اور دیگر ممالک کے نہ جانے کتنی زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمولیا ہے۔ اس زبان کو کسی ملک، کسی زبان یا کسی علاقے سے بیر نہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اس زبان کے چاہنے والے ساری دنیا میں موجود ہیں۔ نارتھ ایسٹ کی طرف ہم اردو کے چاہنے والوں کی تلاش میں آئے ہیں اور تین دنوں سے آپ کی موجودگی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ یہ زبان کسی ایک مذہب، علاقے یا قوم کی زبان نہیں ہے۔ آپ کی اردو سے یہ محبت اردو کی تہذیب سے محبت ہے۔ اس تہذیب سے جس تہذیب میں نفرت نہیں محبت یگانگت اور بھائی چارے کا ایک بحر ذخار موجود ہے۔ یہ الفاظ گوہاٹی میں منعقد "اردو میلہ" کے تیسرے دن ثقافتی پروگرام میں ڈاکٹر علی جاوید ڈائرکٹر قومی اردو کونسل نے کہے اور پھر حیدرآباد سے تشریف لائے وٹھل راؤ کو غزل سرائی کی دعوت دی۔ انھوں نے وٹھل راؤ جی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ کا تعلق اردو کے ایک بڑے مرکز حیدرآباد سے ہے۔ آپ مخدوم محی الدین کے شہر سے آئے ہیں اور ان کے شاگرد بھی ہیں، یقیناً آپ ان کی گائی ہوئی اردو غزلوں کو مدتوں یاد رکھیں گے۔ غزل کے اس پروگرام سے پہلے منیپور اپٹا اور تارا سنگھ گروپ نے رنگارنگ ثقافتی پروگرام پیش کیا جس میں کتھک ڈانس، اڈیسی، جھنگڑہ، طبلہ نوازی، کورس گیت، مارشل آرٹ اور ڈانس ڈراما پیش کیے گئے۔

"امراؤ جان ادا" کا نغمہ

"دل چیز کیا ہے آپ مری جان لیجیے
بس ایک بار میرا کہا مان لیجیے"

کو بڑی خوبصورتی سے ایک مرد آرٹسٹ نے طوائف کے میک اپ میں پیش کیا جو قابلِ دید ہی نہیں قابلِ داد فن کا مظاہرہ تھا۔ وٹھل راؤ نے پہلے ایک منقبت:

بہ طفیل دامن مرتضیٰ میں بتاؤں کیا مجھے کیا ملا
کہ علی ملے تو نبی ملے جو نبی ملے تو خدا ملا

پیش کی اور اس کے بعد کئی غزلیں سنائیں۔ خاص طور پر مخدوم محی الدین کی نظم "چارہ گر" پر سامعین عش عش کر اٹھے:

یہ بتا چارہ گر تیری زنبیل میں
نسخۂ کیمیائے محبت بھی ہے
کچھ علاج و مداوائے الفت بھی ہے
دو بدن پیار کی آگ میں جل گئے
اک چنبیلی کے منڈوے تلے

ہم نے دیکھا انھیں دن میں اور رات میں
نور ظلمات میں ہم نے دیکھا انھیں
مسجدوں کے مناروں نے دیکھا انھیں
مندروں کے کواڑوں نے دیکھا انھیں
میکدے کی دراڑوں نے دیکھا انھیں
دو بدن پیار کی آگ میں جل گئے
اک چنبیلی کے منڈوے تلے

تقریباً رات دس بجے پروگرام کا کامیاب اختتام ہوا۔ شرکا کی تعداد نسبتاً کم اس لیے بھی تھی کہ آج یہاں آسام اسٹیٹ میں ایک بہت بڑا تہوار ''بیہو'' منایا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح دیگر ریاستوں میں ہولی یا دیوالی کا تہوار۔ پھر بھی فوج اور پولس کے بڑے، چھوٹے عہدہ داروں اور حکومت آسام کے لینگویج اور کلچر ڈپارٹمنٹ کے علاوہ مختلف طبقوں کے ایسے لوگ بھی اپنے بچوں کے ساتھ شامل ہوئے جو اردو زبان نہیں جانتے یا کم جانتے ہیں لیکن اردو غزل کا جادو ان کے سر چڑھ کر بولتا ہے۔

(اخبار مشرق، دہلی)

بیگم جان کے درد کو اسٹیج پر پیش کیا نادرہ نے

● گوہاٹی، 16 جنوری، مشہور تھیٹر آرٹسٹ اور ایکجوٹ ڈراما گروپ کی نگراں نادرہ ظہیر کی ہدایت میں تیار اردو ڈرامہ ''بیگم جان'' آج یہاں اردو میلہ کے دوران منعقد کلچرل پروگرام میں کلاکشیتر کیمپس کے انڈور آڈیٹوریم میں پیش کیا گیا۔ دو گھنٹے کے اس ڈرامے کی اسکرپٹ جاوید صدیقی نے لکھی ہے جب کہ بنیادی کردار نادرہ ببر نے ادا کیا۔ بیگم جان کی بیٹی زرینہ کے رول میں تھی۔ بالی ووڈ اداکار راج ببر و نادرہ ببر کی بیٹی جوہی اور کرایہ دار کے رول میں شمبھر جیوتی۔ اس ڈرامے کی کہانی کا زمانہ ملک کی تقسیم سے قبل — بیگم جان کی یادوں میں اور تقسیم کے بعد کا ہے۔ بیگم جان جو پیشے سے اعلیٰ درجے کی طوائف ہے ان کی ٹھمری، غزلوں کے دیوانے مہاراجہ پٹیالہ سے لے کر ملک کے بڑے بڑے سیاسی رہنما بھی تھے۔ بیگم جان کے درد کئی ہیں۔ ملک کا تقسیم ہو چکا تھا، کئی بڑے لیڈر تقسیم کے مخالف تھے اور بیگم جان ان کی سیاسی شعور سے متاثر بھی تھیں اس کے علاوہ زمانہ بدلا تو سماجی قدریں بھی بدل گئیں۔ فن موسیقی پر فلمیں اور ریکارڈ حاوی ہو گئے۔ طوائفوں کی قدر کرنے والے نہیں رہے۔ یہ درد بیگم جان کی زبان سے بھی ادا ہوتا ہے اور ان کے گھر کی در و دیوار سے بھی۔ اس کے علاوہ ان کی ایک کنواری نواسی ہے جو خوبصورت ہے اور اس کی خوبصورتی کے کئی پرستار بھی ہیں مگر اس کا ہاتھ پکڑ کر عزت کی زندگی دینے والا کوئی نہیں ہے۔ بیگم جان کی یہی ذہنی الجھن ماضی کی قوتوں کے سہارے کہانی کو آگے بڑھاتی ہے۔ ڈرامے کی محاوراتی زبان اور نادرہ ببر کی اداکاری نے ناظرین کو متاثر کیا۔ نادرہ ببر نے سب سے پہلے اس ڈرامے کو 2002 میں اسٹیج کیا تھا اس وقت سے اب تک اس کی تقریباً 200 شوز ہو چکے ہیں۔

پروگرام کے آخر میں ڈاکٹر علی جاوید، ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے ناظرین کا شکریہ ادا کیا اور نادرہ ببر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ نادرہ ظہیر ببر سجاد ظہیر کی بیٹی ہیں۔ جس طرح سے سجاد ظہیر نے ترقی پسند تحریک کی شروعات کر کے اردو کے فروغ کا سامان کیا تھا۔ نادرہ ان کے نقش قدم پر چلتی ہوئی ساری دنیا میں ڈرامے کے ذریعے اردو کا چراغ روشن کر رہی ہیں۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

''آپ کی سونیا'' ڈراما دیکھنے کے لیے شائقین کا ہجوم امڈ پڑا

● گوہاٹی۔ 17 جنوری، سرفروش، دل چلے اور ہم ساتھ ساتھ جیسی فلموں میں مرکزی رول ادا کر چکی بالی ووڈ کی خوبصورت اداکارہ سونالی بندرے اور اپنے وقت کے معروف فلم اداکار اور ٹی۔ وی۔ اینکر فاروق شیخ نے گوہاٹی کے اہل ذوق ڈراما شائقین کے روبرو'' آپ کی سونیا'' ڈراما پیش کیا۔ غور طلب ہے کہ پنجاباری علاقے میں قائم کلاکشیتر کا پنڈال آج کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ فلمی اداکاروں کو دیکھنے کثیر تعداد میں لوگ آئے تھے، جن میں ڈائرکٹر جنرل آف پولس مسٹر ماتھر، آئی جی لا اینڈ آرڈر کے چندر ناتھن، کلچرل سکریٹری، ثقافتی وزارت کے علاوہ تھیٹر آرٹسٹ لوکیندر ترویدی، انیس اعظمی اور این ایس ڈی سے نشا ترویدی بھی موجود تھیں۔ حفاظتی انتظام کے مدنظر آج معمول سے زیادہ پولس فورسز کا انتظام کیا گیا۔ غور طلب ہے کہ'' آپ کی سونیا'' قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے تحت منعقد اردو میلے میں اسٹیج کیا گیا۔ مذکورہ ڈرامے کے ہدایت کار سلیم عارف ہیں اور پروڈیوسر لبنیٰ سلیم جب کہ اسکرپٹ اپٹا کے نائب صدر، اسکرپٹ رائٹر جاوید صدیقی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ واضح ہو کہ جاوید صدیقی فلم اور تھیٹر دونوں میدان میں اپنے فکر و تعلیم کے جوہر گذشتہ 35-30 سالوں سے دکھا رہے ہیں۔ بنیادی طور پر رامپور (یوپی) کے رہنے والے جاوید صدیقی کا تعلق مجاہد آزادی مولانا محمد علی جوہر کے خاندان سے ہے اور اس نسبت سے انھوں نے اپنا کیریئر ''خلافت'' رسالے سے بطور صحافی شروع کیا۔ 1976 میں وہ صحافت چھوڑ کر قسمت آزمانے فلمی دنیا میں آگئے اور بطور اسکرپٹ رائٹر ستیہ جیت کی فلم ''شطرنج کے کھلاڑی'' سے فلمی سفر شروع کیا اس کے بعد اسے اب تک امراؤ

جان ادا، سوہنی مہیوال، علی بابا چالیس چور، بازی گر، ڈر، اور ''کوئی مل گیا'' سمیت تقریباً 80 فلموں کی اسکرپٹ لکھ چکے ہیں۔ جاوید صدیقی اردو شاعر کیفی اعظمی کے نزدیکی دوست رہے ہیں۔ تھیٹر کے میدان میں وہ کافی فعال ہیں ''اردو میلہ'' کی گذشتہ پیش کش ''بیگم جان'' سمیت تمھاری اوتار، سالگرہ، اندھے چوہے، رات اور دیگر ڈراموں کی اسکرپٹ بھی انھوں نے ہی لکھی ہے۔

غور طلب ہے کہ جاوید کا ڈراما آپ کی سونیا دراصل ان کے پہلے ڈرامے ''تمھاری امرتا'' کی ہی توسیع (Extention) ہے۔ کچھ عرصہ پہلے دو مرکزی کرداروں، دو کرسی، دو میز اور ڈھیر سارے خطوط کے ساتھ جاوید صدیقی تھیٹر شائقین تک پہنچے تھے اور اب دو کرسی، دو میز اور ڈھیر سارے خطوط کے ساتھ مزید مخاطب ہوئے، بس خطوں کا مضمون بدل گیا اور ایک کردار...... پہلے کہانی، ایک کامیاب وکیل و سیاستداں ذوالفقار علی عرف ذلفی اور ان کی دوست محبوبہ مشہور پینٹر امرتا گل کے ارد گرد گھومتی تھی۔ اب آپ کی سونیا میں امرتا مر چکی ہے اس کی جگہ اس کی بیٹی سونیا آ جاتی ہے اور خطوط کے مکالموں کے ذریعے ذلفی و سونیا کے مابین محبت و نفرت کا مقدمہ قائم ہو جاتا ہے۔ جاوید صدیقی کی شستہ زبان، بالغ شعور فکر اور لہجہ مکالموں سے واضح تھا۔ تاہم سونالی کے ذریعے اردو مکالموں کی ادائیگی قابل تعریف رہی۔ Climex اور ڈرامے کے اختتام نے موثر کیفیت پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ڈرامے کا اسکرپٹ بھی قابل تعریف ہے۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

اردو میلے میں غالب کی زندگی پر مبنی ڈراما ''قید حیات'' کی کامیاب پیشکش

● گوہاٹی۔ 18 جنوری، غالب کی ہمہ جہت شخصیت و شاعری کی طرح ان کی کتاب زندگی کے اوراق بھی نیرنگ ہیں۔ پھر ان کی تہہ دار زندگی کے اوراق الٹنا، ان کی شخصیت کو سمجھتے ہوئے معاملات زندگی کو تحریر یا اداکاری کے ذریعے پیش کرنا بلا شبہ ایک دشوار عمل ہے۔ ایک صدی گزرنے کے باوجود بھی محققین و اہل قلم کی مسلسل یہ کوشش جاری ہے کہ تحقیقی مقالوں سے لے کر کبھی فلم تو کبھی ٹی.وی. اور کبھی تھیٹر پر ان کے نئے نئے روپ کو اپنے تخیل کے جھروکوں سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ برصغیر میں مرزا غالب سے متعلق اب تک کئی فلمیں/ٹی.وی. سیریل اور متعدد ڈرامے لکھے جا چکے ہیں اور کھیلے بھی جا چکے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ہندی کے مشہور پلے رائٹر سریندر ورما کا لکھا ہوا ڈراما ''قید حیات''۔

آسام کی راجدھانی میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے زیر اہتمام چل رہے ثقافتی میلے، NSD سے فارغ التحصیل ڈائرکٹر لوکیندر ترویدی نے سریندر ورما کے ڈرامے کو پیش کیا۔ ''قید حیات'' کا یہ چوتھا شو تھا اس سے قبل وہ اسے دلی میں NSD اور غالب تقریبات کے دوران ایوان غالب میں بھی پیش کر چکے ہیں۔

مرزا غالب کی ازدواجی، جذباتی، روحانی اور اقتصادی زندگی پر مبنی اس ڈرامائی پیشکش کے سلسلے میں یہ بات قابل تعریف ہے کہ جس طرح مرزا کی زندگی بذات خود سیکولر نظریۂ حیات کا مرقع تھی یہاں بھی پلے رائٹر سریندر ورما سے لے کر ڈائرکٹر لوکیندر ترویدی، مرکزی کردار غالب (پرشانت سنگھ) امراؤ بیگم (مینا میر) کاتبہ (الکا موگا) کاسٹیوم ڈزائنر نشا ترویدی غرض تمام کرداروں کا تعلق اس فرقے سے نہیں ہے جس کے حوالے سے کچھ تنگ نظر فرقہ پرستوں نے اردو کو مخصوص مذہب سے جوڑ دیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے کہ تلفظ اور چند دیگر خامیوں کے باوجود لوکیندر ترویدی کی یہ کاوش قابل تعریف ہے اور توقع ہے کہ آئندہ شو میں یہ خامیاں بھی دور ہو جائیں گی۔

''قید حیات'' کا زمانہ 1830-1824 کا ہے۔ غالباً اس وقت غالب کی عمر 27 برس تھی۔ غالب کے خطوط کی روشنی میں سریندر ورما نے کہانی کے پلاٹ کا تانا بانا بنا ہے لیکن اس میں ایک اہم کردار کاتبہ کا کردار ان کے تخیل کی ایجاد ہے اور اسے غالب کے تاریخی منظرنامے میں موجود ڈومنی کے کردار کا متبادل کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح پرویز کا کردار بھی تخیل پر مبنی ہے لیکن ان کرداروں کی مدد سے تاریخ کے اوراق میں سماجی زندگی اور مرزا کی جذباتیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

واضح ہو کہ پلے رائٹر سریندر ورما نے متعدد ڈراموں کا منظرنامہ لکھا ہے۔ ہمیں وہ ڈرامے 'بڑے سید چھوٹے سید' بادشاہ گر سید برادران پر مبنی تھا جو بہت کامیاب رہا اور دوسرا ''قید حیات'' ہے۔ ڈائرکٹر لوکیندر ترویدی اب تک تقریباً 60 ڈراموں کو ہدایت دے چکے ہیں اور 50 ڈراموں اور کئی ٹی.وی. سیریل میں اداکاری بھی کر چکے ہیں۔ ثقافتی شام میں ڈرامے سے قبل آسام کے روایتی میوزک گروپ کی جانب سے محترمہ حفیظہ بیگم اور ان کے ہمنوا نے ایک منقبت پیش کی جو اذان پیر سے متعلق تھی، علاقائی افراد کے مطابق اذان پیر 17ویں صدی کے اواخر میں بغداد سے یہاں آ گئے تھے۔ مست قلندر گھوم گھوم کر گاتے تھے اور امن و آشتی کا پیغام دیتے تھے۔ کچھ شرپسندوں نے اسلام کے راجہ کے کان بھرے راجہ نے ان کی آنکھیں نکلوا دیں، بعد میں اسے افسوس ہوا اور ان کا مزار بنوا دیا لیکن آج برسوں بعد آسام کے عوام اپنے گیتوں میں اذان پیر کو یاد کرتے ہیں۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

اردو کی ہمہ جہت ترقی کے لیے حکومت پرعزم

● گوہاٹی۔ 19 جنوری، آسام کی راجدھانی گوہاٹی کے کلاکشیتر پنجاباری میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے تحت منعقد سات روزہ اردو میلہ آج اختتام پذیر ہوا۔ ایک ثقافتی ہفتہ کے دوران تھیئٹر فنکار حبیب تنویر گروپ/ فاروق دسونالی جیندرے/ نادرہ ظہیر ببر و جوہی ببر/ ابھیگیان ایسوسی ایٹ تھیئٹر گروپ سے لوکیندر ترویدی وانیس اعظمی جیسے بڑے فنکاروں نے اردو سے متعلق ڈرامے پیش کیے جب کہ دھنجل راؤ، اپنامنی پور/ اپنا گوہاٹی و دیگر مقامی موسیقاروں نے شمالی جنوب کی قدیم لوک روایتوں کا مظاہرہ کیا۔ اختتامی اجلاس میں مہمان خصوصی وزیر تعلیم حکومت آسام روپن بوہرہ نے اردو میلہ کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آزادی کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ آسام میں اردو سے متعلق اتنے بڑے پیمانے پر پروگرام کا انعقاد کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اردو زبان سمیت تمام زبانوں کی ہمہ جہت ترقی ہونی چاہیے اور تعلیمی نظام میں ان زبانوں کو جائز مقام ملنا چاہیے جو اب تک نظر انداز ہورہی ہیں۔ جناب بوہرہ نے وزیراعظم کے 15 نکاتی پروگرام سے مستفید ہونے کی بات کہی اور کہا کہ سچر کمیٹی کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے ہم پرعزم ہیں۔ انھوں نے یقین دہانی کرائی کہ آسام حکومت اردو کے فروغ کے لیے پورا پورا تعاون کرے گی۔

انھوں نے کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید کو یقین دلایا کہ اردو کونسل کے ریجنل سینٹر کے لیے سرکار سے اراضی الاٹ ہونے کی وہ سفارش کریں گے اور جب تک انتظام ہو وہ ڈائرکٹریٹ آف ایجوکیشن کے دفتر میں عارضی طور پر کونسل کو دو کمرے مہیا کرائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ روپن بوہرہ کے مطابق لسانی، مذہبی و سماجی اعتبار سے ہندوستان پوری دنیا میں منفرد حیثیت رکھتا ہے اور عالمی سطح پر اس کی منفرد پہچان تبھی قائم رہ سکتی ہے جب تمام ہندوستانی زبانوں کی ہمہ جہت ترقی ہو۔

اس سے پہلے کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید نے خیر مقدمی کلمات میں گوہاٹی کے لوگوں اور ان اداروں کا شکریہ ادا کیا جن کے تعاون سے ثقافتی ہفتہ کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ انھوں نے کہا کہ آج برصغیر کے دونوں ملکوں سے باہر یورپ سے لے کر وسط ایشیا اور خلیجی بہت سی ریاستوں میں اردو کے جاننے و چاہنے والے موجود ہونے کے باوجود تعلیمی سطح پر وہ اردو پڑھنے سے محروم ہیں۔ ان حالات میں قومی کونسل کا مقصد ملک کے کونے کونے میں اردو کی نوآبادیوں کی دریافت و توسیع ہے۔ اعلیٰ و ثانوی شعبۂ تعلیم (آسام) کے ڈائرکٹر ہیمو کمار ساہو نے جدید تکنیک کے ذریعے آسام کے لوگوں کو اردو سکھانے پر زور دیا۔ انھوں نے کہا کہ آسام کے لوگوں کو اتنی اردو ضرور آنی چاہیے کہ وہ غالب اور بہادر شاہ ظفر کی غزلیں بخوبی سمجھ سکیں۔ افتتاحی اجلاس میں کونسل کے پرنسپل پبلی کیشن آفیسر ڈاکٹر ابوبکر عباد نے واضح کیا کہ اس سے قبل کونسل کے زیادہ تر اجلاس اردو کے اہم مراکز دہلی/ ممبئی/ لکھنؤ/ حیدرآباد وغیرہ میں ہوتے رہے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ شمال جنوب کی ریاستوں میں کونسل نے اردو کے مختلف پروگرام منعقد کرائے اور اس سے بھی خوشی کی بات ہے کہ منی پور و گوہاٹی اور شیلانگ میں تمام پروگرام کامیاب رہے۔ انھوں نے کہا کہ اگرچہ بہار اردو کا گڑھ ہے لیکن پہلی بار یہاں قومی کونسل کے تحت اردو کتاب میلے کا انعقاد ہوا اور اب گوہاٹی میں کونسل نے کتاب میلہ منعقد کرایا جس میں تقریباً 18 پبلشروں نے شرکت کی۔ ڈاکٹر ابوبکر عباد نے مرکزی وزیر برائے انسانی وسائل وترقیات ارجن سنگھ، ڈائرکٹریٹ سیکنڈری ایجوکیشن آسام، مدرسہ بورڈ، آرگنائزنگ کمیٹی کے اراکین، کونسل کے اسٹاف نیز میڈیا کا شکریہ ادا کیا، جن کے اشتراک و تعاون سے اردو میلہ کامیابی کے ساتھ اختتام تک پہنچا۔ اختتامی اجلاس میں وزیر تعلیم جناب بوہرہ نے ان بچوں کو انعامات تقسیم کیے جنھوں نے دوران میلہ منعقد آرٹ کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

بی۔ اے۔، ایم۔ اے۔ اور سرٹیفکیٹ کورسیز کے نصاب کا خاکہ

● نئی دہلی۔ 31 دسمبر، ''انسان کے اندر موجود حیوان کا خاتمہ صرف ادب کے ذریعے کیا جاسکتا ہے اور انسان کے باطنی جہان کی سیاحی بھی صرف ادب کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پوری دنیا میں پروفیشنل کورسز اور سائنسی مطالعات کا جس طرح سیلاب آیا ہوا ہے اس نے ادب کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ہے نتیجتاً انسانی برادری انسانی اقدار کے لیے ہلک رہی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی سہ روزہ ورکشاپ کے آخری دن اختتامی اجلاس میں اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر لطف الرحمن نے کہا کہ اردو خالص سیکولر زبان ہے جس کے خمیر میں محبت و یگانت کی خوشبو ہے۔ یہاں جس نصاب کا خاکہ بنانے ہم لوگ بیٹھے تھے اتفاق رائے سے ہم نے اس میں اردو زبان اور اردو تہذیب کی بنیادی خوبیوں کو خشت اول قرار دے کر ایک ایسا خاکہ تیار کرلیا ہے جس پر کچھ اور محنت کرنے کے بعد اسے باضابطہ کل ہند نصاب کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اس نصاب میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ ہماری باطنی اور خارجی زندگی میں توازن پیدا کرسکے اس لیے کہ اس توازن کے بغیر انسانی زندگی کی فلاح ممکن ہی نہیں۔ واضح ہو کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی جانب سے منعقد اس قومی ورکشاپ میں ملک بھر میں 33 یونیورسٹیوں کے اساتذہ شریک ہوئے اور تمام یونیورسٹیوں کے نصاب کو سامنے رکھ کر ایک ایسے نصاب کا خاکہ تیار کیا جو تمام یونیورسٹیوں

کے لیے قابل قبول ہو۔ اختتامی جلسے کی صدارت جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق وائس چانسلر سید شاہد مہدی نے کی اور ایم.اے. کی نصابی کمیٹی کے چیئرمین پروفیسر شارب ردولوی نے تین دنوں کی کارکردگی پر اختصار سے روشنی ڈالتے ہوئے اس خاکے کو پیش کیا جو ایم.اے. کی نصابی کمیٹی نے تین روزہ غوروخوض کے بعد تیار کیا تھا۔ سرٹیفکیٹ کورس، ڈپلوما اور ایڈوانس ڈپلوما کورسز کمیٹی کی چیئرمین ڈاکٹر ارجمند آرا نے اپنی نگرانی میں تیار کیے گئے نصاب کا خاکہ پیش کیا۔ اندرا گاندھی اوپن نیشنل یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر ڈاکٹر بصیر احمد خاں نے قومی کونسل کی اس ورکشاپ کو ایک بے حد اہم قدم بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ ورکشاپ ایسے موقع پر منعقد کی گئی ہے جب ہماری یونیورسٹی میں بھی شعبۂ اردو کے قیام کا پروپوزل زیر غور ہے چنانچہ اس ورکشاپ سے ہمیں بھی خاصی مدد مل سکتی ہے۔ صدارتی تقریر میں سید شاہد مہدی نے قومی اردو کونسل کو مبارک باد دی کہ کونسل نے نصاب کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے پہلی مرتبہ ایک کل ہند ورک شاپ منعقد کی۔ انھوں نے حیدرآباد یونیورسٹی کا بھی ذکر کیا جہاں اردو کو انٹرنیٹ سے جوڑ کر سائنسی مطالعات کے لیے ذریعے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کہا کہ اس سے بھی کونسل کو مدد مل سکتی ہے۔ انھوں نے بی.اے.، بی.اے. آنرس، ایم.اے. اور سرٹیفکیٹ ڈپلوما اور ایڈوانس ڈپلوما کے نصابی خاکوں میں چند ترمیمات کی طرف بھی اشارہ کیا تاکہ یہ زیادہ کارآمد اور کارگر ثابت ہوسکیں۔ جناب سید شاہد مہدی نے پرائمری اور سیکنڈری سطح پر بھی تعلیم کی تحریک کو فروغ دینے پر زور دیا اور یہ بھی کہا کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ نے اردو کو بازار میں کھڑا کر دیا ہے، چنانچہ اساتذہ کو اپنے طلبہ کی تربیت اس انداز سے کرنی چاہیے کہ وہ بازار کے مسائل سے نبرد آزما ہوسکیں اور اس کے لیے ایک ایسا ماڈل نصاب کی ضرورت ہے جو پورے ملک کی دانشگاہوں میں رائج ہو اور طلبہ کی تربیت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس لحاظ سے کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید قابل مبارک باد ہیں۔ قومی کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر علی جاوید نے اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ ورکشاپ ان کی توقع سے زیادہ کامیاب رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ماڈل نصاب کی تیاری کا کام ایک ورکشاپ میں پورا نہیں ہوسکتا اس کے باوجود ہمارے مہمانوں نے پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ بی.اے.، ایم.اے. اور سرٹیفکیٹ کورسز کے نصاب کا خاکہ تیار کر دیا ہے جس میں رنگ آمیزی کے لیے قومی اردو کونسل ماہرین کی ایک کمیٹی بنائے گی جو ان خاکوں پر غور کرے گی۔ اس کے بعد جو شکل سامنے آئے گی وہ تمام اساتذہ کے پاس مشورے کے لیے بھیجی جائے گی۔ اس کے بعد ہم ایک دو ورکشاپ اور کریں گے جس میں ماڈل نصاب تیار کیا جائے گا اور اس سلسلے میں جن کتابوں کی ضرورت ہوگی انھیں قومی اردو کونسل شائع کرے گی تاکہ یہ نصابی متون ہر جگہ دستیاب ہوں۔ اتنا ہی نہیں پروفیشنل کورسز کے سلسلے میں جن یونیورسٹیوں میں اساتذہ اور وسائل کم ہیں انھیں قومی اردو کونسل وہ وسائل (مثلاً کمپیوٹرز) فراہم کرے گی۔ انھوں نے مرکزی وزیر انسانی وسائل ارجن سنگھ کو تمام شرکا کے دستخط سے ایک میمورنڈم دینے کی بات کہی جس میں اردو تعلیم کے لیے ماڈل اسکول قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آخر میں انھوں نے تمام شرکا بالخصوص ڈاکٹر بصیر احمد خاں، جناب سید شاہد مہدی، پروفیسر شارب ردولوی، پروفیسر لطف الرحمٰن، پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی، پروفیسر شمیم حنفی اور اس ورکشاپ میں شرکت کرنے والے تمام اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

غالب کی شاعری حساس مسائل پر جرأت مندانہ اظہار خیال

● حیدرآباد۔ 31 دسمبر، آفاقی شاعر مرزا غالب کے 210ویں یوم ولادت کے موقع پر ادارہ "تہذیب ادب" کے زیر اہتمام منعقدہ "یومِ غالب" کے ادبی اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے شاعر، مترجم و صحافی مضطر مجاز نے اپنی تقریر میں کہا کہ غالب کی غزل کئی زمانوں پر محیط ہے اور آج بھی اس کی سماجی، تہذیبی اور معاشرتی معنویت برقرار ہے۔ غالب کی عظمت ان کی آزادی فکر وخیال میں ہے، وہ ہر قسم کے حدود و قیود سے بالاتر تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں بعض حساس مسائل پر جرأت مندی کے ساتھ اظہار خیال کیا۔ زندگی کی المناکیوں کے باوجود انھوں نے اپنی شوخی طبع اور زندگی کے اعلیٰ مذاق پر کوئی حرف آنے نہ دیا۔ عبدالمقیت صدر ادارہ نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں کہا کہ غالب کی غزل برصغیر کے مسلمانوں کے فکروفن کا نقطۂ عروج ہے اور غالب کی فکروشاعری کے بغیر ہماری تہذیبی و سماجی زندگی تہی دامنی کا شکار ہوجاتی ہے۔ مہمان خصوصی پروفیسر یوسف کمال نے کہا کہ غالب نے اردو کو توانا و تخلیقی نثر عطا کی۔ انھوں نے اردو تہذیب کو بہت کچھ عطا کیا اور اپنی شاعری اور خطوط میں مغلیہ تہذیب کی تباہی کا مرقع پیش کیا لیکن اسی پر اکتفا کرنے کے بجائے انھوں نے صنعتی تہذیب کو بھی خوش آمدید کہا۔ اپنی ناآسودہ زندگی کے باوجود غالب نے بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ ڈاکٹر شیخ سیادت علی نے اپنے مضمون "مرزا غالب کی شاعری و خطوط" میں طنز ومزاح کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ غالب سے قبل اردو زبان طبع زاد نثر سے محروم تھی۔ رؤف خیر نے مرزا غالب کے ایک شاگرد میاں داد سیاح کے متعلق تحیر اور تجسس کی فضا پر ایک مضمون سنایا۔ رؤف خیر نے غالب کے خطوط قرأت کرکے محفل میں

سماں باندھ دیا۔ ڈاکٹر یوسف اعظمی نے عالمی ادب میں غالب کی فکر وشاعری کی قدر و قیمت کا تعین کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کے ممتاز شاعروں، گوئٹے، دانتے، ورڈس ورتھ کی صف میں بھی غالب کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ خود ہندوستان میں کالیداس کے بعد غالب کا مقام تمام شاعروں سے بڑا ہے۔ غالب کی شاعری میں فکر و تخیل کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ احمد رضوی نے کہا کہ غالب کی فارسی آمیز تراکیب اور ان کی مشکل پسند طبیعت کی وجہ سے ابتدائی مراحل میں غالب کے کلام کو عوامی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی لیکن رفتہ رفتہ ان کی شاعری خواص کے علاوہ عوام میں بھی مقبول ہوتی گئی اور ہر عہد میں اس کی معنویت اور مقبولیت میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ اجلاس کے آغاز میں میر شجاعت علی نے کلام غالب پیش کر کے سماں باندھ دیا۔ ایم اے صدیقی معتمد ادارہ نے نظامت کی۔ ایم۔اے۔نعیم کے اظہار تشکر پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی پر تحریک ولی اللّٰہی کے اثرات

● نئی دہلی۔ شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے نئی دہلی کے انڈیا اسلامک کلچر سینٹر میں منعقدہ ایک روزہ سیمینار میں مقررین اور مقالہ نگاروں نے ''جنگ آزادی 1857 پر تحریک ولی اللّٰہی کے اثرات'' کا بھرپور احاطہ کیا۔ سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر مولانا محمد سالم قاسمی نے فرمایا کہ علما نے جنگ آزادی میں دیانت و اخلاص کے زبردست جذبے سے اپنا سب کچھ قربان کر کے جس طرح تاریخ کے صفحات پر اپنی بے شمار خدمات کے نقوش چھوڑے ہیں ٹھیک اسی طرح اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کے مطابق وطن عزیز سے مخلصانہ محبت کا بیش قرار سرمایہ آنے والی نسلوں کو عطا کیا ہے۔

اقلیتی امور کے مرکزی وزیر جناب عبدالرحمٰن انتولے نے پہلی جنگ آزادی میں علما کی ناقابل فراموش خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ ولی اللہ نے آزادی کی جو شمع روشن کی تھی وہ ملک کی آزادی کا اہم سنگ میل بن گئی اور پھر انھی خطوط پر چل کر ہم نے آزادی کی بیش بہا نعمت حاصل کی۔ دہلی کی وزیر اعلیٰ محترمہ شیلا دکشت نے اس موقع پر کہا کہ پہلی جنگ آزادی میں شاہ ولی اللہ کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انھوں نے ذہنی بیداری کا فریضہ انجام دیا۔ انھوں نے اس موقع پر یقین دلایا کہ وہ شاہ ولی اللہ کے مقبرے کی تزئین میں تعاون دیں گی اور اس زمانے کی یادگاروں کو محفوظ کرنے کے لیے کام کریں گی۔

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کے چیئرمین مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی کی کتاب ''پہلی جنگ آزادی 1857 میں مسلمانوں کا حصہ'' کے اجرا کی رسم مہمان خصوصی جناب عبدالرحمٰن انتولے صاحب کے ہاتھوں عمل میں آئی اور نامور مفسر قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ کو (پس مرگ) پہلے شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ ایوارڈ ان کے فرزند عبدالمجید پاریکھ نے قبول کرتے ہوئے کہا کہ میرے والد مولانا عبدالکریم پاریکھ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے صاحبزادوں کی قرآن پاک کی خدمات کے اعتراف میں انھیں اپنا روحانی مرشد تسلیم کرتے تھے۔

قبل ازیں سیمینار کی مجلس استقبالیہ کے صدر جناب محمد ادیب نے کہا کہ شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نے ہندوستان کے ہر طبقے اور مکتب فکر کو تحریک ولی اللّٰہی سے روشناس کرانے کا عزم کیا ہے۔ سیمینار کے ناظم معصوم مرادآبادی نے شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کے وسائل محدود اور عزائم لامحدود ہیں۔ یہ انسٹی ٹیوٹ شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادے کی تصنیفات و تالیفات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ فقہ، تفسیر اور تاریخ و ثقافت کے متعدد عربی، فارسی اور اردو مخطوطات کی ترتیب و تدوین کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کا بنیادی مقصد خاندان شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات کو عام کرنا ہے اور ''رجوع الی القرآن'' جیسی ولی اللہ تحریک کو فروغ دینا ہے۔

اس موقع پر خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں مولانا محمد ولی رحمانی نے اس بات سے اختلاف کیا کہ ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی 1857 میں شروع ہوئی تھی۔ انھوں نے کہا کہ 1799 میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ان کے جسد خاکی پر انگریزوں نے اعلان کیا تھا کہ اب ہندوستان ہمارا ہے۔ مولانا محمد ولی رحمانی نے کہا کہ تحریک ولی اللّٰہی کے تحت باون (52) ہزار علما نے اپنی جانوں کی قربانی پیش کی۔ مولانا عمید الزماں کیرانوی نے فرمایا کہ 1857 کی جنگ آزادی، پہلی جنگ آزادی تھی یا نہیں، اس کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ حقیقت ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ اس سے پہلے انگریزوں کے ساتھ لڑی گئی بعض جنگیں، مدافعتی و مزاحمتی نوعیت کی تھیں۔

ملی و تعلیمی فاؤنڈیشن کے صدر مولانا اسرار الحق قاسمی نے کہا کہ تاریخ کے ان حقائق کو نصاب کے طور پر بچوں کو پڑھایا جائے۔ انھوں نے کہا کہ 1857 کی جنگ آزادی کے شہدا میں ستائیس ہزار مسلمان اور ساڑھے چار ہزار ہندو شہید ہوئے تھے اور اس اعتبار سے پہلی جنگ تھی جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک ساتھ حصہ لیا تھا۔ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ناظم اعلیٰ

جمعیۃ اہلحدیث نے کہا کہ ہندوستان کی آزادی کی پہلی جنگ 1857 میں علمائے صادق پور کی قربانیوں اور خدمات کا ذکر ضروری ہے۔ علمائے اہلحدیث نے استخلاص وطن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ انگریزوں نے اس کو وہابی تحریک کا نام دیا تھا۔ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ انگریزوں کی جانب سے 1857 میں ہندوستانیوں کے خلاف چلائے گئے مقدمات کی کارروائیوں کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے۔ شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کو اس پروجیکٹ کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہیے۔ مولانا احمد علی قاسمی صاحب، نائب صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت نے مسلمانو کو درپیش مسائل اور تحریک آزادی میں ان کی قربانیوں کا ذکر تفصیل سے کیا۔ مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مفتی اعظم پنجاب نے فرمایا کہ کسی تحریک کے لیے سب سے زیادہ اہمیت ذہنوں کو تیار کرنے کی ہوتی ہے، فکر سازی کا مرحلہ کسی جدوجہد کا سب سے پہلا مرحلہ ہے اور یہی مشکل ہوتا ہے۔ شاہ صاحب ملکی آزادی کے لیے ذہنوں کو ہموار کرنے اور افراد کو تیار کرنے کا کام انجام دیتے رہے۔ ان سے تعلق رکھنے والے ان کے شاگرد نہ صرف ملک کے طول وعرض میں بلکہ عرب ملکوں میں اور افریقہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب کی حیثیت اس وقت صرف مرغ باد پیا کی نہیں تھی جو ہوا کا رخ بتا رہا ہو بلکہ وہ ہواؤں کا رخ بدلنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔ جناب فیضی عزیز ہاشمی صاحب، ڈپٹی کمشنر نئی دہلی اور مولانا جنید احمد بنارسی ورکنگ صدر آل انڈیا مومن کانفرنس نے بھی اپنے خیالات وتاثرات کا اظہار کیا۔

سیمینار کی دوسری نشست کی صدارت مولانا احمد مصطفیٰ راہی صدیقی، اڈیٹر ماہنامہ "ہدیٰ" نے کی۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر سید محمد فاروق صاحب، نائب صدر آل انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر نئی دہلی تھے۔ اس نشست کے مقالہ نگاروں میں پروفیسر بدرالدین الحافظ، پروفیسر زین الساجدین، جناب کمال جعفری، جناب شبیہ احمد، ڈاکٹر ضیاالحق چودھری اور ڈاکٹر ابوظہیر ربانی وغیرہ تھے۔

اس نشست کے اختتام پر سیمینار کے کنوینر مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ اس نیشنل سیمینار کے لیے ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور ملی اداروں کے ذمے داروں کی جانب سے کثیر تعداد میں مقالات موصول ہوئے جو 1857 کی جنگ آزادی پر "ولی اللہی تحریک" کے اثرات کے مختلف گوشوں پر محیط ہیں۔ آخر میں مجلس استقبالیہ کے صدر جناب محمد ادیب صاحب نے مہمانان خصوصی اور مقالہ نگاروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جلد ہی ان تمام مقالات کی اشاعت نہ صرف اردو زبان میں کی جائے گی بلکہ انگریزی اور ہندی میں بھی کی جائے گی، تاکہ علمائے ہند، "تحریک ولی اللہی" اور مدارس کے روشن وتابناک کارناموں سے برادران وطن باخبر ہوسکیں۔

(ڈاک سے)

غالب 1857 کے عینی گواہ

● مرزا اسداللہ خاں غالب کے 210ویں یوم ولادت کے موقع پر غالب اکیڈمی، نئی دہلی میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر جناب شمیم طارق نے اپنے خطبے میں کہا کہ 1857 ہندوستان کی تاریخ کا ایک ایسا واقعہ ہے جس کی معنویت میں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس سے سو سال پہلے 1757 اور 90 سال بعد 1947 ہے جب انگریز متعینہ تاریخ سے پہلے ہی آزادی دے کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ اگر 1757 نہ ہوتا تو 1857 اور پھر 1947 بھی نہ ہوتا۔ تاریخ کے اس تسلسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ آزادی ملک وقوم کی فطری طلب ہے، اس کو دبایا نہیں جاسکتا۔ حیرت ہے کہ اس حقیقت کا سب سے پہلے ادراک خود انگریزوں نے کیا کہ ہندوستان کو زیادہ دنوں غلام بنا کر نہیں رکھا جاسکتا۔ 1860 سے ایسی کتابیں شائع ہونا شروع ہوگئی تھیں جن میں انگریزوں نے اپنی زیادتیوں کے اعتراف کے ساتھ اس حقیقت کا بھی اعتراف کیا ہے کہ ان کی حکومت کی حیثیت ریت کے جزیرے پر تعمیر ہونے والے محل جیسی ہے جو کسی وقت بھی زمیں بوس ہوسکتی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ غالب 1857 کے عینی گواہ تھے مگر شاعری میں انھوں نے ایک نو شعری قطعے اور ایک شعر کے علاوہ اپنے مشاہدات کو پیش نہیں کیا ہے۔ خطوط میں اور "دستنبو" میں جو اشارے ہیں ان کی روشنی میں 1857 کی پوری تصویر سامنے نہیں آتی یہ غالب کی مجبوری تھی۔ بہادر شاہ ظفر ایک شخص کا نام بھی ہے اور کسمپرسی کی علامت بھی۔ انگریزوں سے زیادہ ظلم ان پر ان کے عزیزوں نے ڈھائے جو انگریزوں کے مخبر تھے۔ شمیم طارق صاحب نے مزید کہا کہ 1857 پر گفتگو کے سلسلے میں ماخذ کی بہت زیادہ اہمیت ہے جن پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ ماخذ کو چھاننے پھٹکنے کے بعد ہی 1857، غالب اور بہادر شاہ ظفر کے بارے میں صحیح اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

وسیم احمد سعید صاحب نے اپنے لیکچر میں کہا کہ 1857 کی جنگ کو ہندوستان کی تاریخ یقیناً کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ انھوں نے کہا کہ 1857 کے اس معرکۂ عظیم کی دو عظیم شخصیتوں میں ایک خاندان تیموری کا آخری تاجور مگر بے سلطنت شہنشاہ بہادر شاہ ظفر اور دوسرا اس کے دربار کا عظیم شاعر اسداللہ خاں غالب ہیں۔ اس موقع پر پروفیسر حسین جعفری، جناب سید شاہد مہدی اور جناب جوگندر پال نے بھی اظہار خیال کیا۔ متین امروہوی صاحب نے غالب کی زمین میں اپنا کلام پیش کیا۔

لیکچر سے پہلے مزار غالب پر گل پوشی وفاتحہ خوانی کی گئی اور لیکچر کے بعد مشہور آرٹسٹ سادھنا رہٹگاؤنکر نے غالب کی کئی غزلیں موسیقی کے ساتھ پیش کیں۔ (ڈاک سے)

انجمن ترقی اردو جھارکھنڈ کی مجلس عاملہ کی نشست

● رانچی۔ انجمن ترقی اردو جھارکھنڈ کی مجلس عاملہ کی ایک اہم نشست رانچی میں صدر انجمن پروفیسر ابوذر عثمانی کے زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیے جانے کے بعد اس پر عمل درآمد کے سلسلے میں کئی امور زیر بحث آئے۔ صدر انجمن نے صورت حال کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ سرکاری حکم نامے کے مطابق اردو کے دفتری سطح پر استعمال کو معمولاً جاری رکھنا اگرچہ حکومت کی ذمے داری ہے مگر یہ انجمن اور اردو آبادی کی دوسری تنظیموں کا بھی فرض ہے کہ وہ اس نئے مرحلے میں اردو کے تحفظ و بقا کے تقاضوں کے تحت زیادہ مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ اردو کے استعمال اور چلن کو فروغ دینے پر توجہ دیں اور اس کی تمام ممکن عملی صورتوں کو بہ روئے کار لاکر اردو کی دوسری سرکاری زبان کی حیثیت کو مستحکم بنانے میں معاون ہوں۔

اس نشست میں مندرجۂ ذیل امور غور و بحث کے بعد طے ہوئے۔

اس بات پر زور دیا گیا کہ حکومت کے جاری کردہ نوٹی فکیشن کے مطابق سرکاری دفاتر اور محکموں میں اردوداں عملے (مترجم اور ٹائپسٹ) کی تقرری کے احکام بلاتاخیر جاری کیے جائیں تاکہ اردو میں وصول ہونے والی عرضیوں اور درخواستوں پر اردو میں ان کے جوابات دینے کا التزام کرتے ہوئے بہ آسانی کارروائی کی جاسکے۔ نیز اردو کے سرکاری استعمال کے ضمن میں جو دوسری سہولتیں قانوناً عطا کی گئی ہیں مثلاً رجسٹریشن آفس میں اردو دستاویزات کا قبول کیا جانا، اہم سرکاری قوانین، ضابطوں، نوٹی فکیشن اور اہم سرکاری اشتہارات کی اردو میں اشاعت، عوامی اہمیت کے حامل سرکاری حکم ناموں اور نوٹسوں (سرکلروں) کا اردو میں جاری کیا جانا، اہم نوٹس بورڈوں کی اردو میں نمائش اور ضلع گزٹ کی اردو ترجمے کے ساتھ اشاعت جن سے اردو آبادی کو مستفیض کیا جاسکے۔

ان سہولیات کے علاوہ اشد ضروری ہے کہ قانون اردو کے مضمرات کے تحت اردو پڑھنے پڑھانے کی سہولتیں بلاامتیاز برقرار رکھی جائیں اور پہلے مرحلے میں قومی سطح پر تسلیم شدہ سہ لسانی فارمولے کے تحت جسے گجرال کمیٹی نے بہ روئے عمل لانے کی پرزور انداز میں سفارش کی ہے اردو کی بہ طور مادری زبان تدریس کا لازماً انتظام کیا جائے۔ ریاست میں سابق این ڈی۔ اے۔ حکومت کے اردو کے تئیں ناموافق رویے کی وجہ سے اردو تعلیم و تدریس کا نظام درہم برہم ہوگیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ اردو کو رائج درسی نصاب میں مادری زبان کی بجائے اضافی مضمون کے زمرے میں رکھا گیا ہے جس سے اردو کی لازمی مضمون کی حیثیت سے تعلیم و تدریس کا امکان ختم ہوگیا ہے اور اردو میں درسی کتاب کی باقاعدگی سے اشاعت اور فراہمی کا سلسلہ رک گیا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اردو پڑھنے والے بچے مرکزی حکومت کے ذریعے ریاستی سطح پر چلائی جارہی "سب کے لیے تعلیم" مہم سے پہنچنے والے فوائد سے محروم ہیں اور ان کے لیے مادری زبان میں مفت لازمی ابتدائی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اردو پرائمری ٹیچرس کی تقرری میں برسہا برس سے چلے آرہے تعطل اور بی ایڈ کورس میں اردو معلمین کے ساتھ داخلے میں برتے جانے والے امتیاز نے اردو تعلیم و تدریس کے راستے میں مزید مشکلات کھڑی کردی ہیں۔ اردو اکادمی کی تشکیل کا معاملہ بھی ابھی تک معرض التوا میں ہے حالانکہ اس کے ذریعے اردو میں درسی و معاون درسی کتب کی اشاعت کا سامان اور اردو طلبہ کے لیے وظائف کا انتظام کرکے اردو کی تعلیمی ضروریات میں پیدا ہونے والے خلا کو ایک حد تک پر کیا جاسکتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں اردو تعلیم یافتہ اور سند رکھنے والے نوجوان جو بے روزگاری کا شکار ہیں انھیں تعلیم کے شعبے نیز دوسرے شعبوں میں روزگار کے مواقع بہم پہنچا کر ان کی معیشت کا بہتر اور خاطر خواہ سامان کیا جاسکتا ہے۔ مگر موجودہ حکومت کی طرف سے ابھی تک اس سمت میں بہ جز مبہم اخباری اعلانات کے کوئی عملی قدم نہیں اٹھا گیا ہے۔ ان حالات میں اردو کی دوسری سرکاری زبان کی حیثیت اور اس سے وابستہ اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اردو تعلیم کے نظام کو درست اور منضبط کرنے پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے اور اس ضمن میں حکومتی سطح سے فی الفور مثبت اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اس نشست کے شرکا کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

احمد سجاد، حسن رضا، مجیب الرحمٰن بزمی، وکیل احمد رضی، قمرالحسن، تہذیب الحسن رضوی، سید مظہر الحق، زاہد حسین، سید ارشد اسلم، بعد الغنی۔

(راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

شعر و ادب کا مستقبل نئی نسل سے وابستہ ہے

● نئی دہلی۔ 18 دسمبر، غالب ہاؤس میں ادارہ "سب رنگ" کی جانب سے ایک مخصوص شعری نشست ممبئی سے تشریف لائے معروف شاعر جناب عبدالاحد ساز کے اعزاز میں منعقد کی گئی جس کی صدارت پروفیسر وہاب اشرفی نے فرمائی۔ پروفیسر ملک زادہ منظور احمد نے مہمان ذی وقار کی حیثیت سے شرکت کی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر عبیدالرحمٰن نے ادا کیے۔ اس موقع پر پروفیسر انیس الرحمٰن، ڈاکٹر ابرار رحمانی اور جناب مطیع الرحمٰن بھی شریک بزم تھے۔

پروفیسر وہاب اشرفی نے نئی نسل کی شاعری پر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آج اچھی شاعری ہورہی ہے۔ نئی نسل سے ہی شعر و ادب کا مستقبل وابستہ ہے اور یہی اردو شاعری کے سرمائے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ آج اردو شاعری پر مختلف مضامین اور شعبوں کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ نئے شعرا کے یہاں نئے پن کی تلاش ہے۔

انھوں نے مشاعروں کی شاعری اور رسائل میں شائع ہونے والی شاعری کے حوالے سے کہا کہ ان کے درمیان ایک دیوار سی کھڑی ہو رہی ہے اور غلط فہمی بڑھ رہی ہے۔

پروفیسر ملک زادہ منظور احمد نے ایسی مخصوص شعری نشستوں کو ادب کی تفہیم کا موثر ذریعہ بتایا اور کہا کہ اس نشست میں ایسے اشعار پیش کیے گئے جن کی داد دیے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔

جن شعرا نے اپنے کلام سے نوازا ان میں پروفیسر ملک زادہ منظور احمد، جناب عبدالاحد ساز، ڈاکٹر شہپر رسول، قاضی ابرار کرت پوری، جناب ملک زادہ جاوید، ڈاکٹر کوثر مظہری، ڈاکٹر مولا بخش، جناب اقبال اشہر، ڈاکٹر ماجد دیو بندی، جناب خورشید اکرم، جناب ارشد کمال، جناب معین شاداب، جناب عادل حیات، ڈاکٹر مشتاق صدف اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن شامل تھے۔

(ڈاک سے)

اردو لوگوں کے دلوں میں ہے

● جموں۔ نامور ادیب آنند لہر نے جموں کے وکلا کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو دفتروں میں ہو یا نہ ہو مگر لوگوں کے دلوں میں ضرور ہے۔ شری آنند نو آموز وکلا کو بار ایسوسی ایشن کا کارڈ دیتے وقت خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے لوگوں سے خاص کر وکلا سے اپیل کی کہ نئی نسل میں اردو پڑھنے کا رجحان پیدا کریں تاکہ وہ اپنی ادبی وراثت سے واقف ہوسکیں۔ شری لہر نے مزید کہا کہ وکیلوں کو لوگوں کی عدالت میں اردو کے لیے وکالت کرنی چاہیے اور ہر حال میں اس زبان کے لیے انصاف حاصل کرنا چاہیے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اردو ان تمام لوگوں کی زبان ہے جو اسے بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اس موقعے پر جموں بار ایسوسی ایشن کے صدر بی۔ ایس۔ سلاتھیہ، وائس پریزیڈینٹ چندر موہن شرما اور سکریٹری پون کے علاوہ دیگر وکلا بھی موجود تھے۔ (ڈاک سے)

مولانا محمد علی جوہر اکادمی کا جلسۂ تقسیم اسناد اور مشاعرہ

● نئی دہلی۔ 6 جنوری، مولانا محمد علی جوہر کے 77ویں یوم وفات پر مولانا محمد علی جوہر اکادمی کے زیر اہتمام غالب اکیڈمی میں جلسۂ تقسیم اسناد اور آل انڈیا مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ برائے سیاست وزیر تعلیم دہلی سرکار اروندر سنگھ لولی کو پیش کیا گیا۔ اس موقع پر پی. پی. سریواستو ارند کے مجموعۂ کلام ''آوارہ لمحے'' کا اجرا اروندر سنگھ لولی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقع پر انھوں نے کہا کہ مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ برائے سیاست میرے لیے خوش قسمتی کی بات ہے۔ مشاعرے کی صدارت گلزار دہلوی نے اور نظامت فصیح اکمل قادری نے کی۔ مولانا محمد علی جوہر اکادمی کے جنرل سکریٹری ایم سلیم نے مہمانوں کا استقبال و شکریہ ادا کیا۔ درج ذیل شعرا نے اپنا کلام پیش کیا:

گلزار دہلوی، مخمور سعیدی، متین امروہوی، حنیف ترین، تنویر وصفی، پی. پی. سریواستو ارند، نصرت گوالیاری، اسد رضا، ایم. قمر الدین، کمال جعفری، طالب رامپوری، عمر فاروقی، ساحل سحری، اعجاز انصاری، سلیم صدیقی، شہباز ندیم ضیائی، صالحین فہمی، سریندر سنگھ شجر، رؤف رامش، سریندر چتر ویدی، جاوید مشیری، فصیح اکمل قادری، نوشہ خاں غازی۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر شعر و ادب کے بے لوث خادم تھے

● نئی دہلی۔ 4 جنوری، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ایک بہترین شاعر ہی نہیں بلکہ ایک عظیم انسان بھی تھے، انھوں نے ہمیشہ دوسروں کی بھلائی کے لیے کام کیے اور شعر و ادب کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ 1940 سے 1990 تک کی دہلی کا جب جب ذکر ہوگا کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کا تذکرہ ضرور ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار آج اردو اکادمی دہلی کے زیر اہتمام ایوان غالب میں کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کی یاد میں منعقد سیمینار کے دوران مقررین نے کیا۔ اس موقع پر کے. ایل. نارنگ ساقی کی تصنیف ''کنور مہندر سنگھ بیدی سحر'' کی رسم اجرا بھی عمل میں آئی۔ سیمینار کی صدارت دہلی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر شعیب اقبال اور نظامت مرغوب حیدر عابدی نے کی۔ مہمانان خصوصی میں ڈاکٹر کشمیری لال ذاکر اور ساگر سوری اور کنور مہندر سنگھ بیدی کے بیٹے کرجیت سنگھ بیدی شامل تھے۔ افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے ہریانہ اردو اکادمی کے سکریٹری ڈاکٹر کشمیری لال ذاکر نے کنور مہندر سنگھ بیدی سے جڑی اپنی بہت سی یادداشتیں سنائیں اور کہا کہ وہ ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ ان کی دوستی پر کوئی بھی فخر کرسکتا ہے۔ معروف صنعت کار ساگر سوری نے کہا کہ وہ جتنے اچھے شاعر تھے اتنے ہی اچھے انسان بھی تھے۔ وہ انسانیت کو ہمیشہ مقدم مانتے تھے اور سب کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا رویہ اختیار کرتے تھے۔ نارنگ ساقی نے ''کنور مہندر سنگھ بیدی: باغ و بہار شخصیت'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ادب نواز بھی تھے اور ادیب نواز بھی۔ وہ ایک بہترین شاعر اور عظیم انسان تھے۔ صدارتی تقریر کرتے ہوئے دہلی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر شعیب اقبال نے کہا کہ کنور مہندر سنگھ بیدی بڑے دل کے انسان تھے۔ انھوں نے کالج کے دنوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ان کے کہنے پر دلیپ کمار جیسی شخصیت کالج میں تشریف لے آئے تھے۔ کنور مہندر سنگھ بیدی کے شاگرد اور معروف شاعر رعنا سحری نے اس موقع پر اپنا مقالہ پیش کرتے

ہوئے کہا کہ ان سے انھیں صرف استاد ہی نہیں ایک باپ کی طرح شفقت حاصل ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ کنور صاحب نے بہت لوگوں کی زندگی بنائی، وہ پکے اور سچے سکھ تھے لیکن ان کے منہ سے کبھی کسی دوسرے مذہب کی برائی نہیں سنی۔ وہ کسی سے حسد نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنے مخالفوں کے بھی کام آتے تھے۔ رعنا سحری نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ایسی شخصیت کو بھی 1984 میں اپنے گھر کے باہر لگی نیم پلیٹ کو توڑنا پڑ گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ 1940 سے 1990 تک کی دہلی کا جب بھی ذکر ہوگا تو کنور مہندر سنگھ بیدی کو ضرور یاد کیا جائے گا۔ معروف شاعر مخمور سعیدی نے کہا کہ انکساری اور رواداری ان کا خاصہ تھی اور ان کے حسن سلوک سے ہر شخص ان کا گرویدہ تھا۔ وہ ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ہی اچھے نثر نگار بھی تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں کتنے ہی لوگوں کی مدد کی جن میں ایک میں بھی ہوں۔ اس سے قبل اردو اکادمی کے وائس چیئرمین پروفیسر قمر رئیس نے اپنے خیر مقدمی کلمات میں کہا کہ وہ ہمہ جہت اور ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ ایسے لوگ مدتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اردو شعر و ادب سے انھیں والہانہ عشق تھا اور انھوں نے اردو ادب کی بے لوث خدمت کی۔ ایسی دیوانگی آج کے شعرا اور ادبا میں بہت کم نظر آتی ہے۔ اس موقع پر خواجہ حسیؔ نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا۔ بعد ازاں مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا جس کی نظامت میکش امروہوی نے انجام دی۔ مشاعرے میں درج ذیل شعرا نے کلام پیش کیا:

گلزار دہلوی، مخمور سعیدی، قمر سنبھلی، ڈاکٹر ظفر مرادآبادی، طاہر فراز، میکش امروہوی، متین امروہوی، ساحل سحری، سیف سحری اور بلال سہارنپوری۔ (راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

پہلی جنگ آزادی میں اردو کا کردار

● احمد آباد۔ 11 دسمبر، بزم تحریکِ اردو احمد آباد کی جانب سے پہلی جنگ آزادی 1857 کے جشن کے موقع پر مدرسہ غوثیہ سراج العلوم کے ہال میں بعنوان ''1857 کی پہلی جنگِ آزادی میں اردو کا کردار'' ایک سیمینار اور مشاعرے کا انعقاد سابق پرنسپل انجمن اسلام ہائی اسکول جناب رسول احمد شیخ کی صدارت میں ہوا۔ پرنسپل ایہام رشید صاحب (اورینٹ ہائی اسکول) صدر بزم جناب امیر بن نیاز اور محترمہ فہمیدہ شیخ صاحبہ نے مقالات پڑھے۔ بزم کے جوائنٹ سکریٹری جناب محمد حنیف انصاری نے بزم کے اغراض و مقاصد نیز ترویج و بقائے اردو کے عنوان سے تقریر کی۔ نظامت کے فرائض جنرل سکریٹری، اشرف خاں صاحب نے انجام دیے۔ مشاعرے کی نظامت جناب کفیل احمد آبادی نائب صدر بزم تحریک اردو نے کی۔ جناب عباس دانا (بڑودہ)، جناب صدف بڑودوی (بڑودہ) جناب فاروق قریشی، جناب اثر احمد آبادی، جناب شمیم انصاری، جناب رشید اختر اور جناب فساد مرزا پوری نے سامعین حضرات کو اپنے کلام سے محظوظ کیا۔ (ڈاک سے)

تملناڈو اردو اکادمی کی نئی مجلس عاملہ کی تشکیل

● تملناڈو اسٹیٹ اردو اکادمی کی نئی تشکیل شدہ مجلس عاملہ کی پہلی نشست کی صدارت اکادمی کے چیئرمین اور وزیر برائے اعلیٰ تعلیم ڈاکٹر کے پونمڈی نے فرمائی اور نواب محمد عبدالعلی، وائس چیئرمین، جناب کے گنیشن آئی اے ایس، سکریٹری محکمۂ اعلیٰ تعلیم، جناب این۔ واسودیون آئی اے ایس، سکریٹری محکمہ پسماندہ طبقات و اقلیتی بہبود، جناب پروین کمار آئی اے ایس اسپیشل سکریٹری محکمۂ مالیات اور جناب کے ایم اشفاق الرحمٰن کے علاوہ غیر سرکاری ممبران میں سینئر ایڈوکیٹ جناب حبیب اللہ باشاہ، ڈاکٹر پی نثار احمد، ڈاکٹر پی احمد باشاہ، ڈاکٹر حیات باشاہ، ڈاکٹر پروین فاطمہ، ڈاکٹر یاسمین احمد، جناب کے ملک العزیز، جناب کے عبدالودود، جناب سجاد بخاری اور محترمہ نسیمہ بیگم نے شرکت کی۔

مجلس عاملہ کی طرف سے یہ فیصلہ لیا گیا کہ ریاست کے ادیبوں اور شاعروں کو اپنی کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی تعاون فراہم کیا جائے اور مختلف لائبریریوں کو اردو کتابوں کی خریداری کے لیے بھی مالی تعاون دیا جائے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی اکادمی ریاست کے مختلف علاقوں میں سیمینار، مشاعرے اور اساتذہ کے ورکشاپ منعقد کرے گی اور دو قلمکاروں کو ''ڈاکٹر عبدالحق انعام برائے نمایاں ادبی خدمات'' سے نوازا جائے گا اور پچیس ہزار کی رقم فی کس انعام پیش کیا جائے گا۔ اکادمی نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ ایک سہ ماہی رسالہ کی اشاعت کی جائے گی۔

تملناڈو اسٹیٹ اردو اکادمی نے دس لاکھ سالانہ گرانٹ کی فراہمی کے لیے حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ اسی نشست میں اکادمی نے وزیر اعلیٰ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے مسلمانوں کی تعلیم اور روزگار کی فراہمی کے لیے 3.5% کوٹا مقرر کیا ہے اور اس اقدام سے یقیناً پسماندہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

(ڈاک سے)

پرسار بھارتی کا کل ہند مشاعرہ

● حیدرآباد۔ پرسار بھارتی کی دسویں سالگرہ کے موقع پر ڈی ڈی اردو (قومی چینل) اور دوردرشن کیندر حیدرآباد کی جانب سے 2 دسمبر کو مدعو سامعین کے روبرو، رویندرا بھارتی آڈیٹوریم، حیدرآباد میں ایک کل ہند مشاعرے کا انعقاد عمل میں آیا جس میں زبیر رضوی (دلی)، انا دہلوی (کانپور)، مناظر عاشق ہرگانوی (بھاگلپور)، بشر نواز (اورنگ آباد)، قاسم امام (ممبئی)، ڈاکٹر محترمہ قمر سرور (احمد نگر)، محترمہ شائستہ یوسف (بنگلور)، علیم صبا نویدی (چنئی)

پروفیسر خالد سعید (گلبرگہ)، محترمہ نیلوفیکہ نیلم (رائے پور)، علی ظہیر (حیدرآباد)، ڈاکٹر جمیلہ نشاط، صلاح الدین نیر، رحمن جامی، اور جناب طالب خوندمیری (شاعر و ناظم) شامل تھے۔ ابتدا میں ڈاکٹر پی مدھوسدھن راؤ ڈائرکٹر دوردرشن نے خیر مقدمی تقریر کی، جناب محمد منظور الامین نے شمع جلا کر مشاعرے کا آغاز کیا۔ مدھوسا معین نے تمام شعرائے کرام کو بھرپور داد دی، آڈیٹوریم سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ آخر میں جناب محمد امتیاز علی تاج، اسسٹنٹ اسٹیشن ڈائرکٹر اور کنوینر مشاعرہ نے شکریہ ادا کیا۔ یہ مشاعرہ 2 دسمبر کو ہی رات دس بجے دوردرشن کیندر حیدرآباد سے ٹیلی کاسٹ کردیا گیا۔ (ڈاک سے)

ڈاکٹر سجاد حسین کو ابوالکلام آزاد ایوارڈ

● چینئی۔ 17 دسمبر، روز پیر ساڑھے بارہ بجے راج بھون چینئی میں ایک علمی و ادبی تقریب منعقد ہوئی جس میں علمی و ادبی شخصیات شریک رہیں۔ اس موقع پر درج ذیل پانچ کتابوں کی رسم اجرا عمل میں آئی۔

1. دیوان شاکر۔ مرتب سالک ناطقی، 2. نئی جہتیں۔ مختار بدری، 3. اوراق پریشاں۔ منور سلطان پوری، 4. قوس قزح۔ مولوی سید عثمان فہمی عمری، 5. نعتیہ بیت بازی۔ انتخاب از مختار بدری۔

اس تقریب میں ڈاکٹر سجاد حسین پروفیسر شعبۂ اردو مدراس یونیورسٹی چینئی کو تمل ناڈو کے گورنر عزت مآب سرجیت سنگھ برنالا نے ابوالکلام آزاد ایوارڈ پیش کیا۔ پروفیسر موصوف تقریباً ربع صدی سے اردو زبان و ادب کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ اب تک آپ کی سرپرستی میں 18 پی ایچ ڈی اور 40 ایم فل کے مقالات پر ڈگریاں تفویض ہو چکی ہیں اور چالیس سے زائد قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شریک ہو کر مقالے پیش کر چکے ہیں۔ تمل ناڈو میں چھٹی جماعت سے لے کر ڈگری سطح تک اردو کی نصابی کتابیں تیار کر کے آپ نے اردو والوں کے ایک دیرینہ خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا ہے۔ آپ کی کوششوں سے مدراس یونیورسٹی میں بی اے اور ایم اے (اردو) کے مراسلاتی کورس شروع کیے گئے ہیں۔ آپ کی چار کتابیں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں اور ملیالم ادب کی تاریخ کا اردو ترجمہ ساہتیہ اکادمی سے شائع ہو چکا ہے۔ (ڈاک سے)

ادب سماج کو نئی راہ دکھاتا ہے

● جودھپور۔ اے ڈی راہی کے شعری مجموعے "دھوپ کا سائبان" کی رسم رونمائی راجستھان کے سابق وزیر اعلیٰ اشوک گہلوت کے دست مبارک سے ہوئی۔ جلسے کی صدارت معروف شاعر اور نقاد شین کاف نظام نے کی۔ مہمانان امتیازی لیاقت اللہ خاں اور قاضی محمد ایوب انصاری تھے۔ بزم اردو، امکان ادب اور سروکار کے زیر اہتمام گنیش لال ویاس، استاد ہال میں منعقد اس تقریب میں اشوک گہلوت نے کہا کہ "ادب سماج کو ایک نئی راہ دکھاتا ہے اور سماج کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ ادیبوں کا اعزاز کرے۔ انھوں نے کہا کہ ادب کو زندگی کا ترجمان ہونا چاہیے اور راہی صاحب کے اشعار اس کی بہترین مثال ہیں۔ شین کاف نظام نے راہی کی شخصیت اور فن کا احاطہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شخصیت شعلہ اور شاعری شبنم کی طرح ہے۔ ان کی بنیادی شناخت غزل ہے اور ان کے یہاں تخلیقی ارتقا ملتا ہے۔ اس عمر میں آدمی محفوظ راستوں کی تلاش کرتا ہے لیکن راہی صاحب نئے سے نئے تجربے کرتے ہیں۔ ان کا یہ ارتقائی عمل قابل رشک بھی ہے اور قابل مبارکباد بھی۔

راہی صاحب کے یوم پیدائش پر منعقد اس تقریب میں ڈاکٹر فرید آفریدی نے اپنے مقالے میں کہا کہ راہی وجدانی جذبے کے دم پر شاعری کرتے ہیں۔ راہی صاحب نے اپنے تخلیقی سفر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شاعری کے کئی اہم نکات میں نے نظام کی صحبتوں میں سیکھے ہیں۔ انھوں نے منتخب غزلیں سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ "دھوپ کا سائبان" راہی کا دوسرا شعری مجموعہ ہے۔ اس سے قبل ان کا مجموعہ "برف کا جسم" منظر عام پر آ چکا ہے۔

اس موقع پر مختلف سماجی، سیاسی تنظیموں کے نمائندوں نے راہی صاحب کا اعزاز کیا اور میزبان تنظیموں کی جانب سے گہلوت صاحب نے شال اوڑھائی۔ تقریب میں ہندی، اردو اور راجستھانی کے ادیب اور شعرا موجود تھے۔ نظامت کے فرائض نوجوان شاعر اشراق الاسلام ماہر نے انجام دیے۔ شکریہ محمد افضل جودھپوری نے ادا کیا۔ (ڈاک سے)

قرۃ العین حیدر شخصیت اور فن

● نئی دہلی۔ پس از مرگ مرحومہ قرۃ العین حیدر کی فکر و فن پر دستاویزی نوعیت کی پہلی کتاب جس میں ہندوپاک کے مشاہیر کے مضامین کے علاوہ مصنفہ کی تحریروں کا انتخاب بھی شامل ہے۔ کتاب مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-25 نے شائع کی ہے۔ (ڈاک سے)

رسالہ مریخ پھر شائع ہوگا

● پٹنہ، حلقۂ ادب بہار کے جنرل سکریٹری فخر الدین عارفی نے ایک بیان جاری کر کے کہا ہے کہ اردو کا مقبول رسالہ ماہنامہ "مریخ" دوبارہ منظر عام پر آ رہا ہے۔ مسٹر فخر الدین عارفی نے اس سلسلے میں تخلیق کاروں سے گزارش کی ہے کہ وہ درج ذیل پتے پر اپنی نگارشات ارسال کریں۔

پتہ: فخر الدین عارفی، محمد پور، شاہ گنج، پٹنہ -800006

कौमी काउंसिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان

NATIONAL COUNCIL FOR PROMOTION OF URDU LANGUAGE

Ministry of Human Resource Development, Department of Higher Education, Govt. of India
West Block-8, Wing No. 7, First Floor, R.K. Puram, New Delhi - 110066
Tel. 011-26169416, 26109746, Fax : 011-26106425, 26108159

اردو زبان میں ڈپلوما کورس

فاصلاتی نظام تعلیم کے تحت اردو زبان میں ایک سالہ ڈپلوما کورس (2008-09)
بذریعہ انگریزی اور ہندی یکم اپریل 2008 سے شروع کیا جارہا ہے۔

رجسٹریشن 28 / فروری 2008 تک

کورس کا خاکہ:

(1) انگریزی یا ہندی کے ذریعے اردو رسمِ خط سکھانا۔

(2) قواعد اور Comprehension کا مختصر تعارف۔

(3) اردو نثر و نظم کا مختصر تعارف۔

یہ کورس دو طریقے سے چلایا جارہا ہے، اوّل اردو اسٹڈی سینٹروں کے ذریعے اور دوم براہ راست قومی اردو کونسل کے ذریعے۔

کنٹیکٹ کلاسیں: سیکھنے والوں کی آسانی کے لیے اسٹڈی سینٹر میں کنٹیکٹ کلاسیں منعقد کی جاتی ہیں۔

اہلیت: انگریزی اور ہندی جاننے والے افراد اس کورس میں داخلے کے اہل ہیں۔ عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ طلبا کی تعلیمی لیاقت دسویں جماعت تک کی ہو تو بہتر ہے۔

فیس: اردو اسٹڈی سینٹر کے ذریعہ ڈپلوما کورس میں داخلے کے خواہشمند افراد کو کورس کی مکمل فیس -/200 روپے (بشمول دستورالعمل اور داخلہ فارم) متعلقہ سینٹر میں رجسٹریشن کے وقت جمع کرنی ہوگی۔ کورس کا مواد مفت فراہم کیا جائے گا۔

جو طلبا قومی اردو کونسل کے ذریعہ براہِ راست اردو ڈپلوما کورس کرنا چاہتے ہیں وہ -/350 روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ، این۔سی۔پی۔یو۔ایل۔، نئی دہلی کے نام سے بھیج کر براہِ راست رجسٹریشن کرا سکتے ہیں۔

دستورالعمل (prospectus) اور داخلہ فارم کے لیے متعلقہ ریاست کے مراکز یا قومی اردو کونسل سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

کونسل کے اردو اسٹڈی سینٹر کے نام و پتے:

ANDHRA PRADESH - 1. Madina Educational & Welfare Society, under madina Educational Career Guidance, H.No. 3-5-104/239/A, Nai Abadi, Bhainsa - 504 103. Distt. Adilabad - 504 103. A.P **2.**

Society for Arabic Academy 8-1-398/D/1/19, Irfani House, I.A.S. Colony, Toli Chowki, Hyderabad - 500008, A.P. Phone : 040-23560227 **3. Hanafia Arabic Institute** H.No. 17 - 4 - 300 Mate Ki Khidki, Outside Dabirpura, Hyderabad - 500023 Phone : 24563382, Cell no. 9885092789 **4. Samdani Educational Society** D.No. 19-1-436 / A / 89, Osmanbagh, Near Kamatipura Police Station, Bahadurpura Hyderabad - 500064 (A.P.) **5. Iwan-e-Qawateen Educational Society for Women** 12 - 2 - 809/2, Murad Nagar (Zeba Bagh) Hyderabad - 500028, A.P. Mobile: 9866851252 **6. Little Nightingales School** H.No. 17-8-189/3, Chowni Nader, Ali Baig, Chanchal Guda, Hyderabad-500023, A.P. Phone : 65300630 **7. Magnific High School** Indra Nagar, Phisalbanda, Behind Santosh Nagar Police Station, Hyderabad- 59 Ph. : 65304608 **8. Sidra Women's Welfare Society** 10-3-15 Mujaddidy Estate, Mehdipatnam X-Road, Hyderabad-500028, A.P. Phone : 040 - 24463426 **9. Al-Falah Education & Welfare Society** Urdu Ghar Adoni H.No. 2 - 288, Bharpet Shairkhan House, Adoni - 518301 Distt. - Kurnool, Andhra Pradesh Phone : 08512 - 252360, Cell. No. 09849435257 **10. Arrahman Educational Society** Door No. 9 / 239, Lal Masjid Road, Kurnool - 518001, A.P. Phone : 08518 - 223314, Cell: 9440005448 **11. Rubina Women Welfare Association** H.No. 45 / 185/20-D, Narsimha Reddy Nagar Kurnool-518004, A.P. Cell. : 9392468280 Ph. No. 09394126280 **12. Al-Quba Educational Technical & Welfare Society** H.No. 29-1-183, (3-3-4/2), Behind Bharat Talkies Mahaboobnagar, A.P. Phone No. 9396312848 **13. Khaja Mahila Mandali** H.No. 8 - 1 - 299 / B - 18 - 2, Shaikpet, Hyderabad - 500008, A.P. Phone : 9393883089

BIHAR - 14. Anjuman Taraqqui-e-Urdu, Araria Branch - Distt. Araria Naim Manzil, Ward No. 13 Azad Nagar, Araria - 854311 Bihar Mob.: 9431269228, 9431285277, 9334137788 **15. Anjuman Taraqqi-e-Urdu Tirhut Division** Haji Market Bara Chakya, E. Champaran Bihar (Pin - 845412) Phone : 06257-244274, 244442 **16. Al-Helal Welfare Society For Education & Social Services** At: Samra, P.O. Thawe, Distt-Gopalganj Bihar, Pin 841440 Ph: 06156-276508, Mob: 09431255290 **17. Kainat International School** Kainat Nagar, Kako (Distt. - Jehanabad), Bihar - 804418 Mobile : 9431297223, Phone : 06114 - 255314 **18. Kainat Foundation** Kainat International School P.G. Road (Fida Hussain Road) Jehanabad, Bihar - 804408 Phone : 06114 - 227781 **19. Anjuman Taraqui-e-Urdu, Katihar**, Jamia Gharib Nawaz, Khawja Nagar, Salmari , Katihar-855113, Bihar Phone : 06451-248297, Mob. :09934242745 **20. Maulana Abul Kalam Azad Urdu Library** Jalkaura, Khagarya - 851222, Bihar Phone: 06244 - 230008, 230021 **21. Bharat Bunker Seva Samiti** Village: Jarhatia, Momin Tola, Punchayat Maqsooda, Block- Rahika Dist. Madhubani, Bihar Ph. : 09415920572, 09935406412 **22. Rehmani Computer Centre** Rahmani Foundation Nawab Kothi, Belan Bazar, Munger - 811201, Bihar Phone : 06344-224477 Fax : 06344-224488 **23. All India Human Resource & Envirment Development Society** Vill. Bhanwara, P.O. Tehwara Via Kansi Simri, Dist. Muzaffrpur Pin - 847 106. Ph. H/O 91-11-26931693, 91-6247-22848, 91-621-2402101. **24. Nalanda Samaj Seva Ashram** Mohalla Chhajju, Naseerpur P.O. - Bihar Sharif Distt. - Nalanda - 803101, Bihar **25. Shama Vikas Samiti** Ansar Nagar, Malah Bigha, Islampur Distt Nalanda-801303 Bihar Ph:91-06222-257047,257050 Mob:9431664173, Fax:257021 Email:Nizam_svs@sify.com **26. Imarat-e-Shariah Educational & Welfare Trust Technical Building**, Imarat Shariah Complex Phulwari Sharif, Patna-801505, Bihar Phone : 0612 - 2255581, 2257012 **27. Anjuman Taraqqui-e-Urdu Bihar** Urdu Bhawan, 2nd Floor, Ashok Raj Path, Patna - 800004 Bihar Phone : 0612 - 2300656 Mobile : 9431076798 **28. Millat Educational Society** Station Road, Samastipur - 848101 Bihar Phone : 06274 - 222122, 220686 Fax No. 06274 - 222122 E-mail : millatindiya@indiatimes.com **29. Madrasa Faizul Uloom** Vill. - Chand Chaur Rahim Tola P.O. - Bela Megh Distt. - Samastipur, Bihar (Pin - 848118) Mob.: Salahuddin Sb. - 09234627971, Noorullah Sb. - 09931936769 **30. Anjuman Taraqqui-e-Urdu** Distt. Sitamarhi Dr. Zakir Hussain Institute, Murtuza Manzil Hospital Road, Ward - 15, Sitamarhi - 843302, (Bihar) Phone : 06226 - (O) 252957, (R) 254301 Mob: 9430081834 **31. Anjuman Taraqqui-e-Urdu** Sub Division Mahnar At. - Mahnar Vaishali, Bihar

CHHATTISGARH - 32. Ashrafia Institute of Education Infront of Sai Mandir, Civil Lines Kasaridih, Durg - 491001 Chhattisgarh Ph. - 094252 - 43547, 09300665858 **33. Falahul Muslemeen Education Society** Mohalla - Baavan Kera, Dist - Mahasamund (C.G.) Mob. 09424233074 **34. Garib Nawaz Educational Society** Nizamuddin chowk Sanjay Nagar, Raipur (C.G.) **35. K.G.N. Multi Purpose Public School** Mahamaya Road, Ambikapur - 497001, Distt. - Surguja, Chhattisgarh

DELHI - 36. Anjuman Taraqqi Urdu Hind Urdu Ghar, Urdu Ghar Marg, 212, Rous Avenue, New Delhi 110002 Phone : 23237210 Mobile : 9811716909 Fax : 23239547 **37. Madarsa Talimul Quran** Haji Langa, Sector - 3 R.K. Puram, New Delhi Phone : 26178298 **38. Madarsa Zeenatul Quraan** B - 291, Welcome, Seelampur, Shahdara, Delhi - 53 Phone : 22828596 - 22825578 Mr. Kafeel (Supervisor) **39. National Arabic School** C 278 / 5, Shaheen Bagh Abul Fazl Enclave Phase - II, Jamia Nagar Okhla, New Delhi - 25 Phone : Off : 55394007 Mobile : 9811693308 **40. Little Star Public School Education Society (L.S.P.S.)** P - 5 / 40, 41 (Near Masjid) Mangol Puri, Delhi - 110083 Ph. : 27914174 Mob.: 20568156 **41. The Hermein Education Society (Regd.)** 118, Pratap Khund, Vishwa Karma Nagar, (Jhilmil) Delhi - 110095 Phone : 22161243, Mob.: 9810038138 (Nasreen-Supervisor) **42. Rural Association for Women's Alligatory Tribute (Rawat)** C - 1 / 2, Vashist Park, Opp. Janak Cinema, Pankha Road, New Delhi - 110046 Phone : (O) 25382526 Mobile : 9312412055 website: ngo-rawat.org **43. Jamia-Tus-Suffa** E - 103/2, Abul Fazal Enclave-II, Jamia Nagar, Okhla New Delhi - 110025 Mob: 64124086, 9911043435 **44. Society For Social Development (S.S.D.)** E-18, Pipal Wala Road, Mohan Garden, Uttam Nagar New Delhi-110059 Mob. : 9350201016 (Mr. Suresh) Tel Office 25499819 **45. Subham Educational & Cultural Society** C/o. Green Field Delhi Public School Tomar Colony, 30ft. Road, Kamal Pur Majra, Burari, Delhi-110084 Ph.: 20096834 **46. Tuba Educational & Social Trust (Regd.)** K - 27, Khirki Ext., Hauz Rani Malviya Nagar, P.S. Behind Gatta Factory Near Bhagat Singh Park New Delhi-110017 Phone : 65070937, Mob.: 9871279931 **47. Rohtash Memorial Education Jogendra Public School** Main Sherpur Chowk Karawal Nagar Road, Delhi - 110094 Phone : 22963067 Mob. 9810684658-Mr. Sant Ram **48. Barkat Ali Firaq Trust for Education & Research (BAFTER)** 332-D/1, Barkat Nishan, Jamia Nagar New Delhi - 110025 Phone : 26984173, 9810359832 (Asif Ali) 26982158 (Dr. Ayesha Khatoon) **49. Urdu Press Club** TA-206/3-A, Tughlakbad Extn. New Delhi-110019 Ph. No. 55729403, 23793930 M.No. 9871936323

GUJRAT - 50. Shams School Near Industrial Post Office, Rakhial, Ahmedabad-380023, Gujarat Phone:2749955, 2746096 **51. Farooq-e-Aazam (R.A.) Girls High School** Salamat Society, S/o. Mubarak Masjid Opp. Agro Petrol Pump, Sarkhoj Road Ahmedabad - 55, Gujrat **52. Muslim Vidhyarthi Pragati Mandal Trust** Reg. No. B/761/KHEDA Napa-388560, Talpad Ta. Borsad Distt Anand, Gujrat Ph:02696-283950 **53. Anjuman Falahe Daren** At. Ratanpur (Dantal) Ta. Danta, Distt. - BK (Banaskantha) (N. Guj) Pin. - 385120 Ph. : (02749) (O) : 278243 (R) : 278258 Mobile : 9426365249 **54. Darul Uloom Hansot** Jamiah Mazhar-e-Saadat At & PO. Hansot - 393030 Distt - Bharuch Gujarat Ph No. 0091-2646-262050, 262031 Tel Fax:: 262050 **55. Navyug Yuvek Mandal & Society** Near Rajan Masjid, Godhra Gujrat Phone 02672 - 247149 **56. Amine-e Shariat Education Trust,** High Way Road Post, Dhrol Distt. Jamnager, Gujrat Pin 361210 Phone No. 02897-223164, 223987 Fax: 02897-223568 **57. Sunni Muslim Education Society** At. Jamnagar, Rajendra Road Opp. H.P.O. Jamnagar (Gujrat) Pin 360 001. Ph. 0288-2674454. Mob. 09824232786 **58. Rehabar Mahila Mandal,** Balasinor Old Palace, Babi House, At. + Po. TA - Balasinor - 388255 Dist. - Kheda, (Gujrat) Phone : 267197 **59. Kutch-Bhuj Tanzimul Muslimeen** Chisti Masjid At. Ajay Nagar, Atmaram Ring Road P.O. Bhuj, Distt. - Kutch Gujrat Mob. 9979557950 Ph: 02832 - 255547 **60. Aman High School** (Saiyed Dana Education Trust's) Ichchhaba Society, Near Rehmaniya Masjid Limbayat, Udhna Yard Surat - 394210 Phone : 0261 - 2282004 **61. Majlis-e-Dawatul Haq** - Surat Co-Ordinator Study Center- Surat Maulana Azad National Urdu University, Moh. - Sadat Nagar At & P.O. - Unn Distt. - Surat (Gujrat) Pin-394210

Ph. : (0261) 2750372, 2751660 Sayyed Amirul Hussaini (09824117743) **62. Elahi Education Trust** Madrasa-E-Farooq-E-Azam Limwali Masjid, Panigate Vadodara, Gujrat Phone : 3946734 Mobile : 9427351071 **63. National Educational Society** C -2/25, G.I.D.C., Dharwada Road, Vapi - 396195, Gujrat

HARYANA - 64. National School for the Handicapped A-2 Deep Nagar, Ekta Vihar Chowk, Ambala Cantt-133001 Ph:0171-4008833 Fax:0171-4000488 Email:pgambhir2001@yahoo.com **65. Muhammadiya Public School** Bara, Rithat, Teh. - Nagina Distt. - Gurgaon, Haryana Mewat - 121104 Mobile : 9416164102 (P.P.) **66. Al-Rasheed Ideal-High School** Chhachrouli Road, Jagadhri-135003 (Haryana) Mob. 9813392677 **67. Awam Educational & Development Society** (Madarsia Islamia Qureshia) V.P.O. - Umra (Nagina), Teh. - Firozpur Jhirka Distt. - Mewat (Nooh) Haryana (Pin - 122108) Phone 09813702553, 09466292665

HIMACHAL PRADESH - 68. Paramount Public School Kihar Teh. Salooni, Distt Chamba H.P. Ph: 01896247558, Mob:09418788019 **69. Indian Institute for Computer & I.T. Training,** Idara Islahul Fikr Society for Social Reforms (IIFSSR) (NGO) Masjid Complex Boileauganj, Shimla H.P. Pin 171005 **70. Pandit Shivanand Ramol Audyogik Prashikshan Kendra** Bangran Road, Pawata Sahib, Distt Sirmour H.P. Pin 173025 Ph: 01704 - 224920, 223295 Mob. 9418346662

JAMMU & KASHMIR - 71. Kashmir Research Institute of Educational and Solar Technology, (Kriest Society) General Bus Stand, Post Box No. 68 H.P.O. Anantnag-192101, Kashmir, J & K **72. Islami Model School** Gujjar Nagar Jammu Phone : 2576438 **73. Madarsa Jamia Islamia Noor-ul-Huda** V.P.O. - Chhungan, Teh. - Mendher, Distt. - Poonch Pin - 185211, J & K Mob. : 9419944831 **74. Eves Welfare Society** Shagoo Complex, Munawarabad, Khayam Chowk, Srinagar, Kashmir-190001 Ph:0194-2483622, 09419033965, 9419478074 Email:info@evescyberit.com **75. New Kashmir Educational And Cultural Society** (NGO) H.O. : 114, Nursing Garh Balgarden Srinagar - 190010, Kashmir Phone : 0194 - 472619

JHARKHAND - 76. Jamia Umme Salama (Society Name : Syed Sulaiman Eduicational Welfare Society) Firdous Nagar Topchanchi Dhanbad, Jharkhand Mob: 09431182545, 09431317645 **77. Bright Career Coaching Institute** (under MAITRI) S.R. Market, Bus Stand Chitarpur, Gola Road, Distt. Ramgarh (Jharkhand) Pin - 825101 Mobile :09334360114, 09934343356 **78. Darul Uloom Wahidia,** Mahora, Jamtara, Jharkhand Pin - 815351 Ph. 06433 - 258066 Cell. 9396312848 **79. Mahila Dastkari Vidyalaya** Shamimabad, P.O. - Itki, Distt. - Ranchi - 835301, Jharkhand Ph. : 06529 - 227216 Mobile : 9431169879

KARNATAKA - 80. Karnataka Urdu Academy Kannada Bhavan, J.C. Road Bangalore - 560001 Phone : 2213167 Mob. 09845281751 **81. Iqra Education Foundation Trust** 11, Ist Cross, pillanna Garden 2nd Stage, Bangalore - 560045 Karnataka Tel.: 080-25803719 Mob. : 09242123023 **82. Huda Educational Minority Society (R)** Near 1st Railway Gate, Cowl Bazaar, Bellary-583102 Karnataka Phone : (Off.) 08392-243203 Mob. : 9880666253 **83. Hyderabad Karnataka Child Labour Development Programme** MIG IInd KHB Colony Basavakalyan - 585327 District - Bidar, Karnataka Mobile : 09449744440 Fax : 08481 - 650774 **84. Jamia Noor-Ul-Islam** Mohalla Chawthai, Chitguppa Distt. - Bidar K.S. - 585412 Karnataka **85. Haleema Educational & Charitable Trust** S.F.S. 13, MIG 2nd, K.H.B. Colony, Vakkalgera, Near Bilalabad, Gulbarga-585104, Karnataka Tel : 08472 - 225299, Mob. 9342353317 **86. The Tipu Shama Mahila Mandal Minority Education & Welfare Society** H.No. 5 - 232/1, Near Noor Bagh Roza 'B', Gulbarga-585104, Karnataka Phone : 27755, Mob. : 9880672164 **87. Reshmi Welfare & Educational Society (Regd).** Al Meelad Urdu High School Keshwapur, Hubli - 23, Karnataka Phone : 0836 - 2354861 **88. Mysore Educational Social & Cultural Organisation**

(MESCO), I.T.I. Building Link Road, N.R. Mohalla Mysore - 570007, Karnataka Phone : Off. : 491799 Resi. : 491585

KERALA - 89. Kerala Urdu Prachara Smithi P.O. Chennamangallur, Mukkam Calicut - 673 602. Phone 0495-2297051 9447118497 **90. Co-Ordination of Islamic Colleges (C.I.C)** Markazu Tharbiyathil Islamiyya, Valanchery P.O. Karthala-679571, Distt.- Malappuram, Kerala Ph: 09447675557 **91. Jamia Sa-Adiya Arabia (NCPUL Study Centre)** Sa-Adabad, Deli, P.O. - Kalanad, Kasaragod-671317 Kerala Phone : (04994) 437216,438216, 437841 Fax : 236776 **92. Madeenathunnoor College** Markaz Garden Poonoor Unnikulam Kozhikode - 673574, Kerala **93. Markazu Ssaquafathi Ssunniyya** (Sunni Cultural Centre) Karanthur, Kozhikode Pin - 673571, Kerala Phone: 0495 - 2800121, 2800421, 2800427 Fax: 2801831 mail: sunnimarkaz@hotmail.com **94. Sirajul Huda Educational Complex** P.B.No. 04, P.O. - Kuttiadi - 673508 Kozhikode, Kerala Ph.: 0496 - 2596496, 2596497, 2597098 e-mail: sheckuttiadi@sancharnet.in sirajulhuda@hotmail.com **95. Jamia Hasaniyya Islamiyya**, Hasaniyya Nagar (Kallekkad) Palakkad-678004-Kerala Phone: 0491 - 2856643, 2857256 Fax : 0491 - 2857256 **96. Darul Uloom Arabic College**, Pothencode. P.O. Thiruvananthapuram Pin 695 584, Kerala Phone no. 471-2718241 **97. Sree Sankara Sanskrit Vidyapeetham** Kalloor-66, Noolpuzha P.O. Sulthan Bathery, Wayanad Distt., Kerala Thiruvananthapuram-01 Kerala Pin 0471-2451111, 6451055 **98. South Indian Muslim Educational And Charitable Trust** TC 30/1/1294 (KRA#3), Nalumukku Pettah, Trivandrum -695024 Kerala Ph:0471-2470824, B.F.H.R. Bijli 2727724 / 09447145292, 9387839274

MADHYA PRADESH - 99. Bazme Farog-e-Adab 50/2, Devisingh Marg, Belsa Mohalla, Dist. Barwani, M.P. 451 551. Phone No. 98930-01420 **100. City Public School Academy** Tagore, Sedhva Distt. Badwani. M.P. Pin No. 451 666 Mob No. 09826172457 Ph.No. 07281-224421 **101. Adarsh Shiksha Sansthan** 16/1, Ahata Mankashah, Pul Bogda, Bhopal-462023, M.P. Ph. 2705696, 2748690 Mobile : Mr. Abdul Razzaq 9300757917, 9329860108 **102. Kranti Kala Sangam** H.No. 74, Street No. 1 Shameem Manjil Behind Central Bank Shahjahanabad, Bhopal M.P. Mobile - 09893477660, 09329037779 **103. Dr. Zakir Husain Educational & Cultural Society** P.B. No. 52, Station - Dargah Road Burhanpur - 450331, M.P. Ph - 07325 - 243900 **104. Madarsa Darul Ifta Wal Irshad** 29 / 162,Behind National School Ghosipura, Guna M.P. (Pin - 473001) Phone : 07542 - 250716 **105. Madhya Pradesh Qaumi Khidmatgar Society, Guna** Qutub Bhawan, Opp. Nehru Park Kant Road, Guna, M.P. Phone : 07542 - (Off.) 500893 (Resi.) 507801 Mobile : Mobile : 9425131196 **106. Adarsh Samaj Seva Shiksha Samitee,** Mall Road, Morar, Gwalior. (M.P.) Pin.- 474006 Tel.No. 0751-2366525, 5030024 **107. Mashal Mahila Samaj Sewa Samiti** 2243/1, Haddigodam Road, Thakkargram, Jabalpur - 482002, M.P. Phone : 0761 - 2443833 Mob. - 9302105211 **108. Sirat-e- Mustaqeem Foundation** 07, Iqbal Market, Imlipura Khandwa (M.P.) Pin - 450001 Ph. : 0733 - 2233006, 2243123 Mobile : 9826284906 **109. Shikshodaya M. School Neemuch** 13/68, Moolchand Marg Neemuch - 458441 (M.P.) Phone: 07423 - 220427 Mob.: 9827379494, 9827220427 **110. Qasmi Education & Welfare Society** Syed Zahida Manzil Old Collectorate Road, Pura Distt. Rajgarh, (Biaora)-465661, M.P. Ph. 07372-254895 Fax : 0755 - 2710237 **111. Jamia Nooria Azizia** Chikan Tola, Distt - Rewa (M.P.) Pin 486001 Phone : 07662 - 256987, Mob. - 9229682919 Fax No. : 504734 **112. Darul Uloom Mujahid-e-Millat,** Sarkare Kalan Urdu Education Society Ashraf Nagar, Kachhi Mohalla, Dhanpuri, Distt. - Shehdol, M.P. Ph.: 07652 - 250826, 288277 Mob. : 9425182026 **113. Madhya Pradesh Qaumi Khidmatgar Society,** Haji Manzil, Babu Quarter Road Kamlagunj, Shivpuri-473551, M.P. Mobile : 9827225673

MAHARASHTRA - 114. Iqra Education and Social Welfare Society Branch - Patur Distt. - Akola, Maharashtra Phone : 07254 - 243586 **115. Magaswargea Gramin Mahila Bahu-Uddeshia Shikshan wa Samagik Kalyan Mandal,** Patur, Distt. - Akola, Maharashtra Phone : 07254 - 243586 **116. Pragati**

Shikshan Sanstha Dariyapur Distt. Amrawati Maharashtra Phone No. 982293191 Cell. 9326081402 **117. Allama Mohd. Taher Educational & Career (AMTEC)** Foundation Beed Kagzi Darwaza, Near Darga Haz. Syed Suleman Beed - 431122, Maharashtra Mobile : (02442) 310114, 9822457806 **118. Kohinoor Mahila Mandal** C/o. Naiem Zahid House (PO Box - 41) 294/2, Rajori Ves, Beed - 431122, Maharashtra Phone : 02442 - 230761 **119. Osmania Mahila Shikshan Prasaraq Sanstha** "Nasheman" Near Dr. Mehmood's Building Khadka Road, Bhusawal - 425201 Maharashtra **120. Azad Education Society** C/o Abrar Ahmed Khan Ward No. 12, Peth Pura Shegaon-444203, Distt Buldana M.S. Phone no. N.A. **121. Iqra Education Society's** H.J. Thim College of Arts & Science Mehrun, Jalgaon - 425135 Maharashtra Phone : 2211725, 2212735 Mobile : 9890041299 (Dr. Iqbal Shah) **122. Pahur Tanzeem-ul-Muslimeen** Bada Mohalla, Pahur Tal. - Jamner Distt. Jalgaon, Maharashtra Pin - 424205 Phone : 02580 - 242523 **124. Anjuman-i-Islam's Akbar Peerbhoy College of Commerce & Economics** Maulana Shaukatali Road Two Tanks, Mumbai - 400008 Maharashtra Office 23074122 Principal : 23083405 Tele-Fax : 23063587 **124. Youth Education & Welfare Society, Nashik** YEWS National High Schools, Maulana Azad, Road, Sarda Circle, Nashik-422001, Maharashtra Phone No. 2594973 **125. Alqama Educational & Welfare Society** Muncipal Shopping Centre, Shop no. 5, Opp. New Bus Stand Malegaon Nasik-423203 Maharashtra Phone No. 434585-433624-439918 Tele Fax: 430470 **126. Kamel Education Society** Yousuf Colony Vangi Road, Parbhani - 431401 (M.S) Phone No. 02452-231427 Fax: 225273 **127. National Anglo Urdu High School,** Pimpri - 411018, Pune, Maharashtra Phone : (020) 7424930, 7454186 Mobile : 9422302292 **128. Rajapur Taluka Education Society,** Rajapur Building No. 658 Navjeevan High School & Jr. College, Rajapur, Distt Ratnagiri M.S. Pin 416702 Phone no. 02353-222030 **129. Gaaz Institute** 2/A, Kaka Manzil, Co-Op. HSG. Soc. Ground Floor, Kausa Mumbra, Dist. Thane - 400612, Maharashtra Phone : 25492205

NORTH EAST - (Assam) - 130. Institute of Oriental Studies Sijubari - Dargah Road, House No. 153 (Opp. to Global Hospital) P.O. Hatigaon Chanali Guwahati-781038, Assam Ph. (R) 2224867 Mobile : 2383050, 9435016395 **131. Hz. Ayesha Educational Trust** Haji Musafirkhana Road, Islampur Guwahati - 781007, Assam Phone 0361-2452020 2540546 -President **132. Integrated Congress of Women Entrepreneurs** 63, Senapati Complex, Silpukhuri, Guwahati - 781003, Assam Mob. : 9864227424 (Anita Singh), 9954166118, Delhi No. 9811478287 **133. Dudpur Rural Development Club,** Vill. Dudpur, P.O. Baliura. Distt Hailakandi, Assam **134. Dawarus Sunnah - Zamia Madrassa** P.O. - Dasgram, Distt. - Karimganj. Assam **135. North-East India Emarat-e-Shariah & Nadwatut Tameer** P.O. - Badarpur - 788806 Distt. - Karimganj, Assam Phone : 03845 - 269066 **136. Ittehaad** Azimuddin Khan Memorial Hall RRB Road, P.O. Haibargaon-782002 Distt. - Nagaon (Assam) Phone : 03672 - 220300 098547495619 **137. Human Welfare Centre** Vill. Gehua Chalchali, P.O. Gehu Chalchali, P.S. Rupahihat, Via-Juria, Dist - Nagaon, Assam

(Manipur) - 138. Hundred Flowers Higher Secondary School Vill.- Khomidok (Koubak Houbi) Pangei Road, P. O. Pangei, Imphal East, Manipur. Pin- 795114 Tel. No. 0385- 2422773 **139. Mahila & Child Welfare Association** P.O. - Mayang Imphal (Thana Keithel), B.P.O. - Uchiwa Wangbal Distt - Impahl West, (Pin 795132) Manipur Cell - 9436083686 (Zakir Hussain) **140. Jamia Yunush Urdu Study Centre** (JAY Urdu Study Centre) Konchak Bengoon, P.O. Mayang, Imphal Distt. Imphal West-132, Manipur Phone No. 09856217232 **141. MCWA Urdu Study Centre** Lital Makhong Uchiwa Wangbal PO Mayang Inphal, Distt Inphal West 132 Manipur Phone No. 09856217232 **142. Darul - Uloom (Markaz) Haoreibi** Lilong, Manipur - 795130 Phone 0385 - 2432226 **143. Human Resource Rural Development Association (HRRDA)** Queen Field Complex, Sekmaijin, Hangul P.O. Mayang Imphal, B.P.O. Sekmaijin Pin 795132, District Thoubal, Manipur Phone 09436032751 **144. Comprehensive Rural Development Services** Ngakhapart, Sekmaijin, P.O Mayang Imphal B.P.O. Sekmaijin, Dist Thoubal Pin 795 132, Mainpur Mob. 0986375177

ORISSA - 145. Rajya Akhyam Seba Sangha Room No. - 6, Municipality Block Unit - 4 Market, Bhubaneswar - 751001, Orissa Tel No. (0674) 2500279 / 2471463

PUNJAB - 146. Century Public School 36, Gali, Pelia Gate Malerkotla - 148023, Distt. - Sangrur, Punjab Mobile : 09356268881, 09872921999, 019147 78607 Tel. : 01675 - 324092 **147. Govt. College, Malerkotla** Distt. Sangrur Punjab, Pin 148023 Phone (O) 01675 - 253016, (R) 251212 Mob. 09463330812

RAJASTHAN - 148. Sufi Saint Secondary School, Ana Sagar Ghati, Ganj Ajmer - 305001, Rajasthan Phone : 0145-2625737, Principal: 2428137 **149. Noble Academy** Vikas Colony, Delwara Road, Beawar - 305901, Rajasthan **150. Zenith Public School** 31-A, Pratap Nagar, Chittorgarh Rajasthan Phone : 01472-248781 Fax . 01472, 240815, 244024 **151. Sir Sayeed Educational Social & Welfare Society** 97, Sir Sayeed Street, Shivaji Nagar Kalwar Road, Jhotwara Jaipur - 302012, Rajasthan **152. Qaimkhani Girls College** Post - Nua Distt - Jhunjhunu Rajasthan **153. Fakhe Ussmaniyya School** Madan Gunj, Kishan Gunj Ph. No. 92521-01666 **154. Mufti Akhtar Hussain Urdu College,** Darul-uloom Razae Mustafa Vigyan Nagar, Kota - 324005 Rajasthan Phone : 0744 - 2425618, 2433786 Mobile - 9252098790 **155. Al-Huda Educational Society Rajasthan** Modhak, Distt. - Kota Rajasthan Phone : 07459 - 232166 **156. Shaheen Secondary Children Academy/Educational Society** Dashara Ground, Shaheen Colony, Gangapur City, Distt Sawai Madhopur Rajasthan

TAMIL NADU - 157. S.K.'s Educational Academy 36 Jani Jehan Khan Road, (Opp. Road to Zambazaar Police Station) Royapettah, Chennai-14 Ph.: 28481344, 28483231, 28483281 Fax : 28440763 **158. D. Ahmed Ali Parpia Memorial Matriculation Hr. Sec. School** (A unit of Muslim Educational Foundation) No. 2 Pachaiappan Street Mount Road, Chennai - 600002 Phone No. 28548053 **159. Islami Baitulmal and Welfare Trust** (Madra-se-Niswan), 37/29, (Old No. 17/26), Mainathottam Street No. 1, Muslim Girls School N.H. Road, Coimbatore-641001 Tamil Nadu Phone : 2304658, 9894982056 E-mail: ibmawt@yahoo.co.in **160. Firdousul Uloom Arabic College** Cherambadi-Nilgiris Tamil Nadu Pin 643205 Phone No. 04262-266199 **161. Ubaibas Foundation** 1&2, M.M. Abdul Huq Street, Tirupattur-635601 Vellore - Distt., Tamil Nadu Phone No. 0091-04179-220366 **162. C. Abdul Hakeem College** Hakeem Nagar, Melvisharam - 632509 Vellore Dt., Tamil Nadu Ph: 04172-266187 (Office), 266487 (Principal), 266987 (Correspondent), Fax : 04172 - 266987 Mob. 9894014664 (S.M. Yassir)

UTTAR PRADESH - 163. Sir Syed Public School Kabir Kunj Behind Prabhu Talkies Roadway's Colony Loha Mandi, Agra - 282002 U.P. Phone : Code : (0562) 2811842 Mob. 9897837037 **164. Allama Iqbal Educational Society (AIES)** 13/790, Shekhan, Achnera - 283101 Agra, U.P. Ph. : 05613-220758, Mob. 9412800235 **165. Kushwah Public Junior High School** Nagla Prithvi Nath, Shahganj Agra, U.P. **166. Maulana Abul Kalam Azad Public School** Shahanshahbad, Jamalpur Aligarh - 202002, U.P. Phone : 09411630235 **167. Madarsa Arabia Islamia Wasiatul Uloom** 23/25, Masjid Dhal Wali, Bakshi Bazar Allahabad, U.P. Phone : 0532 - (O) 2551976, (R) 2656183 **168. Madarsa Subhania** 95, Maulana Kafi Road Gadhi Sarai, Allahabad - 211003 Ph. : 2650336 **169. Kidwai Memorial Girl's Inter College** 196, Himmatganj, Allahabad, U.P. Phone: (Office): 2615496 Resi: 2656147 **170. Al-Hamra Faruqi Girls Inter College** 205 / F / 1, Kasari Masari Allahabad - 211016, U.P. Phone : 9415351749, 2617631 9335070987 **171. Madarsa Ahle Sunnat Ziyaul Uloom** Mohalla - Baghaicha Iltifat Ganj Distt - Ambedkar Nagar U.P. (Pin - 224145) Phone : 05273 - 284527 **172. Makhdoom Ashraf Educational & Social Welfare Society** Village - Baskhari Sharif, Distt. - Ambedkar Nagar, U.P. Phone : 09415089643 05274 - (O) 276272, 276111, Fax : 276069 **173. Sardar Hameedi Taleemi wa Samaji Mission (Regd)** 196, Chilla, Amroha-244221 (U.P) Tel. 0592-264338 **174. Babar Khan Educational Technical & Social Society** Bara Ghar, Near Sai Mandir Moh. Kanoon Goyan, Amroha J.P Nagar, U.P. Mob.

9897550724, Ph. 05922-260724 **175. Al-Jehad Educational & welfare Society** Post : Kanura Gahni Distt. - Azamgarh U.P. (Pin - 223224) **176. Sayed Munwwar Ali Mamorial Girl Junior high School** Sotha, Badauo Ph. 9412852336 **177. Fatima Public School,** (Under Ashrafi Foundation) Aamdari, Distt - Baliya U.P. Ph: 05498-260382, Mob. 9415658251 **178. Ideal Educational Society** Saadatganj Barabanki - 225206, U.P. Phone : 05241 - 258566 Mob : 9415141120 **179. Rashtriya Mahila Jagriti Sansthan** (National Feminal Awake) S/1070, Line Purwa Dewa Road, Barabanki Phone : 05248 - 228749 Mob.: 9336328145 (Nahid Bano) **180. Muslim Kindar Garden School** Shakhaiya Pura, Near Chitra Shala, Distt. - Bahraich, U.P. Phone : 0052 - 23447 **181. Rohilkhand Gram Vikas Utthan Samiti** 773 Shahabad Bareilly, U.P. Ph. : 0581 - 2541125 Mob. : 9219748608 **182. Suhel Memorial English School** H.No. 160, Kanghitola Near Qila Sabzi Mandi Tehsil - Distt : Bareilly Jadonpur, Bareilly, U.P. Phone : 2457738 **183. H.A.W. Memorial English School** Dhounra Tanda, Bareilly - 243204, U.P. 0989729335, 09358061563 **184. Bijnor Muslim Fund** Qazipara, Street, Bijnor, U.P. Phone No. 01342-262767 Mobile : 9837469978 **185. Hira Islamic Education Foundation** H.No.974, Mohallah Qazizadga (Near Bijli Daftar) Chandpur, Distt. Bijnor, U.P. Ph.:01345- 222574 Fax: 01345-222147 **186. Excellent Educational & Social Society** Near Azad Welding Works, Raje Babu Road Bulandshahr-203001 U.P. Phone : 0091-5732-27570 **187. Gramin Samaj Kalyan Audoyogiki Prashikshan Sansthan,** Nai Abadi, Holi Gate, Etah - 207001, U.P. Ph.: 05742 - 231522, 236094 **188. Shahzad Zafar Memorial Public High School** Fateh Nagar, Laar Distt. - Deoria, Pin - 274502 U.P. Phone : 9838961187, 9335054166 **189. Awadh Shikshan Sanstahan Junior High School** Ram Gulam Tola (Shastri Nagar) Deoria U.P. 274 001. Ph. 05568-222843 **190. Royal Technical Training Institute** C/o India Radios, Idgah Market, G.T.Road, Etah U.P. Ph. : 36094 **191. Mohammadiya Educational Society** 273, Shah Qamar, New City, Etawa U.P. Phone : 9412572204 **192. Faiz-e-Aam Muslim Hr. Sec. School** Sheikhpur Jafar, P.O. - Raunahi, Distt - Fizabad (U.P.) Pin - 224182 Ph. : 05278 - 255314 Mobile : 09415139626 **193. Mohammad Yahya Educational & Welfare Society** Paramount, Saadat Ganj, Faizabad U.P. 05278-236672, 236443 **194. Amar Shaheed Asfaq Ullah Memorial National School** Dargahinagar, Khojenpur Faizabad U .P. Pin 224001 **195. Milli Darsgah Aligarh Convent School** 4/22, Chowk Farukhabad - 209625, U.P. Phone : 05692 - 22449 **196. Madarsa Shahida Akbar Education Centre** Papari Kaimganj, Distt Farrukhabad U.P. Ph: 05692-246686 **197. IWT Academy of Languages** 729, Gangotri, Kaushambi, Ghaziabad Tele: 011-22463466, 9871567373 **198. Purvanchal Vikas Sansthan** Moh. Khudaipura, Post Sadar, Distt. Ghazipur (U.P.) Mob. 9415881351, 9415881352. **199. Madrasa Nooriya Khairiya** Baghi Bhari Post - Peepiganj, Distt. - Gorakhpur Pin - 273165, (U.P.) Phone No. 2762340 **200. Women Organisation for Rural Development (Word Sansthan)** C-211A, Ilahi Bagh Chowk Gorakhpur, U.P. Phone : 0551 - 2291258 **201. Al-Ameen Institute of Information Technology** Dr. Khan's Clinic, IInd Floor Main Bulandshahar Road Hapur - 245101, U.P. Phone : 0122 - 2308027, 3091307 **202. Sandila Girls Intermediate College** (Chaudhry Wajahat Ali Memorial Urdu Centre) Musapur, Sandila, Distt. Hardoi-241204, U.P. Phone 05854 - 270978 Mobile : 9415016479 **203. Modern Education Health Care Society** Mohalla Mandai, Imam Chowk, Sandila, Dist Hardoi, Mob. 9335816667, 9336365120, 05854-270653. **204. Social and Educational Upliftment society** P.O. Pesh Thana Bachhraon, Distt. J.P. Nagar, U.P. 244 225. Ph. 09719275361. **205. Maulana Azad Memorial Society** Adul Sarain, Kalpi, Dist. Jaluun (U.P.) 285204. Mob. 9839249604. **206. J.S. Educational Centre** E/E-47, Veerangana Nagar, Kanpur Road, Jhansi-284128, U.P. Mobile No. 9415067674 **207. Madarsa Islamia Arabia Jamiatul Raeen** 188 / 109, Andar Unnao Gate Distt. Jhansi, U.P. Phone : 0517 - 5532879, 2352279 **208. F.A. Ahmad School** 258, Om Purwa, Kanpur-7 U.P. Phone No. 2366877 **209. Jamea-Tut-Taiyebat** 89 / 345 A (I), Daler Purwa Kanpur - 208001 Phone : 0512 - 2315763 Mobile : 3813701 **210. Madarsa Ayyubia Tajvidul Quran** H.No. 131 / 314, Begum Purwa, Kanpur U.P. Ph.: 0512 - 3255211 **211. Abul Kalam Azad Girls Inter College** Lakhimpur Kheri - 202701 **212. Shri**

Vardhman Inter College B block Amrapali Market, Indira Nagar Lucknow Phone : 0522 - 2341570 **213. Jalliya Muslim Girls Higher Secondary School,** Iradat Nagar, Dali Ganj Lucknow, U.P. **214. Academy of Mass Communication** 21 Bilhra House, R.K. Tandon Road, Near Kotwali Qaiser Bagh, Lucknow-226001 Phone : 0522 - 2624687, Mob.: 09335453034 **215. Regional Public School** Laulai, Lucknow-227106 U.P. Phone : 2815192 **216. Rahbar Charitable & Welfare Society** M.I.G. - 2, L.D.A. Colony, Aishbagh, Lucknow - 226004, (U.P.) Phone : 0522 - 2263205, 3240695 Mobile : 9415465189, 9415576755, 9335240695 **217. Ghani Talimi Markaz** 64/12 Masjid Lane, Lal Kuwan, Lucknow (U.P.) Phone 2236191, Mobile - 9415012415 **218. Quresh Ideal Shiksha Samiti** Pathar Wali Masjid, Manoharpura, Bajariya Mathura, (Pin - 281001) U.P. Cell. 9897625510 Fax No. 0565 - 408124 **219. Darul Uloom Rahimiah** Raghauli, Ghosi Distt. - Mau, U.P. Pin - 275105 Phone : 05474 - 229264 **220. Nisar Higher Secondary Education** Hansapura, Imli Bagh Kopaganj, Mau - 275305 U.P. Phone : 0547 - 2506744 (O) Mob. 9889127474 **221 Momin Ansar Girls Inter School** (Muslim Education Society) Asrari, Khairabad Dist-MAU - 276403, U.P. Phone : 0547-2322783 (Off) 2321109 (Res) **222. Jamia-Tul-Imam-e-Asar-wa-Zamman** Sirsi Sadat Distt. Moradabad, U.P. Phone : 23620 **223. Muslim Education Society** Shahbad Road, Bilari Distt. - Moradabad-202411, U.P. **224. Riya Jankalyan Samiti** Qasdi Tola, Mughalpura -1st Moradabad (6), U.P. (Pin - 244001) Mobile : 9837490050 **225. Azad Alp Sankhyak Utthan Samiti** Mohalla : Fateh Ullah, Ganj Thakur Dwara Distt. - Moradabad U.P. Phone : 01343 - 244317 Mob: 09411043144 **226. GCT Educational Society** D - 20 / 271, Kisrol Street, Near Moulsiri Mosque Moradabad - 244001, U.P. Cell: 9897060895, 9837452878 **227. Peetal Basti Dastkar Association** Mughal Pura 1st, Haji Altaf Mansoori Marg, Moradabad-6 U.P. (Pin - 244001) Phone : 0591 - 3299861, 9719055052 **228. Islamic Scientific Academy** Town / Post - Umri Kalan Distt. - Moradabad, Pin - 244227, U.P. Phone : 05922 - 278214 **229. Fatima Children Care Mission & Girls Junior High School,** under Fatima Education Society Kambal Ka Tazia Moradabad, U.P. **230. Jamia Ahsanul Banat** Milak Pallipura, Lodipur Kuan Pakbara, Delhi Road Ahsanabad, Moradabad - 244001, U.P. Phone : 91591 - 2223186, 2223187 Mob. 9897731000 **231. Islamic Society,** Alflah Niswan College Mohalla Takia, Ahraura, Distt Mirzapur Pin 231301(U.P.) Phone no. 0091-05443-224484 Mobile : 9839562158 **232. M.E.T. Public School** Jam-e-Masjid, Sector - 8 NOIDA, U.P. Phone : 95120-3067485 (Off) Mobile : 9990003887 (Principal: Ms. Rabia) Maulana Kaleem Sb. 9213882232. **233. Momin Ansar Welfare Association** C/o. Pili Bhit Gas Service C-173, Avas Vikas, Pilibhit-262001, U.P. Mobile : 09410405301, 09719125425 Ph. : 05882 - 256188 (Off), 256357 Fax : 05882 - 253210 **234. Indian Educational Society** Sadar Bazar, Distt. - Pratapgarh U.P. (Pin - 230001) Tel.: 05342222309 Mob.: 9335133022 **235. Sanskriti Institute of Information Technology** Anil Sewa Sansthan 546 Satya Nagar Raibarelli-200901 Phone : 2200676 Mobile : 3103091 **236. Jamiatul Huda Al Islamia** (Huda Islamic Institute) Syed Ahmed Shaheed Nagar (Otiya) Post - Fatehpur, Distt. - Raibareli U.P. (Pin - 229309) **237. Computer Point** (Dare Arafat) Town Hall Market, Raibarelli-229001 U.P. Phone : 0535 - 2213446 **238. Bhartiya Kisan Sanstha** Mohalla Rahu Pura, Tanda, Distt Rampur -244925 Ph. 2535820 Mob: 9412667625, 9997400908 **239. Kainat Public School** Moh. Imli Jhoolay Wali, Degree College Road, Near Transformer, Rampur - 244901 (U.P.) Ph. 0595 - 2329782 **240. Jawahar Lal Sewa Sadan Samiti** Mohalla Bajariya, Kadhu, Islam Ganj, Rampur-244901, U.P. Phone No. 0595-224538 **241. Chand Welfare Society** Purana Gunj, Betuk Road, Rampur, -244901 (U.P.) Tel : (0595) 2326040 Mob: 09837763344 (Naved) **242. Maulana Abul Kalam Azad Islamic Educational Academy** Ratan Pura, Mirapur, (Suwar) Rampur U.P. Pin 244924 Phone : 9719128961 (Jameel Ahmed) **243. Women Institute of Self Employment Training (WISET)** Bushra Education Social Welfare Society Moh. Thotar Mansoori Street Behind Chowki Razzar, Rampur - 244901, U.P. Phone : 0595 - 2324498 Mob.: 9897748369 **244. Qasmi Educational Society Deoband** Deoband Guest House Mohlla Khanqah, Near Indra Park Deoband - 247554, Ssharanpur, U.P. Ph. - 01336-223888, Mob. 9897386684, 9411503786 **245. Madarsa Saeedul Uloom** (under taking The

Modern Educational Society) Near Jama Masjid Deoband - 247554, Distt. Saharanpur, U.P. Phone : 01336 - 221207 Mob. 09412668202 - Mr. Javed Akhtar **246. Shaheed Ashfaq Ullah Khan Infotech Centre** Green Valley Jr. High School Ahmadpur Chungi, Shahjahanpur, U.P. Ph. 05842 - 236047, 311625 **247. Madarsa Nizamia Islamia** Gadipura, Shahjahanpur U.P. **248. Darul Uloom Makhdumiyan Arabia** Vill. & P.O. - Wasa Dargah Distt. - Siddharthnagar, U.P. Phone : 05541 - 254795 Mob. : 9919695985 **249. Jamia Misbahul Uloom** Chaukonia Bharat Bhari, Siddharthnagar, U.P. Pin - 272191 Mob. 9936448322, 9452213360, 9450567737 Tel.: 00961 - 5541 - 254602, 254620 Fax : 254802 **250. Abul Kalam Azad Educational Institute** Azad Nagar, Domariaganj, Distt. - Siddharthnagar, U.P. Phone : 05541, 244222 **251. International Welfare Trust** Urdu Shiksha Kendra 52, Mohalla Bangla Sitapur, U.P. - 261001 Mobile : 9810622431 **252. A.K. Lodi Memorial Society B, 8 /** 77 - A, Bara Gambhir Singh Sonarura, Bhelupura, Varanasi - 221001 U.P. Mobile : 09335411339, 09335323842 Ph. No. 052-3248884 **253. Society For Participatory Integrated Development** E-8 Badshah Bagh Colony, Maldahia Varanasi U.P. Phone No. 9311257097 9451964244

UTTARANCHAL - 254. Lingua Franca Educational Welfare Society Royal Hotel, Chaughan Pata Mall Road, Almora Phone : 09719278678, 09997803951 **255. Faizan Educational Welfare Society** Hasnawala, Biharigarh Hardwar, Uttaranchal Ph. . (0132) : 2784555 Mobile : 09719079348, 9410874579 **256. Lingua Franca School of Languages** Near Krishna Hospital Thandi Sarak, Nainital Road Haldwani (Pin - 263931) Nainital, Uttaranchal Phone 09359412620, 05946 - 253691 **257. Sandal Educational Welfare Academy** (Under Spring Filed Public School Society Khuwaja Compound, Qidwai Nagar, Haldwani (Nainital) Uttaranchal Mobile : 09359412620 **258. Cambridge Academy** Roorkee 253/6 Satti Street, Lmli Road, Roorkee-247667 Mob. 9837891406 **259. All India Ali Welfare Educational Society** Azad Nagar, Kelakhera (Udham Singh Nagar) Uttranchal Pin - 263152 Phone : 05949-241182 Cell. 9719014182, 9927724266 **260. St. Mary J.H. School** Near New Door Sanchar Building, Ward No. 3, Kichha-263148 (Udham Singh Nagar), Uttaranchal Tel. 05944-264203 Mob. 98370-69660, 9358623009, 93193-23896 94121-37237.

WEST BENGAL - 261. Nutan Masjid Committee Nutan Masjid Complex West of Lal Dighi Roopnarayan Road Cooch Behar-736101 C/o West Bengal Urdu Academy **262. Anjuman Islamia** No. 5, Botanical Garden Road, P.O. & Distt Darjeeling Pin - 734101, West Bengal Phone - 09933024178 - Bashir Ahmed Off - 0354 - 2252971 **263. The Adabi Society High Madrasah** At & P.O. Angus, Distt Hooghly-712221, West Bengal Ph.: 033 - 64171564 C/o West Bengal Urdu Academy **264. Teacher's Forum** 22/2 Dharmadas Kundu Lane Shibpur, Howrah-711102 C/o West Bengal Urdu Academy Phone : 033 - 26426388 Mobile : 9831516136 **265. West Bengal Urdu Academy Minorities Development & Welfare Department** Govt. of West Bengal 75 / 2A, Rafi Ahmed Kidwai Road Kolkata - 700016 (W.B.) Phone : 244 8450 **266. M/s Subhashini Global Net** Noor Mansion, 2nd Floor Rathbari, Station Road Pranta Pally, P.O. & Distt. Malda-732101 West Bengal Tel. : 03512 - (Off) 269133, (R) 264246, 265678 C/o West Bengal Urdu Academy **267. Subhas Chandra Bose Centenary College** Lalbagh, P.O. & Distt.Murshidabad-742149 C/o West Bengal Urdu Academy

تفصیل کے لیے رابطہ قائم کریں :

NATIONAL COUNCIL FOR PROMOTION OF URDU LANGUAGE

Ministry of Human Resource Development, Department of Higher Education,Govt. of India
West Block-8, Wing No. 7, First Floor, R.K. Puram, New Delhi - 110066
Tel. 011-26169416, 26109746, Fax : 011-26106425, 26108159
Website : urducouncil.nic.in, E-mail: urducourse@rediffmail.com

कौमी काउंसिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

M/o. HRD, Dept. of Higher Education, Govt. of India, West Block-1, R.K. Puram, N.Delhi-66.

فنکشنل عربی میں قومی اردو کونسل کا ایک سالہ و دو سالہ فاصلاتی کورس

رجسٹریشن 28 فروری 2008 تک

- روزمرہ استعمال ہونے والی عربی زبان اور عربی پڑھنے والے طالب علموں کو معاصر تقاضوں سے جوڑنے کی ایک بڑی کوشش
- باوقار روزگار کے مواقع سے جوڑنے کے لیے اس کورس کو عربی شارٹ ہینڈ اور کمپیوٹر پیکیج سے جوڑنے کی کوشش

(1) سرٹیفیکٹ ان فنکشنل عربک (Certificate in Functional Arabic) (Session 2008-2009)

اہلیت : اردو کی بنیادی تعلیم مع قواعد۔ عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

فیس: طالب علم فارم اور رجسٹریشن کے لیے -/200 روپے یا اس کا ڈرافٹ کونسل کے مندرجہ ذیل کسی بھی عربی سرٹیفیکٹ اسٹڈی سینٹر پر جمع کر سکتے ہیں۔

کورس کی میعاد: ایک سال۔ طالب علم ہر پانچ ماہ کے بعد اختبارات کونسل کے اسٹڈی سینٹر پر جمع کریں گے۔ سال کے اختتام پر ایک پرچہ پر مشتمل فائنل امتحان کونسل کے منظور شدہ اسٹڈی سینٹر پر کونسل کی طرف سے لیا جائے گا۔ مجموعی کامیابی کے بعد ہی کونسل کی طرف سے کامیاب طالب علم کو "Certificate in Functional Arabic" کا سرٹیفیکٹ دیا جائے گا۔ کونسل سے براہ راست سرٹیفیکٹ کورس کرنے کی بھی سہولت ہے۔ براہ راست کورس کرنے کے لیے -/500 روپے کا ڈرافٹ NCPUL, Payable at New Delhi کے نام بنوا کر کونسل میں جمع کر سکتے ہیں۔ تفصیل کے لیے رابطہ قائم کریں۔

(2) ڈپلوما ان فنکشنل عربک (Diploma in Functional Arabic) (Session 2008-2010)

اہلیت : عربی کی ابتدائی تعلیم مع قواعد۔ اس کے علاوہ عربی لکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی لازمی ہے۔ عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

فیس: طالب علم فارم اور رجسٹریشن کے لیے -/200 روپے یا اس کا ڈرافٹ کونسل کے مندرجہ ذیل کسی بھی عربی ڈپلوما اسٹڈی سینٹر پر جمع کر سکتے ہیں۔

کورس کی میعاد: دو سال۔ طالب علم ہر پانچ ماہ کے بعد اختبارات کونسل کے اسٹڈی سینٹر میں جمع کریں گے۔ دو سال کے اختتام پر ایک پرچہ پر مشتمل فائنل امتحان کونسل کے منظور شدہ اسٹڈی سینٹر میں کونسل کی طرف سے لیا جائے گا۔ مجموعی کامیابی کے بعد ہی کونسل کی طرف سے کامیاب طالب علم کو "Diploma in Functional Arabic" کا سرٹیفیکٹ دیا جائے گا۔

کنٹیکٹ کلاس : دونوں کورسیز کے لیے کونسل کے اسٹڈی سینٹر میں عربی بول چال میں مہارت کی غرض کی تکمیل کے لیے کنٹیکٹ کلاس کی سہولت ہوں گی جس میں طالب علم کی حاضری لازمی ہے۔

نوٹ: اسٹڈی سینٹر کے انچارج ان دونوں کورسیز کے الگ الگ مگر مجموعی ڈرافٹ NCPUL, Payable at New Delhi کے نام رجسٹریشن فارم کے ساتھ قومی اردو کونسل نئی دہلی کو رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کریں۔ رجسٹریشن کے بعد طلبہ کی تعداد کے مطابق کورس میٹریل ارسال کیے جائیں گے۔

Centre for Certificate Course: کونسل کے سینٹروں کے نام و پتے:-

ANDHRA PRADESH: # Urdu Ghar, Adoni Al - Falah Education & Welfare Society H. No. 2 -288, Baherpet Shairkhan House, Dist. Adoni - 518301 Ph. 08512 - 252425 **# Madina Educational & Welfare Society Under Madina Educational Career Guidance**, H. No.3-5-104/239/A, Nai Abadi, Bhainsa-504103. Dist. Adilabad-504103 **# Society for Arabic Academy** 8 - 1 - 398 / D / 1 / 19 I. A. S. Colony Toli Chowki, Hyderabad, Ph. 55756869 **# Mahad Uloomil - Hadees2** - 81, Wadi Hadees, Jal Pally Hyderabad - 500005, Ph. 040 - 25501588, **# Mesco Arabic Language & Education Foundation Secretariat** At: 22 - 1 - 1037 / 1 Mesco Diagnostic Centre Darul-Shifa, Hyderabad - 500024,. 24576890, 24411907.

BIHAR: # Madrasa Islamia Arabia At. & P.O. Kishandaspur Via Mathurapur Distt. Bhagalpur Ph: 284458, **# Anjuman Taraqqui-e-Urdu** Tirhut Division Haji Market, Bara Chakiya, East Champaran, Ph. 06252-244113. **# Al-Helal Welfare Society for Education & Social Services** At. Semra, P.O. Thawe, Distt. Gopalganj **# Kainat Foundation Kako**, Dist. Jehanabad, Pin. 804408 Ph. 06114 - 255314, 09934270182. **# Computerised Calligraphy Training Centre**, At. Anjuman Islamia Millat Girls High School, Pani Bagh,P. O. & Distt. Kishanganj Pin. 855107 -Ph. 06456 - 233160 (O), 222502 (R) **# Khanquah Teghiya Sufiya**, Damodarpur, Dist. Muzaffarpur - 843113 Ph. 0621 - 2260124 Mob. 09934872092. **# Madrasa Aqlimia Niswan** Khutauna Bazar, Dist. Madhubaini Ph: 9931907731. **# Madrasa Ahmadia Hanfia** At. Quazichak, P.O. Kamaul Distt. Muzaffarpur. **# Sitamarhi Institute of Vocational Training (SIVT)** A Unit of Azad Community Rehabilitation Trust (Regd.) NH-77, Sursand Road Sheohar Chhawni, Sitamarhi, -843302. **# Nalanda Samaj Seva Ashram** Mohall Chhajjoo, Naseerpur P. O. Bihar Sharif, Dist. Nalanda, Mob. 09934048612. **# Head Maulvi Madrasa Rahmania Gehwan** P. O. Ahilgawan, Via - Jalalgarh, Dist. Purina Pin. 854327. **# Madrasa Islahul Muslemi** At & P. O. Tharbitta Dist. Supaul, Pin. 852138 Ph. 263070.

GUJARAT: # Principal Muslim Education & Welfare Society Sanchalit High School Bhuj Kutch- Ph: 2763303,2765376. **# Shams School** Near Industrial Post Office Rakhial, Dist. Ahmedabad - 380028 Ph. 2749955, 2746096 **# Elahi Educational Trust** Madrasa -e - Faruke Azam Pani Gate, Dist. Vadodra - 390019 (Gujarat).

HARYANA: # Tasleema Girls School Dhadola Khurd Tehsil. Ferozepur Jhirka, Dist. Faridabad, Gurgaon, (Mewat) (Haryana) Ph. 09416320446. **#Mahad-Al-Rasheed-Al-Islami** Jagadhri-135003 Haryana.

JHARKHAND: # Madrasa Rashidul Uloom, Lion Mohalla, Rahmat Nagar, Dist. Chatra - 825401, (Jharkhand) Ph. 06541 - 222261 (Off). **# Centre Incharge Intekhab Alam Bright Career Coaching Institute** Under Maitri S.R. Market, Bus Stand Chittarpur, Distt. Ramgarh Jharkhand Pin 825 101.Ph. 09934343356, 09334360114. **# Darul Uloom Wahidia** Mahora, P. O. Sanbad Dist. Jamtara, (Jharkhand) Pin. 815351. Ph. 6175283. **# Mahila Dastkari Vidyalaya** Shameemabad, P. O. Itki Dist. Ranchi, (Jharkhand) Pin. 835301 Ph. 06529 - 227216.

J & K: # Sheikh Noor - ud - Din Public Model School, Halsidar Rashid House, Halsidar (Verinag) Tehsil: Dooru Dist. Anantnag - 192212 (J & K) . **# Jamia Uloomil Islamia** C/ o. Branch Post Master, (BPM)B - O = Later Chadoora Sub Office Budgam (J & K) Pin. 190001 Managed by Shams Memorial School, Budgam, (J & K). **# Sheikhul Alam Institute of Info- Educational & Technical** Charare - Sharief - 191112 Chaudra Dist. Budgam (J & K) Ph. 01951 - 243308 (Off) 243309 (Resi) Mob. 9419011769.

KARNATAKA: # Quwathul Islam Pre - University College 8, Bore Bank Road, Benson Town, Dist. Bangalore - 560046 (Karnataka) Ph. 3542010. **# Malika Zubaida Begum President Iqra Education Foundation Trust** 9/A, 1st Cross, Arokiamma Layout, Opp Venkateshpuram Post Office, **P & T** Colony, K.G. Halli, Bangalore - 560 045. Karnataka. **# Anjuman Arts, Science & Commerce College** Post. Box No. 02 Anjumanabad, Bhatka-581320 (Uttar Kannada) Karnataka State Ph. 08385-226443, 222744. **# Aisha Siddiqa Urdu Residential School for Girls** C/o Maheboob. B. Mulla, Kakkaya Colony, Gyang Boudi, Bijapur

- 586 101. **# Mohammadia English Medium High School** Near, Ist Railway Gate Cowl Bazar, Bellary - 583102, (Karnataka) Ph. 243203, 240980 Managed By Huda Educational Minority Society (Regd) Cowl Bazar, Bellary - 583102 Ph. 9880666253.

KERALA: # Kuttiadi Muslim Orphanage Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi Post - Kuttiadi, Calicut - Dist, Kerala State - 673508 Ph: 2596732. **# Kavannur Charitable Trust** Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi C/o. Popular Store Post. Kavannur, Malappuram - Dist, Kerala State - 673644 Ph: 2297051. **# Kamsic Arabic College Kalampadi** Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi Post. Malappuram Malappuram - DistKerala State - 676505 Ph: 734794. **# Izzathul Islam Complex** Izzath Nagar, Kuzhimanna P. O., Malappuram Dist. Pin. 673641 (Kerala). **# Nibras Secondary School** Moonniyur Thangal's RoadA. C. Bazar Moonniyur - 676311 Malappuram Dt. (Kerala). **# Malharu Nooril Islami** Tha- Aleemi Al - Bukhari Compound Hosangadi Dist. Manjeshwar - 671323 (Kerala) Ph: 273714,273044. MADHYA PRADESH: **# Dr. Zakir Husain Educational & Cultural Society** Surury Campur, P. B. No. - 52 Station Dargah Road, Dist. Burhanpur - 450331, (M. P.) Ph. 07325 - 243900. **# Deneyat Fadea Madrsa** H. No. 793 Indra Nagar, Teelajmalpura Road, Bhopal (MP)

MAHARASHTRA: # Zakir Hussain Technical School under Women Welfare Society P.O.Box. 41 294 - Bashir Gung, Rajuri Ves - BEED - 431122 (Maharashtra) Ph: 697969. **# Salam Educational & Other Welfare Society** Anwary House, Azizpura Dist. Beed - 431122 (M.S.) Ph. 09423168465. **# Jametul Momenat Zafar Manzil**, Phatakpura, Khamgaon - 444303 Dist. Buldana, (Maharashtra) Ph. 07263 - 255448. **# Mrs. Abeda P. Inamdar President The Deccan Muslim Institue** Poona Azam Campus, 2390-B, K.B. Hidayatullah Road, Camp, Pune- 411 001.

NORTH EAST (ASSAM): # Institute of Oriental Studies (I. O. S.) C /o. Shamshad Ali Bhawan, House No. 153Opp to. Global Hospital Sijubari - Dargah Road, P. O. Hathigaon Chariali, Guwahati. 781038 (Assam) Ph. 0361 - 2224867, 2383050(Off).

NORTH EAST (MANIPUR): # Taltala Senior Madrassa M.A.Q Al Amin P.O. Janakalyan Bazar, Distt. Karimganj (Assam) Pin-788720 Ph: 03843-212411. **# Mr. Jaweed Khan Secretary Social Integrated Development Association** P.O. Thoubal Moijing - 795 138. District: Thoubal, State- Manipur -Ph. 03848-222627. **# Mahila & Child Welfare Association** Uchiwa Wangbal, P. O. & P. S. Mayang Imphal - 132 Imphal West District. Manipur. **# M. Kayamuddin Comprehensive Rural Development Services** Ngakhapart, Sekmaijin, P.O Mayang Imphal, B.P.O. Sekmaijin, District Thoubal, Pin- 795 132 Manipur-Ph. 09856375177.

ORISSA: # Manara Academy B-1654, Sector 10, Markat Nagar, Cuttack 753008, Orissa. **# Maulan Abul Kalam Azad Multi-Purpose College** Sayeed Saminary Compex Nimo Sahi Distt. Cuttack -753001 Ph. 2418387. **# Jamia Abu Hurairah** At. / P. O. Bisra, Rourkela - 770036 Dist. Sundergarh, (Orissa) Ph. 0661 - 2612353.

PUNJAB: # Century Public School 36-Gali, Malerkotla-148023 Dist. Sangrur (Punjab) Ph. 01675 - 263622, Mob. 09356268881, 09879-21999, 098140-98930, 099159-14105 centruy261065@gmail.com

RAJASTHAN:# Muneer Ahmad General Secretary Bikaner Education society Urf Darul Uloom Sulemaniyan Rahmaniya, Raza Nagar, Bikaner Rajasthan Ph. 0151-2211468, 2525446. **# Madrasa-e-Gabriel** 144, Deepak Mark Near Bachha Park, Adarsh Nagar, Dist. Jaipur Pin. 302004 (Rajasthan) Ph. 0141 - 2616183, 2078006, 2632864. **# Sir Sayeed Education Social & Welfare Society** 97, Sir Sayeed Street, Shivaji Nagar, Kalwar Road, Jhotwara, Jaipur - 302 012. Ph.2346018. **# Jame-Ul-Uloom Sotla,** Choonghi Chowki Chopansi Road, Distt. Jodhpur, (Rajasthan) Ph. 0141-2632458, 2632483. **# Unique Public School** Dashara Maidan, Gangapur City, Dist. Sawai Madhopur, (Rajasthan)

TAMIL NADU: # D. Ahmed Ali Parpia Memorial Matriculation Higher Secondary School No. 2, Pachiappan Street, Mount Road, Dist. Chennai - 600002 (T. N.) Ph. 044 - 28548053. **# S. K.'s Educational Academy** 36, Jani Jehan Khan Road, Opp. Road to Zambazaar Police Station Royapettah, Chennai - 14 (Tamilnadu) Ph. 2848 1344 / 2848, 3231 / 2848 . **# Dr. K. Abdul Sattar, M.S. Secretary Muslim Educational foundation** 2, Pachaiappan Street, Mount Road Chennai - 600 002.Ph. 28548053. **# Firdousul Uloom Arabic College** Cherambadi - Nilgiris (Tamilnadu) Pin.643205, Ph.04262 - 266199. **# Islamiah College Accredited by NAAC with "A"Grade (Afffiliated)** to Thiruvalluvar University and Mangaed by the Vaniyambadi Muslim Educational Society) New Town, Vaniyambadi -635752 Tamilnadu Ph: 235436.

UTTAR PRADESH: # Sir Sayed Public School Kabir Kunj (Behind Prabhu Talkies) Roadway's Colony, Loha Mandi Agra UP 0562 -Ph. 2811842 (Mob) 9897837037. **# Malka Begum Public School** (Abad Siksha Samiti) H. No. 58 / 278, - A Nagla Mehrab KhanSarai Khoaja - Agra (U. P.) Pin. 282001 Ph. 0562 - 2303215 (Mob) 9358502285. **# Madrasa Subhania** 95, Maulana Kafi Road Garhi Sarai Allahabad - 211003, (U. P.) Ph: 2650336. **# Aiman Educational Society** 144, Pura Fath-e-Mohammad Naini Allahabad, UP Ph. 0532-265489. **# Madrsa Arabia Ahle Sunnat** Faizan-e-Rasool Ambedkar Nagar, UP. Pin. 224441. **# Madrasa Islamia Arabia Anwarul-Uloom** At & P.O Mankapur, (via) Gainsari, Distt. Balrampur, UP. Pin. 271210 Ph: 9415072180. **# Bijnor Muslim Fund**, Bijnor Qazipara Street, Dist. Bijnor, (U. P.) Pin. 246701 Ph. 01342 -262767. **# Darul Uloom Baharshah** 505, Kandhari Bazar, Dist.Faizabad, (U.P.) Pin. 224001 Ph. 05278 - 25093. **# Wajihuddin Ahmad Siddiqi** Secretary Mohammad Yahya Educational & Welfare Society Paramount Saadat Ganj, Faizabad (U.P.) Ph: 236672,236643. **# Shahida Akbar Education Centre** Vacational Traning Centre Papari Kaimganj, Dist. Farrukhabad (UP) Ph: 246686. **# Maktab Azadi Hind** Shiksha Samiti-41 Eidgah Road, Isai Tola, Prem Nagar, Jhansi (UP) Ph: 923435719534. **# Madrasa Anjuman Islamia** Vill. & PO. Kotwa Bazar Kushinagar (UP) 274305 Ph: 9451458687. **# Mr. Yousuf Beig Incharge Azad Education Centre** C/o Azad Education & Welfare Society, 128/39, K'Block, Kidwai Nagar (Near Mikky House), Kanpur - 11Ph. 0512-2614299, 09305274600. **# Jaliliya Muslim Girls Higher Secondary School** Iradat Nagar, Daliganj, Lucknow - 226 020. **# Jamia-u-Shabab - il - Islam** 504 / 31 - B, Braulia, Tagore Marg, Dist. Lucknow (U.P.) Pin -. 226020 Ph. 0522 - 2740553. **# Jamia Arabia Aizazul - ul -Uloom**, P. O. WAIT Distt. Ghaziabad, (U. P.) Pin. 245207 Ph: 09837082870,223050. **# Jamitaul Huda Islamia** (C/o - Huda Educational Society) Jamo Road, Jagdishpur - 227809 Distt. Sultanpur (U. P.) Ph. 05361 - 265016.

UTTRAKHAND: # Lingua Franca School of Languages, Near Lohani, Aata Chakki, Talli Bomori, Haldwani Dist. Nainital (Uttranchal) Ph: 09719278678. **# Lingua Franca School of Languages**, Near Krishna Hospital, thandi sadak Nainital Road, Haldwani Dist. Nainital (Uttrakhand) Ph. 09359412620253691.

WEST BENGAL: # Madrasa Khadijatul Kubra Lilbanat O. K. Road, Railpar Asansol - 2 Dist. Burdwan, (W. B.) Mob. 09832114440. **# Md. Samser Ali President Nutan Masjid committee** Rup Narain Road, Dist. Cooch Behar West Bengal Ph. 03582-224032 (president) 03582-229751 (Secretary). **# Al- Ameen Memorial Society** For Education & Health Programme Shahajahan Road, Baruipur Kolkata - 700144 (W. B.) Ph. 033 - 24333219. Cell. 09331800327.

Centre for Diploma course:

ANDHRA PARADESH : # Idara: - e - Adbiyat - e - Urdu Aiwan - e - Urdu, Panjagutta Road Somaji Gudar, Hyderabad - 500082, (A. P.) Ph. No. 040 - 23310469. **# Madrasa Jamia Islamia Ishat-lu-Uloom** NTR.Nagar , Post L.B. Nagar Hyderabad (A.P.) Ph . No. 040 -23310469. **# Jamia Islamia Ashraful Uloom** Hyderabad17 - 1 - 391 / 2 / 79 / A,Khaja Bagh Syeedabad Colony, Hyderabad - 500059 (A. P.) **#Arrahaman Education Society** Door No. 9 / 239,Lal Masjid Road, Dist. Kurnool - 518001, (A. P.) Ph. No.08518 - 223314, 327855. **# Jamia Mohammedia Ayesha Niswan** Kurnool H. No. 5 / 47, New One Town Kurnool - 518001 (A. P.) Mob. 9440386782.

ASSAM: # Arabic Language Study Centre: Abhayapuri (Under I.O.S.) Bapuji School Road, Abhayapuri - 783384 Distt. Bongaigaon, (Assam) **# Sonahat Madrassa** Centre (Under I.O.S.) P. O. Dafarpur, Distt. Dhubri - 783334. **# Arabic Study Centre** Katarihara P.O. Katarihara Dist. Goalpara, (Assam) (Under IOS). **# Hz Ayesha Educational Trust** Haji Musafirkhana Road Islampur Guwahati 781007 (Assam) Ph. No. 0361-2452021, 2540546. **# Nabin Chandra College** P. O. Badarpur, Distt. Karimganj - 788806. Md. Bahauddin Choudhary. **# Dawarus Sunnah - Zamia Madrassa** P. O. Dasgram. Distt. Karimganj, (Assam). **# Kadomoni Centre (Under I.O.S.)** Kadomoni Title,Madrasa P. O. Kadomoni, Distt. Nagaon - 782122. **#Arabic Study Centre** S. B. Arabic College P. O. Chariali Dist. Sonitpur, (Assam) Ph. No. Pin. 784176 (Under I O S).

BIHAR: # Darul Uloom Ataiya Khanquah Munamia Abul Ulaiya. Khanquah Road Ramsagar, Distt. Gaya Madrasa Isha-atul Uloom At &P.O. Jogia (Deoraj) Via Harinagar, Distt. West Champaran. **# Madrasa Islamia** P. O. Daud Nagar Old Town Dist. Aurangabad - 824113 **# Darul Uloom Ahmadia Salafia** Laheria Sarai, Dist. Darbhanga, Pin. 846001 Ph. No. 06272 - 240787. **# Darul Uloom - Ul Mashraqqia Hamidia** Madrasa Hamidia, Quilaghat Dist. Darbhanga - 846004 **# Jamia Rahmani Khanquah** Dist. Munger PIN - 811201 Ph. No. 06344 - 222207.

DELHI: # All India Talimi Wa Milli Foundation B - 1, Raza Chowk, Opp. Street No. 18, Zakir Nagar, Jamia Nagar, Okhla,- 25 Ph. No.011 - 55675966. **# Jamia Arabia Quddusia** N - 99, Batla House, Okhla- 25. **#National Arabic School** C - 278 / 5, Near IInd High Tension Shaheenbagh, Okhla, 25 Ph. No.23275680, 5539007 Mob. 9811693308. **# Jamia-tus-Suffa** E - 103 / 2, Shaheen Bagh, Jamia Nagar,- 25 Ph. No. 011-64124086 Mob. 9911043435.

Gujarat: # Darul Uloom Mazher-e-Saadat At & P.O. - Hansot Distt. - Bharuch, (Gujarat) Pin. 393030 Ph. No. 02646 - 262050. **# Jamia Hamidia Anjuman** Himayatul - Millat Panoli, Distt. Bharuch. (Gujarat). Jamiah Uloomul Quran At. & P O. Jambusar - 392150 Distt. Bharuch (Gujarat). **# Jamea Hussaniya Mohamadia** Arabia Islamiay Waqf, Rander, Surat -5 Ph. No. 2763303, 2765376, 2766327. **# Muslim Vidhyarthi Pragati Mandal Trust** Reg. No. B/761/KHEDA Nepa Talpad,Ta. Borsad, Distt.Anand .(Gujarat) Ph. No.283950.

JHARKHAND: # Secretary Allama Sayed Sulaiman Nadvi Educational Society Firdaus Nagar, Topchanchi Dhanbad, Jharkhand Ph. No. 2307321 Mob. 9431182545.

J & K: # Hamdan IT College Sear, Under J & K Yateem Trust) Srinagar (J&K) Ph. No. 475114. **# Islamia Model School** Gujjar Nagar Jammu (J&K) Ph. No.2576438 Mob. 9906009959. **# Shamas Memorial Islamic Educational Institute, Shamsabad**, Block Khansahib, Budgam, (J& K) Pin. - 191111 Ph. No.277269 Mob. 9419034410. **# Shamas Memorial Islamic Educational Institute, Shamsabad**, Village. Mashwara, Pulwama (J & K.) Ph. No.277269 Mob - 9419034410. **# M. A. M. Educational Institute Bagat Kanipora** Shamsabad Block Khansahib Budgam (J & K) Pin. 191111 Ph. No.9419426802. **# Fast Track School of Info Technology** 3 - Khidmat Complex. The Bund Regal Complex Srinagar-190001, (J & K) Ph. No.0194 - 2482721. **# International Computer Institute** Bapari Angan, Bohri Kadal, Srinagar (J&K) PIN - 190002 Ph. No. 0194 - 2481550.

KARNATAKA: # Allama Iqbal Educational Society Bider H. No. 4-1-68 Noorkhan Taleem Dist.Bider, (Karnataka) Mob. 08482311560. Jamiya Sultania Hidayathpur Dist. Chitradurga, (Karnataka) Pin. 577520, (Karnataka) Ph. No. 08194 - 223131. **# Al - Hasanath Education & Welfare Society** Rangampet - 585220 Tq. Shorapur, Distt. Gulbarga (Karnataka) Ph. No. 08443 - 256823. **# Sarfraz Ahmed Anjuman - e - Ithahad - e - Islam Mysore** 2880, Sawdey Road, Mandi Mohalla, Mysore - 570021 Mob - 9880436846.

KERALA: # Co-ordination of Islamic Colleges (C.I.C.) Head Office: Markazu Tharbiyathil Islamiyya. Valanchery P.O. Karthala, 679571 Millapuam Dt (Kerala). **# Kerala Urdu Prachara Samithi**, Mukkam Functional Arabic Study Centre Orphange Road, Post. Mukkam, Calicut - Dist. Kerala State - 673602 Ph.

No. 0495 - 2297051, 2298437 Mob. 9447118437. **# Rahmania Arabic College** Kadameri Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi Post. Kadameri,Via. Villiapally Calicut - Dist. Kerala State - 673542. **# Jouharul Huda Arabic College** Calicut Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi Panniyankara Post - Kallai, Calicut - Dist. Kerala State - 673003 Ph. No.0495 - 321593. **# Jamia Sa-Adiya Arabiya** Sa-adabad, Deli, P.O. - Kalanad Dist. Kasaragod - 671317, (Kerala) Ph. No.04994 - 237216, 237841. **# Markazu Ssaquafathi Ssunniya** Karanthur, Dist. Kozhikode, (Kerala) Ph. No. 0495 - 2800121, 2800421, 2800427. **# Sirajul Huda Educational Complex** P.B. No. 04 P. O. Kuttiadi - 673508 Kozhikode, (Kerala) Ph. No.0496 - 2597098, 2596496 - 98. **# Madeenathul Nnoor** College of Islamic Studies, Markaz Garden- Poonoor, P. O. Unnickulam, Kozhikode, Distt. (Kerala) Pin. 673574 Ph. No. 0495 - 2220884. **# Rasheedia Arabic College** EdavannapparaFunctional Arabic StudyCentreUnderKerala Urdu Prachara SamithiPost. CheruvayoorMalappuram - Dist Kerala State - 673645. **# Anvarul Islam Arabic College** Thirrurkkad, Functional Arabic Study Centre Under Kerala Urdu Prachara Samithi Post. Thirurkkad, Malappuram - Dist Kerala State - 67935. **# Madina Ssaquafathil Islamiyya** Swalath Nagar, Melmuri, P. O. Malappuram, (Kerala) Pin. 676514 Ph. No. 0483 - 2738343, 27321145, 2737076. **# Darul Huda Islamic Academy Chemmad** Functional Arabic Study Centre Hidayath Nagar, Chemmad Post. Thirurangadi Malappuram - Dist, Kerala State - 676306 Ph. No. 04942 - 460575, 463155.

MADHYA PRADESH: # Darul Salehat Madrasa 16/1, Ahata Mankasha, Pul Bogda., Bhopal 462023 (M.P.) Ph. No.705696. **# Jamiya Aisha Carewell Girls School** Sector - D Scheme no 71,OldProud Siksha Bhavan , Near Chandan Nagar , Indore,(M.P.) Ph No.2388199, 4067790 Mob. 9926025250. **#Shikshodaya M. School Neemuch** 13/68, Moolchand Marg Dist.Neemuch - 458441 (M.P) Ph. No. 07423 - 20427.

MAHRASHTRA: # Jamia Talimul Banat (Human Development Education & Welfare Society) Akbar Plots, Akot File Dist. Akola - 444003 (Maharastra) Ph. No.2427012. **# Darul Qiraat Kaleemiyah** Kakan Wadi, Kali Masjid Station Road Dist. Aurangabad Pin - 431005, (Maharastra) Ph. No. 2344544, 5604129. **#Jamea Rahmania Tahfizul Quran** Salafi Gali 3, Gandhi Nagar Char Kop, Kandivli (West) Mumbai - 400067 Ph. No. 28056158,28082004. **# Jamia Islamia Ishaatul Uloom** A / P. Akkalkuwa - 425415 Distt. Nandurbar, (Maharastra.) Ph. No. 02567 - 252256. **# Madrasa Reyazul -Uloom** At/Po Anwa Tal. BhokerdanDistt. Jalna (Maharastra) Ph. No. 02485 - 242265. **# S.A.M.Hashmi Principal & Incharge** Akbar Peerboy Collegeof Commerce & Economic Maulana Shaukat Ali Road, Two Tanks, Mumbai-400008 Ph. No. 23074122, 23083405. **# Youth Education & Welfare Society, (YEWS) National High School For Boys & Junior college** Maulana Azad Road, Sarda Circle, Dist. Nashik - 422001 (Maharastra) Ph. No. 0253 - 2594973, 2508735. **# Madrasa-e-Miftahul Uloom**,122, Bhusar Mohalla Hindustani Masjid Bhiwandi - 421302 Distt. Thane, (Maharastra) Ph. No. 230339.

MANIPUR: # Maulana Idris Quasmi Secretry Darul Uloom (Markaz) Haoreibi, Lilong (Manipur) PIN-765130 Ph.No.0385-24332226.

RAJASTHAN: # Madrasa Garib Nawaz Boondi Mahabeer Colony, Ward No.28, Nenwa Road Distt. Boondi (Rajasthan). **# Darul Uloom Raza-e-Mustafa** Vigyan Nagar Dist. Kota, (Rajasthan) Pin. 324005 Ph. No.0744 - 2433786, 2425618. **# Maulana Abul Kalam Azad Arabic Persian Research Institute,** Dist. Tonk, (Rajasthan) Ph. No. 247327 Mob. 9414348086.

UTTAR PRADESH: # Madarsa Arabia Islamia Wasiatul Uloom, 23/25, Bakhsh Bazar, Dist. Allahabad, (U.P.) Pin. 211003 Ph. No. 0532 - 2656183, 2551976. **# Makhdoom Ashraf Educational, Social & Welfare Society** Bashkhari Sharif, Ambedkar Nagar, (U. P.) Ph. No.276272, 276111 Mob. 9839219930. **# Darul Uloom Ahle Sunnat** Madrasa Asharfia Misbahul Uloom Mubarakpur, Dist. Azamgarh, (U.P.) Pin: 276404 Ph. No. 05462 - 50092, 50148, 50149. **# Jamiatul Falah** P. O. Bilariya Ganj Distt. Azamgarh, (U. P.) Pin - 276121 Ph. No. 225192, 225115. **# Mohd Akhter Hussain Quasmi Madrasa** Gulshan-E-Mumtaz

Chhittepur, Mateenganj Azadmgarh (U.P.) Ph. No. 05248 - 222455 Mob. 9450920231. **# Iqra Oriental School** (Iqra Global Educational Society) Head Office. P/539, Peerbatawan, Near Eidgaah, Dist. Barabanki - 225001 (U. P.) Ph. No. 05248 - 222455 Mob. **# Rohilkhand Gram Vikas Utthan Samiti** 773, Shahabad Dist. Bareilly, (U. P.) Mob. 9219748608. **# Haji Mohd. Raza Memorial Children School** Vill. Raunahia, P. O. Rauna Kalan Distt. Basti, (U. P.) Mob. 9919578922. **# Mohd. Merajul Haque, Bughdadi Teacher**, Darul Uloom Alimia Jamda Shahi Dist. Basti, (U. P.) Pin. 272002 Ph. No. 05542 - 278653. **#Darul Uloom Habibia Rizvia** Gopi Ganj, Dist. Bhadohi, (U. P.) Ph. No. **# Jamia Arabia Qasimul - Uloom** Mohalla - Shekhan Nehtaur Distt. Bijnor, (U. P.) Pin. 246733 Ph. No. 01344 - 262386. **# Centre Incharge Excellent Educational & Social Society** Near Azad Welding Works, Raje Babu Road, Dist. Bulandshahr - 203001 Ph. No. 05732 - 27570. **# Faiz-e-Aam Muslim School** Sheikhpur Jafar P. O. Raunahi, Distt. Faizabad, (U. P.) Pin. 224182 Ph. No. 05278 - 255314 Mob. 9415139626. **# Darsgah-e-Islami Higher Secondary School**, Haidergunj Street, Mughalpura,Dist. Faizabad - 224001 (U. P.)Ph. No. 05278 - 240032. **# Dr. Mohd. Mohsin Milli Darsgah Aligarh Convent School** 4 / 22 Chowk, Dist. Farrukhabad, (U. P.) Pin.209625 Ph. No. 222449 Mob. 9839385282, 9839725629. **# Madrasa Ubai Bin Kaab Rz.** G Block Rampark Extention V/o Loni Distt. Gaziabad (U.P.)PIN201102. **# Sandila Girls Inter College** At. Sandila, Distt. Hardoi Pin. 241204 Ph. No. 05854 - 270978 Mob. 9415016479. **# Seerat Educational Society** 209, Near I. T. I.Opp. Railways Crossing Naya - Gaun Lahar - Gird Dist. Jhansi , (U. P.) Ph. No. 0517 - 2362771. **# Madrasa Islamia Arabia Jamiatur Rain'** 188, Unde Unnao Gate Distt. Jhansi (U.P.) **# Jamia Islamia Ma-Aariful Qur'an, Dawoodia** Qasba: Ojhari - 244242Distt. J. P. NagarAmroha, U. P. Ph. No. 05923 - 240174, 240154. **# President,Dr. S.Mohd.Sayadat NaquiMaulana Mohammad Ibadat Education Society**, Shafat Pota, Amroha, J. P. Nagar (U.P.) Ph. No. 250819. **# Madrasa Arabia Isha-atul Uloom** 81 / 136, Coolie BazarDist.Kanpur, (U. P.)Pin. 208001 Ph. No. 0512 - 2357377. **# Jamea-Tut-Taiyebat** 89/ 345 A(I) Dalel Purwa Dist. Kanpur, (U. P.) Ph. No. 0512 - 2315763. **# Madrasa Ayyubia Tajvidul Quran** House No. 131/314, Begum Purwa Kanpur (U.P.). **# Al - Firdaus Rahmani School** Rahmat Nagar, Ring Road, (DUBAGGA)P. O. Kakori, Lucknow, (U. P.) Ph. No. 2246175. **# Eram Education Society** C - Block Indira Nagar, Lucknow Ph. No.2310712, 2343283, 384254. **# Academy of Mass Communication** 21, Bilehra House, R. K. Tandon Road, Near Kotwali Qaiserbagh Lucknow - 226001 (U. P.) Ph. No. 0522 2624687. **#Darul Uloom Rahimiah** Raghauli, Ghosi, Distt. Mau (U. P.) Ph. No. 05474 - 229264 **# Taibatulolma Manager** Jamia Amjadia Rizvia P.O. Ghosi Mau (UP) PIN 275304 Ph. No. 222046, 223329 Mob. 9415250600. **# MAM Institute of Information** Technology, (Gulzar - e Hussainia Educational Society) Ajrara, Distt. Meerut, (U. P.) Ph. No. 0121 - 288023. **# Jannat Nishan Computer Training College** Peerghaib, Khokran Dist. Moradabad, Pin. 244001 (U. P.) Ph. No. 0591 - 2315287 Mob. 9412244105. **#Madrasa Jamia Noorul Uloom** Vill. Noorpur . P.O. PathangiDistt. Moradabad (U.P.). Muslim Education Society Shahbad Road, Bilari Moradabad (U.P.) PIN-202411. **# Ali Miya Nadwi Educational Welfare Society** Pandit Nagla P.O. Menathair Dist. Moradabad (U. P.) Mob. 9837262784. **# Indian Educational Society** Sadar Bazar, Dist. Pratapgarh, (U.P.) Ph. 222309 Ph No. 05342 - 222309 Mob. 9335133022. **#Siddiq-e-Akbar Educational & Welfare Foundation** 457, Ali Nagar, Dist.Rai Bareilly, (U. P.) Pin. 229001 Ph. No. 0535 - 2212941. **# Jawaharlal Seva Sadan Samiti** Mauja Bajraya Kadu, Dist. Rampur -244901 (U. P.) Ph. No. 0595 - 2324817, 2324231. **# Madrasa Ahl-E-Sunnat Wa Jamaat** Noor-Ul-Uloom Mujjadidia Enayatia Qasba Saifni, Distt.Rampur (U.P.) PIN - 202407. **# Madrasa Jame-ul-Uloom Furquania**, Mestongunj Dist. Rampur - 244901 (U. P.) Ph. No. 0595 - 2325941 Mob. 9412364111. **#Qasmi Educational Society**, Deoband C/o. Mahad Al - Qasim (Maulana Ibadullah Qasmi) Mohalla Khanqah, Deoband 68 - Dare Jadeed, Deoband Distt. Saharanpur Pin. 247554 Mob. 9910215431. **# Ms Gizala bi Manager Madrasa Nizamia Arabia Gadipura** Shahjahan Pur (U.P.). **# Shaheed Ashfaqullah Khan Infotech Center** Ahmadpur Chungi, Dist.Shahjahanpur, (U. P.) Ph. No. 0542 - 236351, 325490. **#Safa Shariat College Wadi-e-Safa**, Dumariya Ganj, Dist. Siddhartha Nagar, (U.P.) Pin. 272189. **# Darul Uloom Makhdumiyan Arabia** Vill. & P.O. - Wasa Dargah Distt. - Siddharthnagar, (U.P.) Pin - 272105 Mob. 9919695985. **# Jamia Misbahul Uloom**, Chaukonia, Bharat Bhari, Dist. Siddharth Nagar, (U. P.) Pin. 272191 Ph. No. 05541 -.**# Ameer Ahsan Principal** Jamia-Tus-Salehat, BansiDistt. Siddharth Nagar

(U.P.). **# Madrasa Islamia Arabia** P.O. Maghar Distt. Santkabir Nagar(U.P.). **# Tauheed Educational & Welfare Society** Tulsiyapur, (Chawraha) P. O. Aundahi Kalan Distt. Siddharthnagar (U. P.) Ph. No. Pin. 272201 Mob. 9415378438. **# Al - Jamiatul Farooqia Information Technology Centre** B - 18 / 205, Reori Talab Dist. Varanasi - 221001 (U. P.) Ph. No. 0542 - 3244191.

UTTRAKHAND: # Cambridge Academy Roorkee Imli Road, Roorkee - 247667 Ph. No. 01332 - 267385 Mob. 9837891406.

WEST BANGAL: # Khanpur Jamia Manba-Ul-Uloom Al-Islamia PO Goal Para -732126 Distt. Malda (W.B.) Ph. No. 03512 - 230219. **# Makhdoom Ashraf Mission** Khanquah JalaliaOlaiya Ashrafia Pandua Sharif P.O. Kutub Sahar Distt.Malda (W. B.) 732102.

Centre for Certificate & Diploma courses:

ANDHRA PRADESH: # Samdani Educational Society 19-1-436/A/89, Osmanbagh, Bahadurpura, Hyderabad, AP.500064 Ph: 24463426. **# Jamiat-ul-Banaath** Hyderabad 16-2-874/A/2, Jeevan-Yar-Jung Colony Sayeedabad, Hyderabad, (A.P.) Ph. 24550191, 24553534. **# Jamia Makarim-Ul-Akhlaq** (Centre of Distance Education) Moral Edn. & Welf. Society Quadri Bagh, Amberpet Hyderabad-500013 (A.P.) Ph. 27403392, 55153938.

BIHAR: # Imarat-e-Sharia Educational & Welfare Trust Phulwari Sharif Patna-801505, Ph. 0612 - 2257012, 2255581.

DELHI: # Madrsa Ibrahimia Jamiatul Quran Masjid Khalilullah, Batla House, Jamia Nagar, Okhla-25 Mobile: 9891104786. **# Madarsa Talimul Quran** Haji Langa, Sector - 3 R.K. Puram, Ph. 011 - 26178298. **# Madarsa Zeenatul Quraan** B - 291 Welcome, Seelampur Shahdara,- 53 Ph. 011 - 22828596, 22825578.

GUJARAT: # Majlis-e-Dawatul Haq - Surat At.. Sadat Nagar, Behind Bus Stop,At & P.O. Unn Via. Udhna - Surat. Dist. Surat (Gujarat) Pin. 394210 Ph. 0261 - 751660 - 750372. **# Haleema Educational & Charitable Trust (Regd)** S.F.S. 13, Mig IInd, K. H. B. Colony, Vakkalgera,Near Bilalabad Dist. Gulbarga - 585104 (Karnataka) Ph. 425299,9342353317.

RAJASTHAN: # Jamea Tul Hidaya1617, Khejre Ka RastaNear Indira BazarJaipur -302001, (Rajasthan) Ph. 0141 - 2632458,2632483. **# Darul Uloom Faizane Ashraf** Vill & P.O. Basni,Dist. Nagaur (Rajasthan) Pin. 341021 Ph: 256786,256786.

TAMILNADU: # Computersed Calligraphy Training Centre Jamal Mohammad College,Tiruchirappalli - 620020 Ph. 0431 - 2331235, 2331675 Extn. 234, (T. N.) .

UTTAR PRADESH: # Muslim Social Uplift Society Sultan Jahan ManzilShamshad Market Dist. Aligarh (U.P.) Ph: 2702205, 9319047956. **# Madarsa Ahle-Sunnat Ziyaul-Uloom** Iltifatganj, Dist.AmbedkarNagar, (U.P.) Pin. 224145 Ph. 05273 - 284527. **# Nisar Higher Secondary Education** Hunsapura, Imlibagh, Kopagunj, Dist. Mau (U. P.) Pin. 275305Ph. 0547 - 2506744 (O)2506727 (R). **# Jamia Ahsanul Banat** Near Gokul Das CollegeTawela Street, Dist. Moradabad, (U.P.)Pin. 244001 Ph. 0591 - 2470099. **Computer Point** Swaraj Nagar Colony Lucknow Road Dist. Rai Bareilly - 229001 (U. P.)Ph. 09336009823. **# Al Ameen Institute of Information Technology** Dr. han's Clinic 2nd FloorMain Buland Shahar RoadHapur - 215 101 U.P.Ph. 0122-2308027, 3291307.

تفصیل کے لیے رابطہ قائم کریں :

ایجوکیشن سیل، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔8، ونگ۔7، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔110066

فون: 26109746 ,26169416 فیکس : 26108159 ای میل: ncpularabicsection@gmail.com

Website: urducouncil.nic.in

تبصرہ وتعارف

● **کلیات پریم چند (جلد 1 تا 24)**

مرتبہ: مدن گوپال

قیمت: -/1018 روپے

ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔66

مبصر: سلیمان اطہر جاوید، 11/134-4-9، اردو نا کالونی، ٹولی چوکی، حیدرآباد

پریم چند پر اگرچہ اردو میں قابلِ لحاظ کام ہوئے ہیں لیکن ان کی حیات، شخصیت اور کارناموں کے کئی گوشے ایسے ہیں جن پر مزید تحقیق و تنقید کی ضرورت ہے۔ یہ بات اپنی جگہ — اسی کے ساتھ یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ پریم چند کے ناولوں، افسانوں اور مضامین وغیرہ کے ایڈیشنوں کی توجہ اور اہتمام کے ساتھ اشاعت عمل میں آئے تاکہ پریم چند پر کام کرنے والے ایسے معتبر اور مستند نسخوں سے استفادہ کرسکیں۔ کلیات جیسی کوئی چیز شائع ہو۔

پریم چند پر یوں تو کئی اصحاب نے کام کیا ہے لیکن ان میں ایک اہم نام مدن گوپال کا ہے۔ مدن گوپال نے ''قلم کا مزدور'' جیسی کتاب مرتب کی جو پریم چند فہمی میں اہم مقام رکھتی ہے لیکن ان کا بڑا کارنامہ'' کلیات پریم چند'' کی تدوین ہے جن کی بعض جلدوں کے معاون ڈاکٹر رحیل صدیقی ہیں۔ اس کلیات کی اشاعت کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان لائق مبارکباد ہے۔ مدن گوپال کی دلچسپی، جستجو اور محنت کا اعتراف بھی ضروری ہے۔ (24) جلدوں پر مشتمل اس کلیات میں پریم چند کے جملہ ناول، افسانے، ڈرامے، خطوط، فسانۂ آزاد کی تلخیص اور ہندی روپ آزاد کتھا، بچوں کے لیے کہانیاں، تراجم اور دیگر متفرق تحریریں نہایت اہتمام سے پیش کی گئی ہیں۔ مدن گوپال کا نام پریم چند کے ماہرین کی پہلی صف میں آتا ہے۔ انھوں نے نہایت دقت نظر کے ساتھ پریم چند کی تحریروں کا مطالعہ کیا اور ترتیب و تدوین کی ذمے داری سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے۔ ڈائرکٹر قومی کونسل کا عمومی'' پیش لفظ'' تو کلیات کی ہر جلد میں شامل ہے، مدن گوپال نے ہر جلد کی مناسبت سے اس کا'' پیش گفتار'' بھی تحریر کیا ہے اور ہر جلد کے مشمولات کے بارے میں اپنی تحقیق کے نتائج پیش کرتے ہوئے پریم چند کی تحریروں کے کئی رخوں کو اجال دیا ہے۔ پریم چند کی ادبی زندگی کے آغاز اور ان کے ناولوں اور افسانوں کے سنین پر بھی تحقیق کی ہے۔ چنانچہ'' اسرارِ معابد''،'' ہم خرماں ہم ثواب''، جلوۂ ایثار''، ''بازارِ حسن''، ''گوشۂ عافیت''، ''چوگانِ ہستی''، ''پردۂ مجاز''، ''نرملا''، ''غبن''، ''میدان عمل'' اور'' منگل سوتر'' کو مرتب کرتے ہوئے ان کی تحریر کے پس منظر کو بھی اجاگر کیا ہے اور ان جزئیات پر بھی روشنی ڈالی ہے جن سے آگہی پریم چند کا خصوصی اور گہرائی سے مطالعہ کرنے والوں کے لیے لازمی ہے۔ مثلاً یہ کہ ان کے کون سے ناول پہلے اردو میں لکھے گئے اور پھر ہندی میں اور کہاں لکھے گئے اور پہلے وہ جس زبان میں لکھے گئے تو دوسری زبان میں ان کا ترجمہ کب، کیسے اور کس کے ہاتھوں ہوا۔ ناول پہلے کتابی صورت ہی میں شائع ہوئے یا کسی جریدے میں قسط وار؟ کس ناول کے لکھنے میں کتنی رقم کس صورت میں اور کس سے ملی۔ اس طرح پریم چند کے افسانوں کے تعلق سے بھی مدن گوپال نے متعلقہ جلدوں میں صراحت سے لکھا ہے کہ وہ کب اور کہاں شائع ہوئے اور کن کن مجموعوں میں شامل ہوئے۔ ظاہر ہے افسانوں کی تعداد کو ملحوظ رکھیں تو یہ کام خاصا دقت طلب تھا لیکن مدن گوپال نے اس مرحلے کو خوش اسلوبی سے طے کیا ہے۔'' کلیات پریم چند'' کی خصوصاً جلد نمبر 10 کا پیش گفتار گراں قدر معلومات کا حامل ہے اور یہی'' پیش گفتار'' جلد نمبر 11 میں بھی من و عن شامل ہے کیونکہ اس جلد میں بھی افسانے ہی ہیں۔ اس طرح جلد نمبر 12، جلد 13 اور جلد 14 میں بھی ایک ہی'' پیش گفتار'' دہرایا گیا ہے، جو ان جلدوں میں مشمولہ افسانوں سے بحث کرتا ہے۔ ڈراموں کے بارے میں بھی خواہ طبعزاد ہوں یا ترجمہ ایسی ساری تفصیلات دی گئی ہیں جو کلیات کی دو جلدوں 15 اور 16 میں شامل ہیں۔

مدن گوپال کو پریم چند کے خطوط کی تلاش، ترتیب و اشاعت کے سلسلے میں اولیت اور اہمیت حاصل ہے۔'' کلیات پریم چند'' کی جلد 17 میں پریم چند کے 690 خطوط شامل ہیں۔ یہ خطوط پریم چند کے ذہن کو سمجھنے اور ان کی شخصیت کی تفہیم میں بیحد کارآمد ہیں۔ پریم چند کی مالی حالت ان کی گھریلو زندگی، احباب سے ان کے مراسم، ان کے سیاسی، معاشرتی اور مذہبی خیالات اور ان کے مسائل حیات وغیرہ۔'' کلیات پریم چند'' کی (18) ویں جلد '' آزاد کتھا'' فسانۂ آزاد، کی تلخیص اور اس کا ہندی روپ ہے۔ مدن گوپال نے ہندی تلخیص کو اردو رسم الخط میں پیش کیا ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ثقیل اور بوجھل نہیں سہل اور عام فہم ہندی ہے۔ بچوں کے لیے تحریر کردہ مضامین اور ترجموں کو'' بہار طفلی'' کے عنوان سے جلد 19 میں شامل کیا گیا ہے اور باقی پانچ جلدیں متفرقات کے عنوان سے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر پریم چند کی تحریریں یکجا ہیں۔ پریم چند عام طور پر افسانہ نگار، ناول نویس اور ایک حد تک

ڈراما نگار کی حیثیت سے معروف ہیں۔ انھیں صحافت سے وابستگی کے باعث عام اور روزمرہ کے موضوعات پر بھی مضامین لکھنے پڑے۔ پانچ جلدوں میں ان کو جمع کر کے مدن گوپال نے ان تحریروں کو بھی محفوظ کر دیا ہے۔ پریم چند کے ناولوں اور افسانوں کی طرح ان کے یہ رشحاتِ قلم بھی اردو نثر کا ایک وقیع حصہ ہیں۔ جلد 20 میں مدن گوپال 'دیباچہ' کے تحت پریم چند کی مضمون نگاری کے مخفی گوشوں کو سامنے لائے ہیں۔ پہلا مضمون کون سا تھا اور وہ کب اور کہاں شائع ہوا اور ان کی مضمون نگاری کا سلسلہ کیسے آگے بڑھتا رہا۔ یہاں بھی جلد 22 اور 23 کا دیباچہ ایک ہے اور دیگر جلدوں کے دیباچے الگ الگ۔ پریم چند کی مضمون نویسی کے بارے میں مدن گوپال نے بھرپور اور سیر حاصل انداز میں قلم اٹھایا ہے۔

ان 24 جلدوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس کے ساتھ ان کے پیش گفتار/دیباچے بھی وقیع اور نہایت جامع ہیں۔ ایسے مواقع پر عموماً رسمی اور چلتے چلاتے پیش گفتار اور دیباچے پڑھنے کو ملتے ہیں لیکن مدن گوپال نے چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا ہے۔ جزئیات پر نظر رکھنے کی وجہ سے پریم چند کے بارے میں کئی گوشے نہ صرف پریم چند کے تعلق سے بلکہ اردو فکشن کے خصوص میں بھی ایک یادگار چیز ہے۔ اردو فکشن سے دلچسپی رکھنے والوں اور خاص طور پر پریم چند کے چاہنے والوں کو 24 جلدوں پر مشتمل یہ کلیات اپنی ذاتی لائبریری میں رکھنا چاہیے۔

● خالدہ ادیب خانم اور ہندوستان

مصنف: مشیر الحسن

صفحات: 108، قیمت: 83 روپے

ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔ 1، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 66

مبصر: جاوید رحمانی، AB 401/2، بدھ وہار، نئی دہلی۔ 110067

مشیر الحسن ممتاز مورخ اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ یہ ان کی دوسری کتاب ہے جو اردو میں ترجمہ کی گئی ہے اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ سید حامد نے لکھا ہے جو مختصر مگر جامع ہے۔

خالدہ ادیب خانم نے جس زمانے اور جس ماحول میں جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس کا اعتراف ہر زمانے میں کیا جائے گا۔ اردو داں طبقہ تو خالدہ ادیب خانم سے مجاز کی نظم اور محمد مجیب کے مضمون کی بنیاد پر اچھی طرح واقف ہے۔ اس تعلق خاطر کو مشیر الحسن صاحب کی یہ کتاب مزید مستحکم کرتی ہے جو سات ابواب اور چار ضمیموں کے ساتھ منظرِ عام پر آئی ہے۔ پہلا باب ''بہشت ترکمانی کی بہار'' ہے جس میں خالدہ ادیب خانم کے ان تاثرات کا جائزہ لیا گیا ہے جو ہندوستان سے متعلق ہیں، وہ لکھتے ہیں:

''خالدہ ادیب خانم، حقیقت تو یہ ہے کہ پہلی فرد ہیں جنھوں نے ان مقاصد کا ایک مربوط اور متوازن لیکھا جوکھا پیش کیا جنھوں نے کانگریسی مسلمانوں کو تحریک آزادی میں حصہ لینے پر اُکسایا تھا۔ ایسے اشخاص اور ان اشخاص کی پسندیدہ اقدار کے خلاف بڑھتے ہوئے تنک چڑھے پن کے پیش نظر خالدہ ادیب خانم کی تحریریں انتہائی عالمانہ توجہ کی مستحق ہیں۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ہندوستان کی سیاسی تاریخ کے بارے میں تجسس افراد اور نیشنلزم، کلونیل ازم اور کیونل ازم جیسے اہم موضوعات میں دل چسپی رکھنے والے اشخاص کے لیے یہ تحریریں وافر ذہنی مواد فراہم کرتی ہیں۔''

اس میں خالدہ ادیب خانم کی کتاب ''ان سائڈ انڈیا'' پر خصوصی توجہ کی گئی ہے۔ دوسرا باب ''یہاں آنے سے پہلے بھی اسی محفل میں تھی'' ہے جس میں ترکی اور ہندوستان کی سیاسی فضا کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ہندوستان میں خالدہ ادیب خانم کا جیسا پرجوش خیرمقدم کیا گیا، اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مشیر الحسن صاحب لکھتے ہیں:

''ایسی سیاسی اور فکری فضا کی موجودگی میں یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ برِصغیر میں خالدہ ادیب خانم کو ترکی کی قومی برادری کا مثالی نمونہ قرار دیا گیا۔''

تیسرا باب ''زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکی قند'' ہے جس میں خالدہ کا شخصی زندگی کے حادثات اور قومی سانحات پر ردعمل کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی مہمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں ان کے اور جواہر لعل نہرو کے طرز فکر کی مماثلتوں کو نشان زد کیا گیا ہے۔ انھوں نے ترکی کی اس گریجویٹ خاتون کی تعلیمی مہمات واصلاحات اور اسی کے ساتھ حقوقِ نسواں کے سلسلے میں ان کی خدمات کا بھی جائزہ لیا ہے اور ان کی خدمات کو بین الاقوامی سطح پر جس طرح سراہا گیا اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ چوتھا باب ''چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی'' ہے جس میں ترکی کی تحریک آزادی اور اس سلسلے میں خالدہ ادیب خانم کی فتوحات اور آزمائشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوتھے باب میں پروفیسر مشیر الحسن نے اقبال کے خالدہ ادیب خانم سے اختلافات کا ذکر کیا ہے جو مشرق اور مغرب کی تعریف کے سلسلے میں تھے۔ انھوں نے اس کا تجزیہ نہیں کیا جس کی مشیر الحسن صاحب سے توقع تھی۔ پانچواں باب ''فقط ذوق پرواز ہے زندگی'' ہے جس میں ترکی سے ہندوستانی اکابرین کی جذباتی اور فکری وابستگیوں اور ان کی بنیادوں کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ان ممالک میں خالدہ ادیب خانم کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چھٹا باب بعنوان ''سلسلۂ روز و شب'' (1878-1988) ہے جس میں اس درمیان کے اہم تاریخی واقعات پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے اور ضمیمہ I بہ عنوان ''خالدہ ادیب'' ہے جس میں خالدہ ادیب کی مختصر سوانح ہے۔ ضمیمہ II پر ذیلی سرخی

''ڈاکٹر انصاری اور دارالسلام'' قائم کی گئی ہے۔ دارالسلام ڈاکٹر مختار احمد انصاری کا گھر تھا جس میں خالدہ ادیب خانم دو مہینے مہمان رہیں۔ضمیمہ III ''سروجنی نائیڈو اور کچھ دوسری خواتین'' ہے جس میں جن خواتین سے خالدہ ادیب خانم کی ملاقاتیں ہوئیں ان کا مختصر تعارف ہے۔ضمیمہ IV بعنوان ''مہاتما گاندھی سے میری پہلی ملاقات'' ہے جس میں گاندھی جی خالدہ ادیب کی ملاقات'' اور مہاتما گاندھی کے بارے میں ان کے خیالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس طرح یہ کتاب خالدہ ادیب، ترکی اور ہندوستان کا گو مختصر لیکن جامع تعارف ہے۔ اس کے ابواب کے عنوانات کی شوخی اگرچہ افسانے کا تاثر دیتی ہے لیکن تاریخی صحت اور ربط و تسلسل کا ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ البتہ جاندار نہیں ہے۔ بہر حال یہ کتاب موضوع کی دل کشی اور مصنف کی معروضیت اور طریقۂ کار کی بنا پر پسند کی جائے گی اور اردو میں ترکی کی اس باخبر، بیدار مغز رجحانات شناس خاتون کی، جس کو ہندوستان کے معاملات و مسائل سے گہری دل چسپی تھی، کی داستان حیات کا بھی پرجوش خیرمقدم کیا جائے گا جیسا کہ اس خاتون کا کیا گیا تھا۔

● ناٹک ساگر

مصنفین: نورالٰہی و محمد عمر

صفحات: 456، قیمت: 163 روپے

ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔66

مبصر: ابوبکر عباد، ڈی۔3، ٹیچرز ٹرانزٹ ہاسٹل، مکھرجی نگر، دہلی۔9

شعر و نثر کے حامیوں کی طرح ڈرامے کے مداحوں نے بھی اس کی اولیت کا دعویٰ کیا ہے، چنانچہ ''ناٹک ساگر'' کے مصنفین لکھتے ہیں: ''تخلیق آدم کے ساتھ صوت پیدا ہوئی اور انسان کی بالیدگی کے پہلو بہ پہلو نقالی نے نشو و نما حاصل کی۔'' ڈرامے کے کئی ناقدین نے اسی نقالی کو ڈرامے سے تعبیر کیا ہے۔ اس تعبیر میں مکمل صداقت نہ سہی، اسے پوری طرح نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا، کہ بیشتر اصناف نے ارتقائی مراحل سے گزرنے کے بعد ہی فن کی صورت اختیار کی اور بعد میں اس کے اصول و ضوابط وضع کیے گئے۔

ڈرامے کی اہمیت ہر عہد میں مسلم رہی ہے، گو کہ بعض لوگ اسے محض تفریح و دلچسپی کی چیز سمجھتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ معاشرتی تبدیلی، اخلاقی تربیت، علمی ترقی، سیاسی بیداری اور ملک و قوم کی تعمیر میں اس سے خوب کام لیا گیا ہے۔

ڈرامے کے ابتدائی نقوش یونان میں چھٹی صدی قبل مسیح میں ملتے ہیں اور اس کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح کے ہندوستان میں۔ باقی کی دنیا میں ڈراما سیکڑوں سال بعد متعارف ہوا۔ ابتداً تمام ملکوں اور قوموں کے ڈراموں کی بنیاد مذہبی رسوم و عبادات پر تھی۔ بعد میں حالات کے تقاضے، عہد کی ضرورت اور عوام کی پسند کے مطابق اس کے موضوع میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ ڈرامے کی عوامی مقبولیت کے ساتھ ساتھ بعض اداروں کی جانب سے اس کی سخت مخالفت بھی ہوتی رہی ہے۔ ماضی میں اٹلی میں پوپ کا استبداد، فرانس میں پادریوں کی شورش، انگلستان میں پیوریٹین فرقے کا جہاد اور عہد حاضر میں مختلف سیاسی اور مذہبی تنظیموں کی طرف سے بعض ڈرامے اور ڈراما نگاروں کی مخالفت اس کی واضح مثالیں ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب نورالٰہی اور محمد عمر صاحب کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے۔ یہ پہلی دفعہ غالباً 1925 میں لاہور سے شائع ہوئی تھی۔قومی کونسل نے اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت زیادہ بہتر طریقے سے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اپنی اشاعت اول کے وقت تک کے عالمی ڈرامے کی تاریخ ہے۔ پندرہ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں یونان، روم، اٹلی، اسپین، پرتگال، فرانس، انگلستان، جرمنی، آسٹریا، سویڈن، ناروے، روس، امریکہ، ہندوستان، ایران، چین، جاپان، ہالینڈ، بلجیم وغیرہ کے ڈراما نگاروں کے حوالے سے ان ممالک کے ڈرامے کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کا غالب حصہ یورپی ڈرامے سے متعلق ہے۔ یوں یورپ کے ڈرامے کی عہد بہ عہد ترقی، اس کا عروج، ارتقا، اسٹیج ایکٹر کے لباس اور سینری وغیرہ کا ذکر جابجا آیا ہے۔

کتاب کا پندرھواں باب عرب، ترکی، افغانستان، سیلون، افریقہ اور آسٹریلیا کے ڈرامے کی تاریخ پر مبنی ہے۔ اس انتہائی مختصر سے باب میں مذکورہ ممالک کو ڈرامے سے عاری بتایا گیا ہے، ظاہر ہے اس وقت تک ان ممالک میں ڈرامے کی کوئی مستحکم روایت نہ تھی۔ اب ان میں سے کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں ڈرامے اسٹیج نہ کیے گئے ہوں اور وہاں ڈرامے کی روایت نہ ہو۔ مفتی مکرم احمد صاحب کی عربی ڈراما نگاری پر ایک مکمل کتاب اور ڈاکٹر شبیر احمد کی عربی ڈراموں کے ترجمے کی کتاب حال میں ہی منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایسے ہی افریقی ڈراموں کے ترجمے کی کتاب ''انقلاب زنج'' جاوید دانش نے کلکتے سے شائع کی ہے۔ پرتگالی ڈرامے سے متعلق اس کتاب کا چوتھا باب بھی انتہائی ناقص ہے۔ ہندوستانی ڈراموں میں آغا حشر اور حکیم احمد شجاع اور رابندر ناتھ ٹیگور تک کا ہی ذکر ہے اور وہ بھی سرسری۔ اس کتاب کے مقدمے، میں پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے لکھا ہے کہ'' آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں ایسی بسیط اور ہمہ گیر کتاب نہیں لکھی گئی۔'' اردو ادب میں یہ ایک مہتم بالشان اضافہ ہے۔'' اور کیفی صاحب کا یہ دعویٰ غلط نہیں کہ 1925 تک اردو میں ڈرامے سے متعلق تصنیف تالیف کی صورت حال ایسی ہی تھی۔

● سہ ماہی "فکر و تحقیق"

مدیر: ڈاکٹر علی جاوید
مشیر: محمود سعیدی
صفحات: 160، قیمت: 25 روپے
ناشر: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔66
مبصر: رئیس احمد، اسسٹنٹ پروفیسر و صدر شعبۂ اردو، موہن لال سکھاڈیہ یونیورسٹی، اودے پور، راجستھان۔313001

عہد حاضر میں اردو زبان و ادب کے تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کے رسائل و جرائد کی فہرست میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کے علمی اور تحقیقی جریدے سہ ماہی "فکر و تحقیق" کو اپنے تحقیقی زاویۂ نگاہ اور استدلالی طرز بیان کے باعث ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

زیر نظر شمارہ آٹھ مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں تین مضامین — "عہد غالب کی دو ممتاز شخصیتیں (پروفیسر حنیف نقوی)، "عہد غالب کا بدایوں" (شمس بدایونی)، "غالب اور فکشن کی تنقید (ڈاکٹر ابوبکر عباد)، مرزا غالب اور ان کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ شمارہ غالبیات کے مطالعے کے ذیل میں بھی ممد و معاون ثابت ہوگا۔ پروفیسر حنیف نقوی نے اپنے مضمون میں عہد غالب کی دو ممتاز شخصیتوں: مولوی خلیل الدین خاں اور منشی عاشق علی خاں سے متعارف کرایا ہے، جن سے مرزا غالب کی براہ راست مراسلت رہی تھی اور غالب کے کلکتہ قیام کے دوران ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہا۔ پروفیسر نقوی نے دستیاب حوالوں کی مدد سے مولوی خلیل الرحمٰن خاں اور منشی عاشق علی خاں کے احوال و کوائف، تعلیم و تربیت اور ملازمت کی مختلف ذمے داریوں سے متعلق واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اس عہد کی جن دیگر اہم ادبی اور سیاسی شخصیات کا ذکر مضمون میں ضمناً در آیا ہے ان میں مولوی سراج الدین احمد، مولوی نجم الدین خاں اشرف جنگ ثاقب، مولوی روشن علی خاں جونپوری، مسٹر ہارنگٹن (ممبر کونسل)، نواب سعادت علی خاں (فرماں روائے اودھ)، غازی الدین حیدر، گورنر جنرل لارڈ ایمہرسٹ، نصیر الدین حیدر، معتمد الدولہ آغا میر، اعتماد الدولہ میر فضل علی، محمد علی شاہ، امجد علی شاہ، واجد علی شاہ، مولوی محی الدین خاں ذوق کاکوروی، (مولوی خلیل الدین خاں کے حقیقی برادر زادے) مولوی ولایت حسن، نواب علی اکبر خاں طباطبائی، مولوی محمد علی خاں (صدر امین باندہ) مظفر حسین خاں، منشی ابوالبرکات خاں کاکوروی، شیخ طفیل علی، (منشی عاشق علی خاں کے والد) امیر حسن خاں بسمل، (منشی عاشق علی خاں کے صاحبزادے) راجا جھاؤلال، میاں الماس علی خاں، حضرت شاہ تراب علی قلندر، (منشی عاشق علی خاں کے استاد) کمال الدین حیدر، حافظ علی حیدر اور شیخ فضل حق عرف غلام مینا ساحر کاکوروی تلمیذ مصحفی (امیر حسن خاں بسمل کے استاد) شامل ہیں۔ اس مضمون کے مطالعے سے کلکتہ کی ادبی سرگرمیوں، مقدمۂ پنشن بحالی کے لیے غالب کے مصلحت پسندانہ اقدامات اور متعلقہ عہد کے سیاسی حالات و واقعات پر بھی خاطر خواہ روشنی پڑتی ہے۔

"میر حسن علی تجلی اور ان کا غیر مطبوعہ کلیات" (1798-1744 نسخۂ آصفیہ، حیدرآباد) اس شمارے کا دوسرا مضمون ہے، جس میں پروفیسر اکبر حیدری کشمیری نے میر تقی میر کے بھانجے اور داماد میر حسن علی تجلی کے غیر مطبوعہ کلیات (نسخۂ آصفیہ، حیدرآباد) سے نہ صرف متعارف کرایا ہے بلکہ شعرائے اردو کے قدیم تذکروں کی مدد سے میر حسن علی تجلی سے متعلق جملہ معلومات فراہم کر دی ہیں اور ان کے شاعرانہ امتیازات و کمالات پر بھی رائے زنی کی ہے۔ انتخاب کلام بھی شامل کر دیا ہے جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ تجلی کے کلام میں میر تقی میر کا رنگ غالب نظر آتا ہے، اسی بنا پر بعض تذکرہ نگاروں نے انھیں خدائے سخن میر تقی میر کا شاگرد قرار دیا ہے لیکن تجلی اپنے والد میر محمد حسین کلیم کے شاگرد تھے جو اپنے زمانے کے باکمال صاحب دیوان شاعر تھے اور رشتے میں میر تقی میر کے بہنوئی۔ میر تقی میر نے "نکات الشعرا" میں ان کا ذکر بہت اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ پروفیسر اکبر حیدری کشمیری نے میر حسن علی تجلی کے غیر مطبوعہ کلیات (نسخۂ آصفیہ، حیدرآباد) کے علاوہ تجلی کے کلیات کے بعض دیگر نسخوں سے بھی متعارف کرایا ہے۔ پروفیسر اکبر حیدری کشمیری کا یہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ میر حسن علی تجلی کے بتدریج ارتقائی شعری سفر کا بھی پتہ دیتا ہے۔

"مراثی دبیر: سماجی معنویت کا مرقع" سید علی حیدر کا مختصر مگر جامع مضمون ہے۔ سید علی حیدر نے مراثی دبیر کی سماجی معنویت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ مراثی دبیر کے فنی محاسن پر بھی گفتگو کی ہے اور لکھا ہے کہ مرزا سلامت علی دبیر کے مرثیے لکھنوی معاشرت کا جیتا جاگتا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ واقعات کربلا کی منظرکشی کا بھی اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں۔

جناب شفقت رضوی نے حسرت موہانی کے علمی جریدے "اردوئے معلّٰی" کے علمی و ادبی سفر پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور مضمون کے آغاز میں اردو صحافت کے ارتقائی مراحل پر روشنی ڈالی ہے۔ "اردوئے معلّٰی" کا پہلا شمارہ جولائی 1903 میں شائع ہوا تھا۔ اردوئے معلّٰی کے اشاعتی سفر کو مندرجۂ ذیل تین ادوار میں منقسم کیا جاسکتا ہے:

پہلا دور — جولائی 1903 تا اپریل 1908
دوسرا دور — اکتوبر 1909 تا جون 1913
تیسرا دور — جنوری 1925 تا مارچ 1942

شفقت رضوی نے "اردوئے معلّٰی" کی مختلف اہم اشاعتوں کے مشمولات پر روشنی ڈالنے کے علاوہ حسرت موہانی کے افکار و نظریات سے بھی متعارف کرایا

ہے، شفقت رضوی کا یہ مضمون شکریے کے ساتھ ''مخزن'' لاہور جلد -6، شمارہ-12، سے ماخوذ ہے جو حسن انتخاب کی ایک عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔

''عہد غالب کا بدایوں'' میں جناب شمس بدایونی نے شہر بدایوں کے تاریخی اور علمی پس منظر پر روشنی ڈالی ہے اور عہد غالب کے بدایوں کی ادبی اور شعری سرگرمیوں کے علاوہ بدایوں کی اہم شخصیات سے غالب کے تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ مضمون کے مطالعے سے عہد غالب کے بدایوں کی ادبی اور شعری اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ شمس بدایونی کا یہ مضمون غالبیات کے ذیل میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

محمد ریاض الدین خاں نے ریاست ٹونک (راجستھان) کے تاریخی اور علمی پس منظر میں منشی بساون لال شاداں کے احوال و کوائف اور ان کی علمی، ادبی اور شعری خدمات سے واقف کرایا ہے۔ منشی بساون لال شاداں بانی ریاست ٹونک نواب امیر خاں کے دربار سے وابستہ تھے۔ شاداں نے امیرالدولہ نواب امیر خاں کے ولی عہد وزیرالدولہ کی ترغیب پر زبان فارسی 1241ھ مطابق 1825 میں ''امیر نامہ'' تحریر کیا تھا جس میں نواب امیر خاں کی سیرت و شخصیت اور ان کی زندگی کے اہم واقعات اور سیاسی فتوحات کو موضوع بنایا ہے۔ محمد ریاض الدین خاں نے ''امیر نامہ'' کے پیش نظر راجستھان میں فارسی اور اردو زبان و ادب کی تاریخ میں منشی بساون لال شاداں کی ادبی اور شعری حیثیت قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ محمد ریاض الدین خاں کی اطلاع کے مطابق ''امیر نامہ'' (فارسی) مخطوطہ، مصنف: منشی بساون لال شاداں، 1241ھ، مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ مخطوطات کی فہرست میں درج ذیل شمار نمبر پر موجود ہے:

Ms. Accession No. Tonk 1452 & 1453, Maapri, Tonk

محمد عارف اقبال نے ابن صفی اور ان کے ناولوں پر معلومات افزا بحث کی ہے۔ مضمون کے آغاز میں ابن صفی کے احوال و کوائف، ولادت و وفات، تعلیم و تربیت، خاندانی پس منظر، سلسلۂ ملازمت اور ادبی زندگی کے ابتدائی مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے ابن صفی کے جاسوسی ناولوں کے موضوعات پر اظہار خیال کیا ہے۔ ابن صفی کے ناولوں کو سچ اور جھوٹ کے رزم ناموں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے اپنے جاسوسی ناولوں سے سماج کی اصلاح کا کام لیا۔ ابن صفی کا اصل نام اسرار احمد تھا، ان کی پیدائش 26 اپریل 1928 کو ضلع الہ آباد (یوپی) کے ایک گاؤں ''نارہ'' میں ہوئی تھی اور اسی نسبت سے اپنی ادبی زندگی کے ابتدائی دور میں اپنے نام کے ساتھ ناروی (اسرار احمد ناروی) لکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام صفی اللہ تھا، اس مناسبت سے انھوں نے اپنا قلمی نام ابن صفی رکھا۔ تیرہ سال کی عمر میں ''انگریز ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک کے دنوں میں انھوں نے ایک نظم کہی تھی جو اس وقت کافی مشہور ہوئی۔ نظم کا ایک بند اس طرح ہے:

اب چھوڑ بھی دو میرا دامن، للہ نہ روکو جانے دو
وہ دیکھو افق کے سینے پر لہرائے شہیدوں کے دامن
بن جائے گا لالہ زار وطن کچھ دیر میں شہدا کا مدفن
گر راہ وفا میں کام آؤں، سیندور سے مانگ بھرے رہنا
بندی نہ مٹانا ماتھے کی تم میری راہ تکتے رہنا
میں خواب میں اکثر آؤں گا سینے میں آس رکھے رہنا
اب چھوڑ بھی دو میرا دامن للہ نہ روکو جانے دو

ادب کا ذوق ابن صفی کو اپنی والدہ سے وراثت میں ملا تھا۔ حکیم احسن علی ابن صفی کے پرنانا تھے اور جانشین داغ حضرت نوح ناروی ان کے نانا تھے۔ ابن صفی 1948 میں عباس حسینی کے ماہنامہ ''نکہت'' الہ آباد، کی مجلس ادارت سے وابستہ ہوگئے تھے اور 1953 تک اس ماہنامے کے معاون مدیر رہے۔ ابن صفی نے شاعری، کہانیوں اور جاسوسی ناولوں کے علاوہ چند طنزیہ و مزاحیہ مضامین بھی ''طغرل فرغان'' کے نام سے لکھے تھے جو کافی مقبول ہوئے۔ ابن صفی کا پہلا جاسوسی ناول ''دلیر مجرم'' مارچ 1952 میں شائع ہوا تھا۔ محمد عارف اقبال نے مضمون کے آخر میں ابن صفی کے بعض جاسوسی ناولوں سے مختصر اقتباسات بھی نقل کیے ہیں جن کے مطالعے سے ابن صفی کے بہ طور ناول نگار افکار و نظریات سے متعلق رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

''غالب اور فکشن کی تنقید'' اس شمارے کا آخری مضمون ہے جس میں ڈاکٹر ابوبکر عباد نے افسانوی ادب سے غالب کی دلچسپی کا ذکر کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ غالب شعری ادب کے ساتھ ساتھ افسانوی ادب کے بھی بڑے پارکھی تھے۔ ڈاکٹر ابوبکر عباد نے اپنی بات کی تائید میں غالب کے خطوط، تقریظات، بعض فقرے اور مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور اپنی بات کو استحکام بخشا ہے۔ افسانوی ادب سے متعلق غالب کے یہاں پائے جانے والے تنقیدی عناصر کے ذیل میں خواجہ الطاف حسین حالی، مظفر علی سید، یوسف سرمست، انتظار حسین، آصف فرخی اور پروفیسر نذیر احمد نے جس بحث کا آغاز کیا تھا ڈاکٹر ابوبکر عباد نے اسے آگے بڑھایا ہے۔

● حریر و رنگ: شمس الرحمٰن فاروقی، شاعر و افسانہ نگار

مصنف: ڈاکٹر منصور عالم

صفحات: 200، قیمت: 200 روپے

ناشر: رعنا کتاب گھر، نئی دہلی 110025

مبصر: شہاب ظفر اعظمی، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ-5

شمس الرحمٰن فاروقی اردو ادب کی ایک معتبر اور بڑی شخصیت ہیں جنھوں نے مختلف جہتوں سے اردو زبان و ادب کی خدمت کی ہے۔ اپنی تحقیق، تنقید،

شاعری، افسانہ نگاری اور ناول نگاری سے علم و ادب کی آبیاری کے ساتھ انھوں نے اپنے مخصوص رجحانات و نظریات سے ادب کی جامد دنیا میں جو حرکت اور ہلچل پیدا کی اس کا اعتراف اہلِ نظر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ڈاکٹر منصور عالم نے اپنی کتاب ''حریر دو رنگ'' میں اس کثیر الجہت شخصیت کے دو پہلوؤں یعنی شاعری اور افسانہ نگاری پر تحقیقی تنقید کر کے ایک فریضہ ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر منصور عالم اردو تحقیق و تنقید کا ایک سنجیدہ نام ہے۔ ان کی تحقیقی کتابوں میں ''بہار میں اردو ناول نگاری'' کو مقبولِ عام حاصل ہوا۔ بعد میں انھوں نے تحقیق محض کے بجائے تحقیقی تنقید کی طرف توجہ کی اور یہاں بھی اپنی شناخت قائم کی۔

''حریر دو رنگ'' اپنے نام کی مناسبت سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ''شمس الرحمٰن فاروقی: شاعر'' کے عنوان سے ہے جسے سات مختصر ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس حصے میں ''تمہید'' اور ''تعارف'' سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ڈاکٹر منصور عالم نے فاروقی کے چار شعری مجموعوں ''گنج سوختہ''، ''سبز اندر سبز''، ''چار سمت کا دریا'' اور ''آسماں محراب'' کو موضوع بحث بنایا ہے اور شاعر کے نظریات اور اکتسابات پر روشنی ڈالی ہے۔ دوسرے باب ''اعتراض و تحسین'' میں فاروقی کی شاعری پر پانچ اہم شخصیتوں کے تبصروں کا جائزہ لیا گیا ہے اور شمیم حنفی، بلراج کومل، مظفر حنفی، ابو محفوظ الکریم معصومی اور خورشید اکبر کے تبصروں کا انتخاب کر کے پرانی اور نئی نسل دونوں کی نگاہوں سے فاروقی کی قدر و قیمت کے اعتراف و اظہار میں تناسب پیدا کرنے کی سعی کی ہے۔ شمیم حنفی اور بلراج کومل جدیدیت کے اہم نام ہیں اور ظاہر ہے فاروقی کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہوں گے اس لیے ان کے تبصروں میں تحسین ہی تحسین ہے جبکہ مظفر حنفی نے کچھ خامیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ خورشید اکبر اور معصومی نے بھی اپنے تبصروں میں فاروقی کی شاعری کا اعتراف کرنے کے باوجود ''آسماں محراب'' میں زبان و بیان کی خامیوں اور چند فنی معائب کی جانب اشارے کیے ہیں۔ ڈاکٹر منصور عالم نے ان کے اعتراضات کے معقول جوابات دینے کی کوشش کی ہے اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے:

''میں نے بہت کوشش کی کہ مظفر حنفی، خورشید اکبر اور معصومی کی اصلاحوں میں خوبی دیکھوں لیکن ایک آدھ جگہ مثلاً ''یاقوت'' کی جگہ ''مرجان'' ہوتا کہ سوا مجھے بہتری نظر نہیں آئی۔'' اس حصے کے اگلے چار ابواب بالترتیب فاروقی کی نظموں، غزلوں، رباعیوں اور بچوں کی شاعری اور ترجموں کے جائزہ پر مشتمل ہیں جن میں منصور صاحب نے زبان و بیان پر فاروقی کی قدرت کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور آخری باب بہ عنوان ''آخری بات'' میں یہ نتائج پیش کیے ہیں:

''فاروقی کی شاعری کی تین جہتیں ہمارے سامنے ہیں (نظمیں، غزلیں اور رباعیاں) ان سب کے مطالعے سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ فاروقی اپنی رباعی گوئی کی وجہ سے عہد جدید کے تمام شعرا پر فوقیت رکھتے ہیں میں فاروقی کی نظموں کو ان کی غزلوں کے مقابلے میں زیادہ بڑی فنی کارگزاری سمجھتا ہوں شمس الرحمٰن فاروقی اردو کے بڑے شعرا کی صف میں جگہ پانے کے مستحق بالترتیب اپنی نظموں، رباعیوں اور غزلوں کی وجہ سے ہیں۔'' (ص 162)

''حریر دو رنگ'' کا دوسرا حصہ ''فاروقی: شور انگیز افسانہ نگار'' کے عنوان سے ہے جسے پانچ مختصر ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب ''افسانوں کی منطق'' ہے، دوسرا ''افسانوں کے مضامین''، تیسرا ''کردار''، چوتھا ''فاروقی کے افسانوں میں تخلیقی نثر'' اور پانچواں ''پڑھنے کی چیز نثر بھی ہے۔''۔ ''سوار اور دیگر افسانے'' کے نام سے شائع ہونے والے افسانوی مجموعے کی روشنی میں انھوں نے فاروقی کو ایک منفرد، اہم اور صاحب اسلوب افسانہ نگار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ان افسانے کے اظہار و اسلوب کو تحقیقی نہج پر جانچا پرکھا ہے۔ اپنے تحقیقی نقطۂ نظر کے باعث وہ ''سوار'' کو اس لیے پسند کرتے ہیں کہ اس میں ہندوستانی تہذیب پر مسلمانوں کے اثرات کی جلوہ گری ہے تو ''غالب افسانہ'' سے اس لیے خوش ہیں کہ یہاں ہندوستان کی سیاست کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ غالب کی مناسبت سے بہت موزوں ہے۔ انھوں نے ''لاہور کا ایک واقعہ''، ''ان صحبتوں میں آخر'' اور ''آفتاب زمیں'' وغیرہ افسانوں کے چند کرداروں کو یادگار اور قابل ذکر کرداروں کا نام دیا ہے۔ ان افسانوں کی زبان انھوں نے فاروقی کی تنقیدی نثر سے موازنہ کرتے ہوئے اس جانب توجہ دلائی ہے کہ فاروقی کے افسانوں میں تخلیقی نثر کا وفور ہے جسے ان کی تنقیدی تحریروں سے الگ تصور کرنا چاہیے۔ انھوں نے یہ بھی محسوس کیا ہے:

''فاروقی کی انشا نے پہلی بار پہلو بدلا ہے۔ انھوں نے میر و مصحفی کے عہد میں جا کر اردو نثر لکھی ہے۔ ہم قیاس کرتے ہیں کہ اگر اس عہد میں افسانہ نگاری کے لیے اردوئے معلّیٰ استعمال ہوتی تو غالباً ایسی ہی نثر لکھی جاتی۔''

(ص 189)

مختصر یہ کہ ''حریر دو رنگ'' میں ڈاکٹر منصور عالم نے اپنی تحقیقی تنقید کا عمدہ نمونہ پیش کیا ہے۔ ان کے نتائج اور دعوؤں سے اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر اس حقیقت کو ماننے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا جانا چاہیے کہ جس طرح بیسویں صدی کی کوئی تاریخ ادب، فاروقی کے افسانوں اور ان کی شاعری کے ذکر کے بغیر مکمل نہ ہو سکے گی اسی طرح شمس الرحمٰن فاروقی کی شخصیت اور فن پر کی جانے والی ہر گفتگو ''حریر دو رنگ'' کے ذکر کے بغیر نامکمل ہوگی۔

طباعت اور کاغذ عمدہ ہے۔ کمپوزنگ تھوڑی باریک ہے مگر صاف ستھری اور اغلاط سے بڑی حد تک پاک ہے۔

●**نقد و اثر**

مصنف: ڈاکٹر شمس بدایونی

صفحات: 290، قیمت: 200 روپے

ناشر: انجمن ترقی اردو ہند، اردو گھر، 212، راؤز ایونیو، نئی دہلی

مبصر: حیات عامر، شعبۂ فلسفہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ-202002

شمس بدایونی تقریباً پچھلے 20 برسوں سے ادب کے متفرق موضوعات پر قلم فرسائی کر رہے ہیں۔ وہ اب تک ایک درجن کتب تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔ 1995 میں ان کا علمی مقالہ ''نظامی بدایونی اور نظامی پریس کی ادبی خدمات'' شائع ہوا۔ اس کے بعد 1997 میں کراچی سے ایک تذکرۂ نعت گویان طبع ہوا اور 2004 میں زیرنظر مجموعۂ مضامین شائع ہوا۔ اس مجموعے سے ان کے مطالعے کی وسعت، فکری عمق اور بات کو نئے انداز میں پیش کرنے کے سلیقے کا پتا چلتا ہے۔ وہ بہت پڑھنے اور کم لکھنے والے ادیب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ایک ایک مضمون کتاب کی سی وسعت و جامعیت رکھتا ہے۔

اس مجموعے میں کل پندرہ مضامین ہیں۔ سات تنقیدی، پانچ تحقیقی اور تین تلاش و تعارف کے ضمن میں آتے ہیں۔ شمس بدایونی نے دیباچے میں لکھا ہے:

''میں تحقیق و تنقید کو لازم و ملزوم سمجھتا ہوں۔ میری نظر میں تنقید سے عاری تحقیق اور تحقیق سے عاری تنقید کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ اعلیٰ تنقید کے لیے تحقیقی مطالعہ و مزاج ضروری ہے اور اسی طرح اعلیٰ تحقیق کے لیے ''تنقیدی'' صلاحیت و واقفیت ناگزیر سی ہیں۔ گو میں نہیں جانتا کہ ان مضامین میں کہاں تک میں خود اس نظریے کو بروے کار لانے میں کامیاب ہو سکا ہوں۔''

(ص: 12)

آپ ان کے اس خیال سے اتفاق کریں یا اختلاف لیکن ان کے تنقیدی مضامین میں تحقیق کی روصاف دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح خالص تحقیقی مضامین میں بھی تنقیدی پیراگراف کی گنجائش نکال لی گئی ہے۔

شمس بدایونی کے یہ مضامین گذشتہ پندرہ سالوں کے درمیان لکھے گئے ہیں۔ ان مضامین میں سے چند کو چھوڑ کر باقی کو انھوں نے اپنے عبوری دور کے مطالعات پر مبنی قرار دیا ہے۔ انھی میں ایک مضمون ''فلسفۂ اخلاقیات'' ہے جسے مصنف نے عہد طالب علمی کا تحریر کردہ لکھا ہے لیکن ان مضامین کی زبان، فکری عمق، ان میں پیش کردہ مواد، خیالات کو سلسلے وار اور سلیقے کے ساتھ ترتیب دینے کا ہنر ایسا ہے کہ مصنف کا مذکورہ بیان محض انکسار علمی معلوم ہوتا ہے۔

تنقیدی مضامین میں ''بجنوری بحیثیت ناقد غالب''، ''عہد غالب تحریک احیائے دین کے پس منظر میں''، ''مجنوں گورکھپوری اور نقد غالب''، ''قاضی عبدالودود کا رویۂ تحقیق''، ''اقبال کی خامیاں: تعارف و جائزہ'' اہم ہیں۔ تحقیقی مضامین میں ''ضرب الامثال''، ''اردو میں مستعمل قرآنی امثال''، ''ملا عبدالقادر کی نو دریافت تالیف''، ''بدایوں میں اردو تذکرہ نویسی کی روایت'' اہم ہیں۔ ان مضامین میں قاری کو چونکنے اور حیرت میں پڑ جانے کے بھی متعدد مقام آتے ہیں اور لطف و انبساط کے بھی۔

اس مجموعۂ مضامین میں میری نظر میں تین مضامین ایسے ہیں جن کے موضوعات اچھوتے ہیں اور جن پر غالباً پہلی بار شمس بدایونی نے لکھا ہے۔ میری مراد ''ضرب الامثال''، ''اردو میں مستعمل قرآنی آیات'' اور ''اقبال کی خامیاں: تعارف و تجزیہ'' سے ہے۔ ضرب الامثال مضمون میں وہ امثال کی ایک نئی صورت ہمارے سامنے لائے ہیں جسے انھوں نے ''شعری ضرب الامثال'' کا نام دیا ہے۔ اس کے تحت وہ تمام آوارہ گرد مصرعے جو زباں زد ہو گئے ہیں انھوں نے پیش کیے ہیں۔ اس سے قبل وہ اس موضوع پر ''شعری ضرب الامثال'' کے نام سے ایک کتاب کے دو حصے شائع کر چکے ہیں (1984، 1988)، یہ مضمون اس سلسلے کی امکانی بحث پر مفکرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے امثال کی وسعت کو پیش کرتا ہے۔ دوسرا مضمون ان آیات پر مشتمل ہے جو زباں زد ہیں لیکن ہمارے علم میں نہیں کہ وہ آیات قرآنی ہیں۔ شمس بدایونی نے ایسی 53 آیات مع حوالہ و ترجمہ و محل استعمال درج کر دی ہیں۔ زبان و قواعد پر گذشتہ صدی میں ہزار ہا صفحات سیاہ کیے جانے کے باوجود ضرب الامثال کی تحریر و تقریر میں اہمیت، وسعت اور جامعیت پر زیادہ نہیں لکھا گیا ہے۔ شمس بدایونی نے ان دو مضامین کے ذریعے اس کی تلافی کی کوشش کی ہے۔

کلام اقبال کے فنی اور فکری عناصر پر اقبال کی زندگی ہی میں اعتراضات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ 1928 میں ایک کتاب ''اقبال کی خامیاں'' جراح کے فرضی نام سے شائع ہوئی تھی۔ شمس بدایونی نے اس کتاب کا تعارف پیش کرتے ہوئے اس کے اصل مصنف کی نشاندہی کی ہے۔ کتاب میں کیے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ لیا ہے ان پر مفید حواشی درج کیے ہیں۔ فن کے بارے میں اقبال کے نظریات کی صراحت کی ہے اور اس کتاب کی اشاعت پر اقبال کی جانب سے کسی ردعمل نہ ہونے پر بھی سوالات قائم کیے ہیں۔ میری دانست میں اس کتاب پر یہ پہلا بسیط مقالہ ہے۔

اس کتاب پر مقدمہ ڈاکٹر خلیق انجم نے لکھا ہے، انھوں نے بھی اعتراف کیا ہے:

''زیرنظر کتاب کے تمام مضامین اعلیٰ درجے کے ہیں اور اس معیار کے ہیں کہ جنھیں اردو تنقید اور تحقیق کی آبرو کہا جا سکتا ہے۔'' (ص 7)

کتاب کے فلیپ پر پروفیسر نثار احمد فاروقی، رشید حسن خاں، پروفیسر مختارالدین احمد، ڈاکٹر فرمان فتحپوری کی آرا بھی دی گئی ہیں۔ کتاب مجلد اور خوبصورت ہے۔ کمپوزنگ کی اغلاط نہ ہونے کے برابر ہیں۔

□□□

انور ادیب

جاپانی انجینئروں کے حیرت انگیز کارنامے

بچو! آؤ! آج ہم تمھیں جاپانی انجینئروں کے دو حیرت انگیز کارناموں کے بارے میں بتائیں،لیکن پہلے جاپان کا ایک مختصر تعارف پیش ہے۔

طلوع آفتاب کی سرزمین جاپانی جزیروں کا ایک مجموعہ ہے۔اس کا قومی نام نپن (Nippon) ہے۔اسے زلزلوں اور آتش فشانوں کا ملک بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہاں ہمیشہ زلزلے آتے رہتے ہیں اور یہاں کے بہت سے پہاڑ آتش فشاں ہیں۔ان میں فیوجی یاما بے حد مشہور ہے۔ یہاں کا صدر مقام ٹوکیو دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والا شہر ہے۔ جاپان اپنی معیاری مصنوعات کے لیے ساری دنیا میں مشہور ہے۔

جاپان کے لوگ بے حد محنتی اور جفاکش ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی محنت اور لگن کے لیے ساری دنیا میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ امریکا نے ان کے دو شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما کو دوسری جنگِ عظیم (اگست 1945) میں ایٹم بم گرا کے تباہ و برباد کردیا لیکن ان جاپانیوں نے بہت کم وقت میں ان شہروں کی دوبارہ تعمیر کر کے محنت اور لگن کی ایک زبردست مثال قائم کی۔

جاپانیوں کی محنت، لگن اور چیلنجوں کو قبول کرنے کی غیر معمولی صلاحیت کا اندازہ ان کے کارناموں سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہاں ان کے دو کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے:

کنسائی (Kansai) ایرپورٹ کی تعمیر

یہ دنیا کا پہلا ایرپورٹ ہے جو سمندر کو پاٹ کر ساحل سے قدرے دور بنایا گیا ہے۔ یہ جدید تعمیر کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اس ایرپورٹ کو نسائی انٹرنیشنل ایرپورٹ کہا جاتا ہے۔ یہ کانکو (Kanku) ایرپورٹ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

اوساکا کے قریب سمندر میں ایرپورٹ بنانے کا خیال جاپانی انجینئروں کو اگست 1974 میں آیا اور خلیج اوساکا (Osaka Bay) میں چار کیلومیٹر لمبا اور ایک کیلومیٹر سے زیادہ وسیع ایک مصنوعی جزیرے کی تعمیر 1987 میں شروع کی گئی۔ اس جزیرے کی بنیاد مسلسل دو سال تک رکھی جاتی رہی۔ اس کے بعد کئی پہاڑوں کے ٹکڑے کر کے ان کے پتھروں سے مصنوعی جزیرے بنانے کی مخصوص جگہ کو بھرنا شروع کیا گیا۔ 80 بڑے بڑے بحری جہازوں اور دس ہزار افراد نے مسلسل دن رات کام کر کے تین سال میں 30 میٹر موٹی زمین کی ایک پرت تیار کی۔ اس کو اصل زمین سے ملانے کے 3.75 کیلومیٹر لمبا پل بنایا گیا جس کو اسکائی گیٹ برج (Sky Gate Bridge) کہا جاتا ہے۔ اس پل میں دو ڈکس (Decks) ہیں۔ اس کے اوپری حصے میں موٹر گاڑیاں اور نچلے حصے میں ریل گاڑیاں چلتی ہیں۔

کنسائی ایرپورٹ کا افتتاح 4 ستمبر 1993 کو کیا گیا، یہ ایرپورٹ دن رات کام کرتا ہے۔ اس کا رن وے ساڑھے تین کلو میٹر لمبا

اور 60 میٹر چوڑا ہے۔ اس پر سالانہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار جہاز اتر سکتے ہیں۔ اس ایرپورٹ کی اصل عمارت چار منزلہ ہے جو 1.7 کیلومیٹر لمبی ہے۔ یہ دنیا کی سب سے لمبی عمارت ہے۔ اس عمارت کا ڈیزائن اطالوی رنزو پیانو (Renzo Piano) نے تیار کیا ہے۔ یہ عمارت تعمیرات کے لحاظ سے کسی عجوبے سے کم نہیں۔ اس ایرپورٹ کی تعمیر پر پندرہ بلین ڈالر کی لاگت آئی ہے۔

اس مصنوعی جزیرے اور اس پر بنے ایرپورٹ ٹرمنل کی مضبوطی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1995 کے زبردست زلزلے اور 200 کیلومیٹر سے زیادہ تیز رفتار طوفان کا ان تعمیرات پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اسے انجینئرنگ کا کمال ہی کہا جاسکتا ہے۔

جاپانیوں کی زبردست محنت اور لگن کی ایک اور مثال اکاشی پل کی تعمیر ہے۔ یہ ایک معلق پل (Suspension Bridge) ہے جس کی تعمیر کو انجینئرنگ کا حیرت انگیز کارنامہ کہا جاسکتا ہے۔ اس پل کو جاپان کی ہونشوشیکا کو (Honsher Shikaker) کمپنی نے تعمیر کیا ہے۔

جاپان کے شہر کوبے (Kobe) اور اواجی شیما (Awaji Shima) کو ملانے کے لیے اکاشی سمندر (Akashi Strait) پر ایک پل بنایا گیا ہے جسے Akashi Kalkyo Bridge کہا جاتا ہے۔ اکاشی چار کیلومیٹر سمندر لمبا حصہ ہے جس کی گہرائی 110 میٹر ہے۔ یہاں بحری جہاز کثرت سے چلتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس سمندر کے راستے روزانہ تقریباً 1400 جہاز گزرتے ہیں۔ پل کو بنانے سے قبل اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ اس پل کی وجہ سے جہازوں کی آمد ورفت میں رکاوٹ نہ ہو۔ اس لیے ایک معلق پل بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تاکہ چار کیلومیٹر کا فاصلہ طے کیا جاسکے۔ یہ کام جاپانی انجینئروں کے لیے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا کیوں کہ اس علاقے میں سو کیلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ علاقہ زلزلوں کے لیے مشہور ہے۔ ان باتوں کے پیش نظر اس پل کی ڈیزائننگ جاپانی انجینئروں کے لیے جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھی لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور انجینئرنگ کے اس کارنامے کو انجام دے کر ہی دم لیا۔ اس کی تعمیر میں صرف دو کھمبے استعمال ہوئے ہیں۔ یہ دونوں کھمبے سمندر کے دونوں کناروں پر ایک ایک کیلومیٹر کے فاصلے پر پانی میں بنائے گئے ہیں اور درمیان میں دو کیلومیٹر میں کوئی کھمبا نہیں یعنی یہ پل تقریباً دو کیلومیٹر ہوا میں معلق ہے۔ چار کیلومیٹر اس لمبے پل کو دو اونچے ٹاور لوہے کے موٹے تار (Cable) کے ذریعے تھامے ہوئے ہیں۔ اس کیبل کی لمبائی تین لاکھ کیلومیٹر ہے اور اس کا وزن 193200 ٹن ہے۔ اس پل کی لمبائی تعمیر کے وقت 12825 فٹ تھی لیکن تعمیر کے بعد اس علاقے میں آئے گریٹ ہانشن (Great Hanshin) زلزلے کی وجہ سے اس کی لمبائی خود بخود 12828 فٹ ہوگئی۔ یہ پل چھ ٹریک والا روڈ برج ہے جس پر سیکڑوں موٹریں دوڑتی رہتی ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے اونچا اور سب سے لمبا معلق پل ہے اور ساتھ ہی سب سے مہنگا بھی۔ اس کی تعمیر پر 4.3 بلین ڈالر خرچ آیا ہے۔ اس کا افتتاح 1998 میں کیا گیا۔ یہ پل بے حد مضبوط اور پائیدار ہے۔ تعمیر کے بعد یہ ایک زبردست زلزلے کے جھٹکے کو برداشت کرچکا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ 180 میل فی گھنٹہ سے چلنے والی ہواؤں کو برداشت کرسکتا ہے۔

□□□

Ibrahim Manzil, Mosaddi Mohalla,
Asansol-713302 (W.B.)

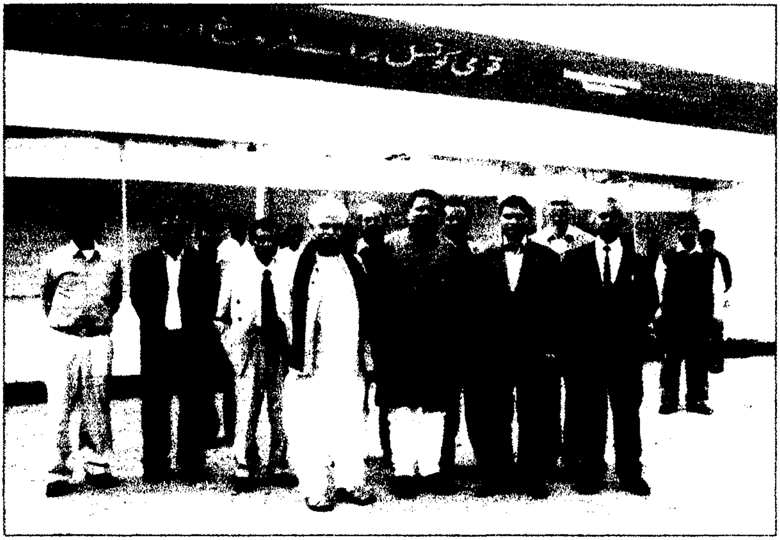

آسام کے وزیر تعلیم رپن بورا کے ہمراہ ڈاکٹر علی جاوید، ڈاکٹر ابوبکر عباد، جناب ہیر کمار (ڈائرکٹر، اعلیٰ وثانوی محکمہ تعلیم، آسام) ودیگر۔

فیسٹیول کے ایک اجلاس کے حاضرین

[redacted]

Date of Publication : 24/01/2008

URDU DUNIYA Monthly, February 2008, Vol. 10, Issue: 2

National Council for Promotion of Urdu Language

Department of Higher Education, Ministry of H.R.D., Government of India

ایک جٹ ڈراما گروپ کی پیش کش ''بیگم جان'' میں نادرہ ببر، ان کی بیٹی جوہی اور بشمبر جیوتی۔

ڈراما ''قید حیات'' میں غالب کے کردار میں پرشانت اور کاتبہ کے کردار میں الکا موگا۔

Printed and Published by Dr. Ali Javed, Director, NCPUL on behalf of NCPUL and
printed at S. Narayan & Sons, B-88, Okhla Indl. Area, Phase-II, New Delhi-110020 and published at
NCPUL, West Block-1, Wing-6, R.K. Puram, New Delhi-110066, Editor : Dr. Ali Javed, Tel : 26103381, 26103938